

ماہنامہ = دیوبند



تاریخوں میں ایک چڑاغ

ایڈیٹر:- عاشر غوثانی (ناشیونل بینڈ)

سالانہ آنکھ روپی

جسے پی

**تفسیر سورہ نور** اس شاہکار تفسیر میں نہرہ والقیام کے پتھر بن جھبڑا جمع کرتے ہوتے و اضخم کیا گیا ہے کہ قرآن و سنت کے

اصول سے فروعات کا استنباط کیوں نکر ہوتا ہے۔ اسلامی اخلاق کی بنیادی تعلیمات پر مشتمل سورہ نور کی تفسیر ضرور ملاحظہ فرمائیے۔ (از۔ مولانا مودودی) **جایا**

**قرآن اور حدیث** [قرآن اور حدیث میں کیا ربط ہے؟] حدیث کو جدت ماننا کیوں ضروری ہے؟ تہذیب قرآن کیوں ہدایت کیلئے کافی نہیں؟ اس نوع کے سوالات کا شائی و کافی جواب۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے قلم سے۔ **ڈیڑھ روپیہ**

**بدعہت کیا ہے؟** [ذینا صافہ شد (ایڈیشن)، بدعت و عصیت کو دیں کیتے خلیم کتاب جو قرآن و حدیث اور عقل منطق کے اہل دلائل کے ذریعے صحیح ترین اسلامی عقائد کو واضح کرتی ہے۔ تماں بدعاں گھلے ضرب کیم۔ قیمت مجلہ تین روپیہ۔]

**بلغ امین** [بدعت و شرک کے خلاف اور سنت و توحید کی حمایت میں] حضرت شاہ ولی اللہ کی شاندار کتاب کا اور دو ترجمہ۔ روشن دلائل فیض تفیعات۔ مجلہ چار روپیے۔

**وجدر سماع** [مرد عزوف و والی اور حکانے بجانے کی شرعی جیشیت پر حرف آخر] قیمت ایک روپیہ

**نزکیہ نفس** [مولانا ابن حسین کی معرفت الارام تالیف۔ تذکیہ نفس کی تحقیقت اور وہ کس طرح پر حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اعلیٰ ایڈیشن۔

چھ روپے **مکتبہ علی۔ دیوبند (بی پی)**

ہر انگریزی ہینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے۔  
سالانہ قیمت آڑھ روپے۔ فی پرچہ شرپیسے  
غیر مالک سے سالانہ قیمت ایک پاؤٹ نشکن پوٹل آڑدر  
پوٹل آڑدر پر کچھ نہ لکھئے بالکل سادہ رکھئے

# دیوبند شمارہ نمبر ۲۳

## ماہنامہ جملی

# اشتھری

## فہرست مطابق ماه مئی ۱۹۷۵ء

۲	عامر عثمانی	آغا زخمن
۱۱	"	تجھی کی ڈاک
۲۳	"	جماعت اسلامی اور دارالعلوم دیوبند
۲۴	شمسیہ عثمانی	کیا ہم مسلمان ہیں؟
۳۵	عامر عثمانی	کوثر نیازی اور جماعت اسلامی
۳۶	ایک رسالہ	تلیقی جماعت
۳۹	(دارہ)	ایک تھیہ نام رضیہ
۵۵	طا ابن العربی	مسجد مسیحانہ تک
	عامر عثمانی	کھرے کھوٹے

اگر اس اوپر والے دائرے میں سُرخ لائن ہے تو مجھے  
لکھیے کہ اس پرچہ پر آپ کی خریداری ختم ہے۔ یا تو منی آڑدر  
سے سالانہ قیمت بھیجیں یا وی پی کی اجازت دیں۔ آئندہ  
خریداری جاری نہ رکھنی ہو تو بھی اطلاع دی خوشی  
کی صورت میں اگلا پرچہ دی پی سے بھیجا جائے گا جسے  
وصول کرنا آپ کا اخلاصی فرض ہو گا (وی پی  
سترپیسے کا ہو گا) منی آڑدر پنج کر آپ وی پی خرچ  
سے پنج جائیں گے۔

## پاکستانی حضرات

ہمارے پاکستانی پتہ پرچندہ یونیورسٹیز منی آڑدر اور اپنا  
نام اور مکمل پتہ بھیجیں یونیورسٹیز جاری ہو جائے گا۔

ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ

دفتر تخلیٰ - دیوبند - ضلع سہارپور (دیوبند)

مدیر  
عامر عثمانی

فہرست دیوبند

پاکستان کا پتہ - مکتبہ عثمانیہ ۲۲۸ مینا بازار  
پیر الہی بخش کالونی - کراچی (پاکستان)

مندرجہ بالا پتہ پر منی آڑدر پنج کروڑ  
یعنی بھیجیں جو منی آڑدر کرتے وقت  
ڈاک خادم سے ملتی ہے۔ منیجہ

عامر عثمانی پر نظر پبلشرنے "نیشنل پرینٹنگ  
پریس دیوبند" سے چھوٹا کر اپنے دفتر  
تخلیٰ دیوبند سے شائع کیا

## آغاز سخن

”اب زیادہ دنوں تک مسلمانوں کی دالی نہیں گلے گی ہماری چھاتی پر بہت دنوں مونگ دل چکے۔“  
”جس طرح ہماری فوج نے سرحد پر ایک ہزار پاکستانیوں کو بھیگا دیا ہے اسی طرح سارے ملک سے مسلمانوں کو نکالا جائے وہ پاکستانی اجنبت اور غدراء ہیں۔“

یہ ہے ہمارا دین وطن کا تاریکہ ذہن اور زہریلا اندراز نظر سیکولر ازم کی دعویی اور حکومت اس شرطیتی پر گرفت کیوں نہیں کرتی یہ بڑی دردناک کہانی ہے مگر اس وقت یہ ہمارا مومنوں نہیں۔ اس وقت ہم اپنے موجودہ و ذیر تعلیم شری چھا گلا کا نذکر کرنا چاہتے ہیں جو خیر سے محمد علی کریم نام رکھتے ہیں۔ ان کا اسلوب بھاگا اور طریق تکر اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں کیا ہے اسے کچھ دہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو قرن اول کے راس المذاقین عبد اللہ بن عباس اُبی اور زبدۃ الاشرار عبد اللہ ابن سبأ کے تاریخی کردار کو جھوٹے ہیں۔ ”عبد اللہ“ سے بڑھ کر اسلامی نام اور کیا ہوگا۔ لیکن جس اسلامی شریعت کا بنیادی اصول یہ ہو کہ انہا العبرة للمعانی والانفاظ اس کے مانندے ان دنوں بندگان لفاقت میں سے کسی ایک کو بھی مسلمان کیسے تسلیم کر لیتے۔ اسلام کسی ماضی اور علافت کا نام نہیں وہ انکار و عقا نہ کی ایک شخصیت ہے میت سے عبارت ہے اور اس ہمیت کا تھوڑا نام میں نہیں کامیں ہوتا ہے دلوں فہصلہ تو باری تعالیٰ ہی کرے گا۔

ہمارا ملک اس وقت نازک مراحل سے گزر رہا ہے۔ ہماری اخڈ پاکستان کی سرحدی آؤزیش میں پورست کندھہ خدا کی چالے پچھلی ہوں مجود یہی بات ایک لمحہ اور ہولناک حققت سے کم نہیں ہے کہ دُڑپڑوں میں آگ اور خون کی ہولی شروع ہو گئی ہے۔ اس وقت ضرورت تھی کہ ملک کے تمام افراد تمام سماجی حلقوں، تمام گروہ اور دھرمے آپس کے اختلافات ایک طرف رکھ کر اپنے ملک کی سالمیت کے تحفظ اور فدائی کو شکتوں میں سرخور کر لگ جاتے، لیکن ہو یہ رہا ہے کہ جس سمجھی اور جہاں سمجھائی امت نے مسلمانوں کے خلاف زہر اُنکھے اور شور و شہادت پا کرنے کی عادت دیرینہ کو دفعتاً اور زیادہ تیز کر دیا ہے۔ یہ اتنی بزرگ اور دنی فطرت لوگ کسی حملہ کو کوپا کرنے کے قریب بھی پہلے اہل ہوتے نہ آج ہیں۔ البته ہنھوں اور امن پسندوں پر ڈاکووں کی طرح تاخت کرتے اور بھیر ٹیکی کی طرح غرانتے میں ایسا جواب نہیں لکھتے۔ مثال کے طور پر ایک ہی اجلاس کی چند تقریروں کے نمونے ملاحظہ فرمائیں۔ یہ اجلاس ابھی ۲۵ رابریلی کو پیشہ کے گاندھی میدان میں ہندو ہما سماج کے زیر قیادت ہوا تھا ”مشرقی پاکستان کے ہندووں کے خون کا بدلنے کے لیے چاہیئے۔ اگر مسلمان شرافت کے ساتھ یہاں سے ہنسن گئے تو اس کا بھیانا کاٹ جائے ہو گا۔“ ”یہاں کے پانچ کروڑ مسلمانوں کو پاکستان بھیجا رہا ہے اور ہاں کے ہندووں کو دا پس بلا لیا جائے۔“

لیکن بہر حال پلک معاملات میں مذہب کا بالکل داخل نہ ہوں اور دو اور ہندو کا جھگٹ اور رسم الخط کا جھگٹ اے۔ اور مسلمانوں کو لازم ہے کہ شترک ملکی رسم خط یعنی دینا اگر کا پورا پورا ساختہ دیں۔“

یہ اخذ ہے لدن کے شہر آفاق روزانہ طامنے کے ایک مضمون مطبوعہ ۲۶ جنوری ۱۹۷۲ء سے طامنے یوم آزادی کے پسروں ہمیں سالگرہ کے موقع پر ایک خاص انڈیا ٹائمز نکالا تھا۔ اس میں ۳۰ مضمون ہندوستان کے مختلف پہلوں پر شائع کئے تھے اور اب ان کا جھوٹ کتابی صورت میں اپنایا کے تامنے طامنے پلٹک پہنچنے نے چھاپ دیا۔ یہ اسی صورت میں اس نے کسی نہ کسی ماہر فن ہی سے لکھوا یا ہے تو مضمون جس کا صحیح عنوان ”مسلمانان ہند کی نتی اور جامع فوج جنم“ ہوتا تھا آخر کن ماہر فن بزرگ کے قلم صداقت رقم سے نکلا ہے تو یقیناً کسی جھاں سمجھائی یا جن شخصی بزرگ کے قلم سے ہوگا۔ جسے طامنے بے سچے سمجھے اور خود اپنے اور ظلم کر کے اپنے کاموں میں جمل دیدی جی ہیں۔ یہ مقاولگرامی نہ شری منڈن جی آجہانی کا ہے۔ نہ ڈاکٹر سپورنائز اس جہانی کا۔۔۔ ان پیاروں کی دماغ ان اچھوئی بلندیوں نکل کہاں پڑیں سکتا تھا، اس کے لئے والے ہیں خالص اسلامی نام رکھنے والے اور آئے خوب جانے پہنچنے ہوتے ہیں کیم بھائی شری چھاگلابا۔“

یہ شستہ نو نہ اخود اے” ہوا۔ اب ذرا ملاحظہ رائی کو سڑھا گلا کے دم قدم سے نقد فائیہ است مسلم کو کیا پہنچا۔ اس داستان درد کے لئے ہم روزانہ الجھیت کے درد منہ حسنا، اور حقیقت مگار ایڈیٹر محمد عثمان فاقر قلبیت کے تین ادارے بالترتیب نقل کرتے ہیں ان پر کسی اضافے کی ضرورت شاید ہی نہ۔

ایک راز تو آید۔۔۔ (المجھیت، اراپریل ۱۹۷۴ء)

مرکزی وزیر تعلیم سڑھا گلا نے لوگ بھائیں سوالات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ”بنارس (ہندو) یونیورسٹی ایکٹ

ہم میں اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ کسی بھی مذہبی ورثتگیب کو اس کے کھلے دشمن اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا ہما فقین پہنچاتے ہیں۔

آج تی صبحت میں ہم خود کچھ کہنے کی بجائے اپنے معاملہ کی تحریروں سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔

مولانا دیریا بادی نے ہر سی کے ”صدق جدید“ میں ذیل کاشدروہ دیا ہے۔

## چوتھی درست غدارے بود

مسلمان علیحدگی قائم رکھے ہوئے ہیں۔ انگریزی میں اس سرخی کے بعد ایک بے انگریزی مضمون کے اہم ترین حصہ کا ملبو بباب:-

”مسلمانوں کا مسئلہ الگ ہندوستان میں کوئی ہے۔ تو وہ نہ تو جترانی ہے تہ تاریخی نسلی نہ سانی، بلکہ میں تو ہیوں کا کہ مذہبی بھی نہیں اس لئے کہ ان کی پوری مذہبی آزادی کی صفائت آئین میں موجود ہے اور دنیا کی کوئی قوم ہندوؤں بڑھ کر وسیع المشربے بھی نہیں۔ پھر آخر یہ گیسا ہے؟ مخفی جذباتی ہے۔ یعنی مسلمانوں کی یہ خدا کو وہ ملک کے عالم دھارے سے میں بشریک نہ ہوں گے اور اپنی انفرادیت قائم رکھیں گے۔“

جب سلطنت تغییر گئی اور انگریز حاکم آئے تو مسلمان روٹھ کر الگ بیٹھے ہے اور تعلیم سے فتح اٹھانا ہندوؤں کے لئے چھوڑ دیا جب ہندوؤں نے قوت حمال کر کے سڑاچا ہما تو مسلمان انگریزوں کا ساختہ دینے لگ گئے اور انہوں نے بھی ان کو پرجانے کے لئے اپنی جدگانہ نشستیں دے دیں۔ پھر جب آزادی ملنے ہی لگی تو جامع نے پاکستان کا تاخانہ نہ کھڑا کر دیا۔ پاکستان بن جانے کے بعد بھی مسلمان مطہری مذہبے اور اب بھی ان کی زبانوں پر اقلیت کے حقوق کی روٹ ہے۔ ان میں جو بڑے بڑے قوم پر وہیں وہ تک مسلمانوں کے الگ کنوش میں بشریک ہوتے ہیں۔ حالانکہ اسے مسلمانوں کا پہلا یہی قدم ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے کو ملیحہ تھیں کو بھلا کر اپنے کو مخفی ہندوستانی تھیں میں نہیں کہتا کہ وہ اپنا مذہب ترک کر دیں

کے مبروں نے بہت زیادہ سرماہا۔ اگر وہ پرہیز دفعہ سلطنت چھاڑا کا ذکر کیا گیا تو سب ہی دفعہ ان کا پورا نام اچھا لگا اور دنیا کو بتا لیا کہ سلطنت محمد علی کرم بھائی چھاڑا خود مسلمان ہیں جو ہندوستان کی طرف سے کشمیر کا گیس پاکستان سے لے رہے ہیں۔ لہذا یہ سوال ہی تھیں کہ کشمیر میں مسلمانوں کی اکثریت اور ان کی ریاست پاکستان کو ملکی چاہئے، جب حکومت کا مطلب محمد علی کرم بھائی چھاڑا سے نکلتا ہے تو اسے اس نام سے فرد و اشتہریت لی پڑتیں آتی بلکہ اس نام کو عطر گلاب سمجھ کر دو دو ریخیا ہے تاکہ دنیا کے سلم حمالک کا مشترک نام اس نام سے معطر ہوتا ہے۔ اگر محمد علی کرم بھائی چھاڑا لفظ سلم کو ہٹانے کے لئے اس قدوستیاب ہی کہ جن ہی بنا روشنہ پر نیور کے پاس میں سلیکٹ تکمیل کے مبروں نے لفظ ہندو کو ہٹانی کی حمایت کی تو وہ فرآہی دوسرا سائل لئے تغیریت اختیارات سے لفظ سلم کو ہٹانے کے لئے ایک مل میش کر دیں گے تو انھیں سب سے پہلے محمد علی کرم بھائی کو مٹانا ہو گا۔ یہ تھیں ہوشناک علی کرم نے پیور ٹھیک سے لفظ سلم کو ٹھرچ کر پہنیک دیا جاتے اور چھاڑا صاحب پرستو شریعت علی کرم بھائی بنے تھیں۔ اس کے بعد تھیں ڈاکٹر ذاکر حسین خاں کا نام بھی ٹھرچا ہو گا اور ہماریوں سبیر خا ابراہیم، حسین الدین، خنزیر الدین احمد کے نام بھی ٹھانے ہوں گے۔ ہم نے بہت سے سنجیدہ لوگوں سے یہ بات بار بار سخنا ہے کہ حکومت وزارت میں چھانٹ کر ان مسلمانوں کو بخواہی ہے جن سے اسے کچھ توقعات ہوتی ہیں اور ان سے وہ کام لیتا چاہتی ہے جن کو دوسرے مزہب کے وزراء اور آسانی سے انعام دینے کی ہمت نہیں کر سکتے۔ پھر ایسے مسلمان وزراء دوسرے حمالک کے مسلمانوں کے کام بھی آتے ہیں اور سب سے پہلے انہی ملاقات ایسے ہی وزراء سے کرایا جاتی ہے۔ اس سلسہ کی باتیں تو بہت ہیں مگر ہم معاشرے کو طوول دینا نہیں چاہتے۔ اگر سلطنت محمد علی کرم بھائی چھاڑا کی جگہ پر کاش و پر شاشرتی و پر تعلیم پہنچتے ہم تھین کے ساتھ رہتے ہیں کہ وہ اس بے باکی کے ساتھی ہے نہ کہ کوئی لفظ ہندو کو ہٹانے کی حمایت کی گئی تو وہ سلم پیور ٹھیک کوڑ یا گورنگ بادی صب کو نظر انداز

سلیکٹ ٹھیکی کے سامنے ہے۔ اگر مبروں کی اکثریت نے لفظ "ہندو" کو ہٹانے کا مشورہ دیا تو حکومت اسے قبول کرے گی۔ اس کے بعد میں وہ آہی علی گڑھ پر نیور ٹھیک سے لفظ "مسلم" کو ہٹانے کے بارے میں ایک مل پیش کر دوں گا۔ اگرچہ ان ناموں کو باتی ریخی کے حق میں ذمہ دار ہے جذبات پائے جاتے ہیں۔ لیکن میں سلیکٹ تکمیل کے مبروں کی اکثریت کی رائے کی تعمیل کروں گا۔

کیا ٹھرچا گلا کا مطلب یہ ہے کہ اگر ملک کی مسلمان اور ہندو اکثریت لفظ سلم اور ہندو کو بجا لے تو اسے اس نام رکھنا چاہے تو آپ ان کے جذبات کا تو احترام نہیں کریں گے۔ لیکن اگر ناہر اس پیور ٹھیک سے ایک مل کی جائیج کرنے والی تکمیل کے ارکان کی اکثریت لفظ ہندو کو ہٹانے کا مشورہ دے تو وہ فراؤ اس کی تعمیل کریں گے اُخیریہ کو نسا انصاف ہے کہ ۵۰٪ کروڑ انسانوں کو سلیکٹ تکمیل کی مدد میں براں کی رائے پر قریبان کر دیا جائے؟ ۹٪ حکومت ناگالینڈ کا مسئلہ حل نہ کر سکی، ملک کو غذا تی بحران سے بچات نہ دلائی۔ وزراء کو کوشش اور بدیا تی سے باز نہ رکھ سکی۔ حرام خوار افراد کے کس بل نہ بکال سکی۔ زبان کے مسئلہ کا کوئی حل نہ بکال سکی مگر جلی ہے لفظ سلم اور ہندو کو ہٹانے کے سلطنت چھاڑا کی کہنا چاہئے تھا کہ لفظ سلم اور ہندو کا لے گا تاگ نہیں ہیں جو حکومت کے دفاتر کو ٹس لیں گے۔ اس کی سفارش کرے تو حکومت انھیں ہرگز نہیں ہٹائے گی۔

یکوئی نکار ان ناموں کے ساتھ کم و کم انسانوں کے جذبات و ابتدہ ہیں۔ خصوصاً مسلم پیور ٹھیک اسلامی تہذیب کی نیوں سے اور جس کے بانیوں نے اس کے کچھ تبادی مقاصد بھی تھیں کئے ہیں۔ اُسے ہٹانا چکر کرو مسلمانوں کی روح کو ذبح کرنا ہو گا اور ان مقاصد کی تجھ کی ہو گی جن کے لئے مسلم پیور ٹھیک قائم کی گئی تھی۔

ہمیں خوب یاد ہے کہ ٹھرچا گلا نے سلیکٹ کو نسل میں سلکت تکمیل پر بحث کی تو آل اندیز یا پری یو سے برادریہ اعلان ہوتا رہا کہ سلطنت محمد علی کرم بھائی چھاڑا نے پاکستان کے دلائل کی دھیان اڑادیں اور ان کی تقریروں کو سلیکٹ کو نسل

رہا۔ مگر حالیہ ہنگامہ نے اس کی روایات کو بٹھ لگادیا اور جوہر ہونا چلائی تھا وہ ہوا، لیکن اس کے معنے یہ تو نہیں کہ ایک بیسا موقع پیش آتے ہیں اس پر پاکستان فرازی اور فرقہ پرستی کا الام کا گدایا جائے اور پارلیمنٹ سے لے کر ریاستی اسمبلی تک میں سب لوگ ہاتھ دھو کر اس کے سچے پڑھاتے ہیں۔

ہندوستان کی دوسری یونیورسٹیوں میں اب تک کیا کچھ نہیں ہوا اور طلباء نے کیا کچھ کمرے نہیں رکھا یا مدرسہ بوجگانہ کی حرکتوں کو پی گئے۔ ان پر تو فرقہ پرستی کا الام لگا اور زندان کے پائے میں پاکستان کا نام لیا گیا۔ آپ ھل کر ہنگامہ کی ذمہت سچے مگر اس طرح کبھی جس طرح دوسری یونیورسٹیوں کے ہنگاموں کی ذمہت کی جاتی ہے تو بھرپور طبی گھنیبات ہے کہ مسلم یونیورسٹی کا نام آتے ہی فرقہ پرستی اور پاکستان فرازی کے تیربر سادیتے جانتے ہیں۔ جو نبی ہند میں ہنگامی کے خلاف طلباء نے وہ سب پچھ کیا جو بڑے سے بڑے ہنگاموں میں ہوتا چاہیے تو کیا پاکستان نے وہاں بھی ہاتھ مارا تھا؟ پاکستانی عینہ صرف مسلم یونیورسٹی میں آگئے اور انہوں نے ہنگامہ سماکر کے ملک کی فصل میں جماعتوں کے ہاتھ پھوٹ کر دیئے ہیں مسلم یونیورسٹی میں پروفیسر مسلمان بھی ہیں اور ہر ہنگامہ۔ طلباء میں بھی غیر مسلموں کا ناساب لگ بھاگ چالیں قیصری ہے۔ بھر اس میں فرقہ واریت کیا ہے؟ پھر ہنگامہ میں مسلمان اور غیر مسلم طلباء شانہ شانہ تباش تھے۔ پس کی گولیوں سے جو طلباء زخمی ہوئے وہ صرف دو تھے۔ ایک ہندو ایک مسلمان۔ بھر اس قابل افسوس ہنگامہ میں فرقہ واریت کیا ہے؟ قرین قیاس یہ ہے کہ جو لوگ مسلم یونیورسٹی پر خارکھائے بیٹھے ہیں انہوں نے ہنگامہ کے اس اب پیدا کئے ہیں اگر اسی ہے تو ہم ان کی سازشوں کو کامیاب فرار دیں گے وہ مرتوں سے تاک میں تھے اور بالآخر اس موقع پر انہیں کامیابی نصیب ہوئی۔

طلباء کا احتجاج اس پر تھا کہ میڈیکل کالج اور رجسٹریکیشن میں ٹرے ہنگامے ہوتے ہیں، گولیاں ہلتی ہیں، پولسیں اور طلباء میں تصادم ہوتا ہے مگر مسلم یونیورسٹی ہنسٹیشن ایسی ماں توں سے محفوظ رہی اور اسے اس کی سلامت روی کا کمرے طبق مذا

کرتے ہوئے نور آہی لفظ مسلم کو سلانے کے لئے پارلیمنٹ میں ایک بیش کریں گے اور ان کو دڑدی نہیں کو نظر انہوں کو دیجئے جن کے جذبات لفظ ہندو اور مسلم سے والیتہ ہیں۔ ایں کار ان تو آیا مردان ہیں کفتہ

ایک طرف حکومت کو لفظ مسلم اور ہندو میں فرقہ واریت دکھانی دے رہی ہے۔ دوسری طرف دہلی کی جامع مسجد برکاری پر ویگنڈ اکابر کی بنادی لگی ہے اور یا ہر کے مسلمانوں کو اس میں نذر جمعہ ادا کرنے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ خود جعلی کریم جہانی چھاگلا اور دوسرے مسلمان وزراء کو پیر ویگنڈ کی میں محفوظ رکھا گیا ہے جو مسلمان باہر سے آتا ہے ان مسلم و زوار سے ضرور ملاقات کرائی جاتی ہے۔ مسلم یونیورسٹی سے لفظ مسلم ضرور حذف ہونا چاہیے تاکہ ایک تو اس کے ساتھ تمام کا یوں کا الواقع ہو سکے، دوسری طرف اس کی اسلامی ثقافت کا تیار پائچ کر دیا جائے۔ سابق واش چانسلر مسٹر بدر الدین طیب جی تو آخر نہ اڑے رہے کہ اگر لفظ مسلم کو حذف کر دیا گیا تو وہ اپنے عہد سے مستغفی ہو جائیں گے۔ ان کی جگہ جو حمدہ وال اس چانسلر قدر ہوئے ہیں وہ شاید مسٹر جھاگلا کی گستاخی کا کوئی نوش نہیں مگر ہم انتظار کرنا ہمگا کہ ان پر اس صورت حال کا کیا رد عمل ہوتا ہے۔

### مسلم یونیورسٹی میں کیا ہوا؟ ۹ (اب الجعیة ۶ مئی ۶۵)

بڑت سے لوگ بہانے تلاش کر رہے تھے کہ مسلم یونیورسٹی کی جیشیت ختم کر دی جاتے۔ کبھی وہ یہ کہتے ہیں کہ یونیورسٹی فرقہ پرستوں کا گڑھ ہے۔ کبھی یہ کہتے ہیں کہ وہاں کے طلباء تعلیم اپنے پاکستان چلے جاتے ہیں۔ کبھی یہ الام لگا کئے ہیں کہ اس پر پاکستان کا ہاٹھ ہے۔ اس دفعہ مسلم یونیورسٹی میں جو ہنگامہ ہوا وہ قابل افسوس ہے اور قابل ذمہت بھی۔ کیونکہ اللہ ہنگامے اس کی روایات کے خلاف ہیں۔ مارے ملک کے تعلیمی اداروں میں ٹرے ہنگامے ہوتے ہیں، گولیاں ہلتی ہیں، پولسیں اور طلباء میں تصادم ہوتا ہے مگر مسلم یونیورسٹی ہنسٹیشن ایسی ماں توں سے محفوظ رہی اور اسے اس کی سلامت روی کا کمرے طبق مذا

ناقابل ہم ہے کہ وائس جانسلر پر اس نے ہاتھ چھوڑا گیا کہ وہ  
وسعی الحمال اور قومی نظریات کے حمال ہیں۔ ہمارا حمال ہے  
کہ یہ نئے نئے الزام اس نئے لگائے جادے ہے میں کو مسلم یونیورسٹی  
کی اسلامی اور ترقیاتی حیثیت کو ختم کرنے کا موقع جلتے اور  
لطف "مسلم" ہجوم پرستوں کی آنکھوں میں خارک طرح ہٹک  
رہا ہے اسے آسانی سے حذف کیا جاسکے۔ وزیر تعلیم نے تو یہ بھی  
کہا کہ انہیں اپنے منصب پر باقی رہا۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ  
اس کے بعد آپ باقی رہیں۔ یوں مسلم یونیورسٹی کا وائس  
جانسلر مسلمان تقدیر کیا جائے گا اور شاید اس کے بعد ایسا موقع  
بھی آجائے کہ مسجدوں کے امام پنڈت اور مندرجہ کے پروہت

مولوی صاحبان ہوں!  
مسلم یونیورسٹی کے ہنگامہ کے سلسلے میں اس کے سابق  
وائس جانسلر کرنل زیدی صاحب نے جو بیان دیا ہے اس روایت  
کی کوئی اچھی مثال قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اپنے طلباء کے ساتھ  
اس ہنگامہ کی ذمہ داری اسٹاف کے بعض ممبروں، یونیورسٹی<sup>۱</sup>  
کے ارکان اور دوسرے لوگوں پر ڈالنے کی کوشش کی ہے اور  
فرمایا ہے کہ "یہ گروپ چاہتا ہے کہ تمام خیر مسلموں اور باہر  
کے لوگوں کو یونیورسٹی میں داخل نہ ہونے دیا جائے" گویا اب ان  
لوگوں کو موقع ملا ہے کہ مسلم یونیورسٹی کی خصوصیات کو اس کے  
بانیوں کے ساتھ ہی دفن کر دیں اور اس میں جو چون مسلم طلباء زیادہ  
نظر آتے ہیں وہ اقلیت میں تبدیل ہو جائیں اور یہ کام اس وقت  
بہت آسان ہو جاتا ہے جب یونیورسٹی پر فرقہ پرستی کا الزام لگے  
اویسنانوں کے غلبے کا ہوتا ہکڑا کیا جائے۔

سطور مندرجہ بالا کا یہ قصہ نہیں کہ طلباء نے محترم وائس  
جانسلر اور دوسرے پر فیصلوں کے ساتھ چوں لوگ کیا ہے  
اسے ہنگامہ کے دکھایا جائے۔ ہم وض کر کے ہیں کہ یہ سلوک  
ایک لیگن حادثہ ہے جس کی ذمہ تھل کر واضح الفاظ میں ہوتی  
چاہیتے۔ اگر طلباء ضبط و نظم اور حکم سے کام لیتے اور صرف اپنے  
مطالبے پر ڈال رہتے اور یونیورسٹی کے احاطے میں پولیس کی  
اچانک آمد کو بھی برداشت کر لیتے تو یہ مسلم یونیورسٹی کی  
روایات کے مطابق ہوتا اور جو لوگ یونیورسٹی کی ناک میں

آسانی سے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اور نہ اسے فرقہ واریت  
پر مجبوں کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اگر مسلم یونیورسٹی کے طلباء کا تنبا  
ہ، فیصلہ ہی رہتا ہے تو اس سے مسلمان اور غیر مسلم سب ہی  
فائدہ اٹھا سکتے ہیں کیسی طالب علم نے یہ نہیں کہا کہ تنبا سب ہیں  
جو کسی کی جا رہی ہے اس کا اثر صرف مسلمانوں پر ٹھے گا ایسا سب  
میں امضا و صرف مسلمانوں کے لئے مفید ہو گا۔ ہمارا حمال ہے کہ  
اگر ہر امن طریقے سے اس مطالبہ پر زور دیا جاتا تو کوئی بھی اسے  
نامانع قصر اردا نہ دیتا۔ اب یہ پوچھا کہ اصل مشکل سے لوگوں کی  
توجه ہے اسی طبق اسی طبق اسی طبق اسی طبق اسی طبق اسی طبق  
جسکے گا۔

آزادی کے بعد یہ پہلا موقع تھا جب پولیس کو یونیورسٹی<sup>۲</sup>  
کے احاطے میں طلب کیا گیا۔ جس نے بھی پولیس کو طلب کیا  
اس نے بڑی طاقتی کی اور پھر پولیس نے جس کے ساتھ کوئی جو بڑی  
بھی نہ تھا طلباء پر گولی چلائی۔ یہ بات بھی طلباء کیلئے انتہا  
کا باعث ہوئی۔ یہیں افسوس کے ساتھ ہنپا پڑتا ہے کہ مرکزی  
وزیر تعلیم نے لوگ جہاں میں مسلم یونیورسٹی کے واقعہ پر حس سب و  
ہبجے میں بیان دیا ہے اس میں طلباء کے جذبات کو سخونت نہیں  
رکھا گیا، بلکہ طبیعی میں آگر ایسی ایسی دھمکیاں دی گئیں جو چھ  
کھڑوں مسلمانوں کے لئے قطعی ناقابل برداشت ہیں۔ اگر وزیر  
تعلیم ٹھنڈے دل و دماغ سے واقعات پر غور کرتے اور صرف  
وائس جانسلر صاحب اور دوسرے پر فیصلہ ورثوں کی افسوسناک  
تو ہیں تک ہی اپنے بیان کو محدود رکھتے تو بہت اچھا ہوتا۔

اول تو انہوں نے اس ہنگامے کا جو طرفہ پرستی اور رحمت پسندی  
سے ملایا ہے اور فیصلہ دھکی دی ہے کہ اپنے عناصر کو یونیورسٹی<sup>۳</sup>  
سے نکال دیا جائے گا۔ یہی نہیں بلکہ وزیر تعلیم نے خواہ طبیعی  
کے مطابق جذبات سے یہ خوشخبری بھی سنائی ہے کہ اگر ہر یہ  
دم میں دم رہا تو میں یونیورسٹی کے آئین کو آزادی نہیں کے ذریعہ  
بدل دوں گا اور اس کے ایک طبق میں تمیم کر دوں گا اور اس کی  
فرقہ واریت کو ختم کر کے اسے قومی یونیورسٹی بنانے کے چھوڑوں گا  
ہم نہیں کر سکتے کہ مسٹر چاگلا کا یہ الزام کہاں تک صحیح ہے کہ اس  
جانسلر سے ذاتی دشمنی اور عناد کا بدلہ لیا گیا ہے۔ لیکن ان کا یہ کہا

خبر ہے کہ وزیر تعلیم نے مسلم یونیورسٹی کو جو حصی دی تھی وہاں پوری ہونے والی ہے۔ یعنی بینہ ترین سطح پر مسلم یونیورسٹی کے معاملات پر قابو یانے کے لئے اردوی نیشن بنایا جائے گا جس کے تحت یونیورسٹی کو راستے کے ممبروں کی تعداد ایک سو سے گھٹا کر جائیں کر دی جائے گی اور ان میں بھی بیشتر تمثیل نہ مزدوج ہوں گے اور صدر جمیعت ہند ایک کٹوں کو نسل کو از مردی ترتیب دیں گے اور آرڈی نیشن کے ذریعہ والش چانسلر کی زیادہ اختلاف دیتے جائیں گے۔ ہم اس محظوظہ آرڈی نیشن پر زیادہ لکھنا ہمیں چاہتے ہیں مسلمان اپنے حصے صرف یہ عرض کریں گے کہ اب وہ مسلم یونیورسٹی سے با خود ہوں۔ الگ ان کے اندر ہمہ ہتھ ہے تو وہ اپنے امن احتیاجی ادارے کو اپنے پروپرٹی اکٹر نے کی کوشش کریں اور حکومت کے احصانات کو شکریہ کے ساتھ دالیں کر دیں۔ ہمیں شروع میں اندازہ نہ تھا کہ حکومت یونیورسٹی میں پولیس کی آمد اور والش چانسلر پر طلباء کا حملہ اس قسم کے تباخ پیدا کرے گا جس سے مسلم یونیورسٹی اپنی خصوصیات ہمیت بہشی سے لے تھا کہ قریں دفن کر دی جائے گی۔

## شیخ عبداللہ

گورنمنٹ آف انڈیا کے پریس انفارمیشن بورڈ نے تقریباً ۱۵ صفحات پر شرح خدالتی حالیہ گرفتاری کا جائز میشن لیا ہے۔ ہم نے دو جوہ جو اُنکو بہت خورستے پڑھا۔ یہ وجہ ہے شک ایسے لوگوں کو تو حکومت کے موقف اور اس کی اضافات پسندی میطمتن کر سکتے ہیں جو حقائق اور پروپریٹیز کے مابین امتیاز کی صلاحیت نہ رکھتے ہوں اور جنہیں حقیقی التفات سے زیادہ قوم پرستی کے ایک حصہ داہم اور خصوص تصور سے بچتی ہو۔ لیکن ان لوگوں کے لئے ان میں اطمینان کا سامان نہیں جو وطن کی سالمیت اور ترقی کی نظر پر رکھنے کے باوجود عدل و صداقت کی قریروں سے بھی مخدوٰ نہیں ہوتے ہیں۔

سی آئی ڈی کی روپورٹوں پر بنی کشمکشم ریکارڈس اتفاقاً چن کر کجا کر دینا اور ان اتفاقات کے بطن سے من مانے

گئے ہوتے ہیں ان کو دل کا بخار نکلتے اور اس کی چیختت کو خطوں میں ڈالنے کا موقع نہ ملتا۔ ہمیں جناب والش چانسلر جس اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ پوری ہمدردی ہے اور امید ہے کہ وہ طلباء کو اپنے پیوں کی طرح معاف کرنے اور ان کے مطالبہ پر خوب کرنے کے لئے خوبصورتی اور علوشان کا ثبوت دیں گے۔

## مسلم یونیورسٹی کیلئے آرڈی نیشن

(المجھیۃ ۱۵ ارمنی شمسی)

اس بات کو چھپو رہے کہ دوسری یونیورسٹیوں میں آئے دن کیا ہوتا رہتا ہے۔ حکومت کو فوج نک بلانی پڑتی ہے۔ مسلم یونیورسٹی میں جو حادثہ پیش آیا وہ پولیس بھیج کر کرایا ہی اس لئے گیا تھا کہ اس پر بھرپور را ہڑائے کا بیان نہیں ہے۔ ہمارے وزیر تعلیم اس پر بہت ہر بار ہیں۔ وہ مزید بھربانی کرنے کے لئے موقع کی تلاش میں نکھر کر دی پیلی کلروپیا گیا۔ اس حادثہ کے بعد تازہ ترین حادثوں میں یونیورسٹی میں پیش آیا ہے وہاں کے طلامانے والش چانسلر پر دست درازی کی اور ان کے ایجی میشن کی وجہ سے یہ یونیورسٹی آٹھ دن کے لئے بند کر دی گئی اور والش چانسلر کو جن کا نام ڈاکٹر ایجی جے ٹیلر ہے استغفی دینا پڑا اور طلباء سے تمام ہوش خوار گھانی کر لئے گئے۔

مگر گوہاٹی یونیورسٹی کی اس خبر کو نہ تو اخبارات میں اچھا لگایا اور نہ وزیر تعلیم نے اس پر کوئی بیان دیا۔ اور نہ اس کے طلاماء پر فرقہ پرستی کا الزام لگایا۔ نہ اسے یا نی پی کر کو ساگیا۔ نہ لیڈر پولے، نہ مضامین اور مقالات لکھے، نہ پارٹی میں کھلبلی بھی نہ ضلطانی اخبارات نے فلم کو حکمت دی نہ حکومت کو نہ امداد پہنچی کہ ایک مسلم یونیورسٹی پر تو یہ یورش کہ اسے بند کرنے کا مشورہ بھی دیا گیا اور اکثر یونیورسٹیوں میں اس سے زیادہ شرمناک واقعات پیش آئے اور اس کو ہائی ٹیکنیکل میں بعضی مسلم یونیورسٹی کے واقعات کا اعادہ کیا گیا مگر ان پر کامل سکوت طاری ہے۔

بعد سے ہم سرکے سامنے ہیں۔ ان کا مجموعی فکر اگر واقعی خدا رہی اور قوم وطنی وطنی صفت میں آتا ہے تو پھر گز مناسب نہیں تھا کہ انھیں صرف لیارہ سال جیں میں رکھ کر رکر دیا گیا۔ جیل سے ان کی لاش ہی برآمد کی جاتی تو یہ زیادہ مفہومی ہوتا۔ رہا کہبے کا مطلب تو صاف طور پر یہ تھا کہ ان کے خیالات چاہیے کتنے بھی غیر پست یہ ہوں لیکن خدا رہی اور زمینی بغاوت کے حدود میں داخل نہیں ہیں۔ پھر یہ کیا بات ہے کہ آج دلکش حلالک میں کی گئی ان کی نظر یہ وہ اور بیانوں کے ختم صدقہ مکاروں کے ذریعے انھی خیالات کو سازش، وطنی وطنی اور خدا و بغاوت کے معنے پہنچے جا رہے ہیں۔

الفاریشیں بیور و کاسار اخبار نامہ تسلیم کرنے پر زور دیتا ہے کہ شیخ عبد اللہ ایک آزاد کشمیر کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ اگر یہ درست ہے تو اسی بخوبی کے مندرجات یہ بھی تو صدر کر رہے ہیں کہ یہ خواب سچ نہ تج دیکھنا شروع نہیں کیا ہے بلکہ شروع ہی سے۔ ملابسال سے وہ اسی خواب کے لیے تجھے دوڑ رہے ہیں۔ پھر کیوں ان پر ایکسے بناد سازش کیں کا حرر استعمال کرنے اور بے شمار پیپر اور وقت برپا کرنے کے عوض بھی خواب دیکھنے کی خرد جرم ماندہ کی گئی اور کیوں وہ جیل سے رہا کہ دینے کے جب کہ یہ خواب اسیری یا نظر بندی کے لئے آج کافی وحی و حوار اقتدار دیا جا رہا ہے۔

ہماری حکومت اس وقت گوناگون مسائل سے دچاکہ ہے اور بہت بڑے مسئلے میں حصہ ملی۔ اور یہ شوون کا کھڑا اپنگیا ہے اس لئے طویل اور کڑی تنقید کے عوض ہم بس اتنا ہی عرض کر دیجے کہ شیخ عبد اللہ کی نظر بڑی اگر حقیقت تکمیل کی قوم کے مقامیں ہو تو یہ صرف جائز ہے بلکہ واجب کریجے میں ہے اور جب تک مقاد کا تقاضا ہو اسے جاری رہنا چاہیے۔ لیکن اگر یہ کسی خاص ذہن کی لیکن اور سی جارحانہ اندیز فکر کی شفی کے لئے عمل میں لائی گئی ہے تو حکومت کے اداراں حل و ختم کو اس کے تمام منافع اور ضرورات کو حقیقت پسندی کے نیز ان میں توں کر دیکھنا چاہیے کہ ایسا نہ ہو جو دشیں پا افادہ منافع کی خاطر ہم زیادہ نقصان مولے ہیں۔ شیخ عبد اللہ کو پہنچا (بائی صفحہ ۲۷۵)

الزمات کی کھیب نکالنا نہیا ہیت آسان اور ناظرا ہر فری طریقہ ہے لیکن ہمارا جمہوری قانون پرچم اور جھوٹ کی پرکھ کا جو معاشرتیں کرتے ہیں اس کی روشنی میں یہ طریقہ فقط ایک ہیل سے زیادہ کچھ نہیں۔ ڈبلیو میسی کا بھل جسے کوئی سمجھا جیسیت قانونی الصافت کی بارگاہ میں پیسر نہیں آ سکتی۔ ایک طرف ہمایت و زیر خارجہ میں لوگ بھائیں بیان دیتے ہیں کہ:-

”ہمین اطیان اگر جو ملکوں کا شیخ عبد اللہ نے وعدہ کیا ہے وہ ہم اسے ساختہ دوستانہ تعلقات رکھتے ہیں اور ان ملکوں کی حکومتیں شیخ عبد اللہ کے ذریعے سے ہمارے خلاف پوزیشن اختیار کرنے پر تباہ نہیں ہوتی ہیں۔“

لیکن دوسرا طرف دنیا کو یہ تبرکی سنائی جاتی ہے کہ رون پچھے کے تمازج کے سلسلے میں حکومت نے تمام ہم ممالک کو جو دلائل و مفصل خطوط پھیجے تھے ان میں سے بہت سوں کا تو جواب ہی نہیں ملا اور ان کا ملادہ دوستانہ تھا۔ حد ہے کہ روس تک نے ایسا جواب دیا جسے دوستانہ نہیں کیا جا سکتا۔

اس رنجہ حکومت حال پر خوش ہونے یا اظر کرنے کا سوال نہیں بلکہ اس کے تذکرے سے وزیر خارجہ کے اس مذکورہ بیان کی مفہومی خاتمی کی طرف اشارہ مقصود ہے جوں میں وہ شیخ عبد اللہ کی وطنی وطنی کا نذکرہ ایک ثابت شدہ حقیقت کے طور پر کرتے ہیں۔ ہماری ڈبلیو میسی اس حقیقت کو چاہئے تسلیم کرے یا نہ کرے مگر یہ ہر حال حقیقت کردن پچھے کے ذیل ہیں دلکش حلالک نے چورویہ اختیار کیا ہے وہ کسی فوری جذبے کا پیدا کر دہ نہیں بلکہ اسکی جڑیں ہمایت سے بیاسی اور اخلاقی ماضی میں ہیں۔ شیخ عبد اللہ کے سلطان سے دیگر ممالک کی دھمکی کا نذکرہ کرنا استقلال کی چیزیں سے آخر کیا وزن رکھتا ہے جب کہ یہ مذکوری اس سے تھا تھا میاں ہو جاتی ہے کہ رون پچھے کے سلسلے میں ان ممالک کی سود ہری کے باوجود ہم ان کے دوستانہ تعلقات کو ایک ثابت اور طویل متعنی دیتے پر بخوبی ہیں۔

شیخ عبد اللہ جو پچھے چاہتے ہیں، جس ڈھنگ سے سوچتے ہیں، جن اصولوں اور قدریوں پر ایمان رکھتے ہیں وہ سب ماضی

## تجھی کی طاقت

معاملہ میں بالکل کو رہے ہیں اور قوم کو کوئی قابل عمل اسلامی نظام معیشت پیش نہیں کر سکتے۔ ایسے حالات میں اگر ہم کہنے کو نہیں نہ کامرس کو اپنا میدان عمل مفتقب کیا ہے اگر بنیکوں کی ملازمت نہ کریں اور اس کو حرم مسجد کو پھر پڑ جائیں تو اسلامی نظام معیشت کو عالمی جامہ ہنانے کیلئے کافی مواد حاصل کرنے کے لئے کون آگے بڑھے گا؟

پھر موجودہ حالات میں ہمارے لئے ملازمت کا کیا دائرہ رہ جائے گا۔ اگر ہم اسلام کے حکم کو مانیں تو کہاں کام کریں؟

### جواب:

بنک کی ملازمت کیوں ناجائز ہے۔ اس کا جواب تو آئے سود کو "غلاظت" تعلیم کر کے خود ہی شے، لیا جب اپنے کہتے ہیں کہ۔ ہمارے لئے جو میر ان عمل رہ جاتا ہے وہ سب کا سب سودی نظام معیشت کی غلاظتوں سے بھرا چڑا ہے۔ تو اس سے واضح طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ سود نے بخوبی کام کر کے اقرار ہے۔ جب سود بجاست و غلاظت کے ہم معنی تھیرا تو اس تجھے تک پہنچنے کے لئے آخر کس دلیل کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ ہر اس ادارے کی ملازمت حرم ہونی جاہتی ہے جس کا خیری سود سے اٹھا ہے، جس کی جڑ بنیاد ہے اور جس کا وجود سودی معاملت ہے پر خصوصی انسانی مزاج فطرت اور غلاظت سے بخاتا ہے۔ بچتے کے لئے یہی احساس بجائے خود کافی دلیل ہے کہ وہ شے علیظ ہے۔

### سودی نظام معیشت

سوال ۱۔ از محمد اکرم۔ لا ہو  
بنیکوں کی ملازمت کرنے کے باعے میں شرعی حکم کیا ہے؟ اگر یہ ناجائز ہے تو کس بناء پر؟

یہ سوال پوچھنے کی نوبت اس لئے آتی کہ ہم کامرس کے طالب علم ہیں اور گز بجیٹ ہونے کے بعد ہمارے لئے جمیదان عمل رہ جاتا ہے وہ سب کا سب سودی نظام معیشت کی غلاظتوں سے بھرا چڑا ہے۔ ہم کسی فرم میں اکاؤنٹنٹنٹ لگ جائیں، کسی سرکاری تھیڈ میں ذکر ہی کر لیں یا کسی یونیورسٹی کاری ادارے میں کام کریں؛ بہر حال سود کا حساب کتاب ہمارے فسر اتفاق میں شامل ہے۔ پھر صرف بنیکوں کی ملازمت ہی کیوں ناجائز؟ اور اگر بنیکوں میں ملازمت ناجائز ہے تو پھر سب ہی تجارتی اداروں میں ملازمت ناجائز ہونی چاہیئے جس کا مطلب ہو گا کہ کامرس کی تعلیم حاصل کرنا یا تو بیکاری کو دعوت دینا ہے یا پھر مذابح جنم کو۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر آج ہم سودی معیشت کے رگ و ریشمے میں رچ جیں کہ اس نظام کی باریکیاں تجھیں گے تو آخر بوجوہ زمانے میں اسلامی نظام کو عالمی صورت دینے کے لئے آسان سے فرشتے آئیں گے، مسلمانوں کی سیکی کی بہت سی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ اس قوم کو علماء کرام کے سخت قسم کے قتوں نے موجودہ محدثانہ نظام حیات کو سمجھنے سے باز رکھا ہے۔ خود علماء کا یہ حال ہے کہ وہ اس

سلے ہوئے بانی کے سلسلہ میں استعمال کی جاتی ہے۔ ایک فرم الگ اناج یا مشینری یا کپڑا در آمد پر آندر کرنے کی خاطر بنتی ہی نئی ہے تو اگرچہ موجودہ مالیاتی سسٹم اور ہمہ گیر سودی نظم کے تحت وہ روپے کی ادائیگی اور صوبی دونوں ہیں کسی نہ کسی حیثیت سے غلطیت سود سے ضرور طوٹ ہو کر رہے گی۔ لیکن یہ نہ کہا جاسکے کار اس کا سارا کاروباری "سود" سے عبارت ہے۔ اسی طرح حکومت کے وہ تمام مکمل وضع جائز مقاصد کی تخصیص کے لئے ہوئی ہے اگر بعض مرافق سود سے ملوث ہوئی جائیں تو ان خاص مرافقوں کی حد تک وہ نلپاک اور کہہ ضرور ہوں گے، لیکن بحیثیت جمیعی ان کی ملازمت کو حرام نہ کہا جاسکے گا۔

اس تقریب سے آپ کا پیش کردہ معارضہ ختم ہو گیا۔ رہاؤں کا کادہ جز جسے آپ نے "دوسری بات یہ ہے" کے الفاظ سے شروع کیا ہے تو تحقیقت میں وہ سوال ہیں ہے بلکہ چند مضطرب غیر منطقی اور ناخوش خیالات کے تصہام کی باز گشت ہے۔ یہ تصہام کہیں باہر نہیں بلکہ آپ کے خانہ دلخیل ہو رہا ہے اور یہ دلیل ہے اس بات کی کہ مذہب و اخلاق کی چوبی قدروں بطور توارث آپ کے خصیر میں پیوستہ ہیں اخیں اسکو اور کالج کی تعلیم اور ماخوذ نے اگرچہ پری طرح رنجی اور ندھار نو کر دیا ہے، لیکن ابھی تک ہوتی نہیں سلا یا ہے وہ اگر لالاش میں تبدیل ہو گئی ہوئیں تو اپنے اکثر و بیشتر ساختیوں کی طرح آپ بھی جائز اور ناجائز کی شکل بحث سے بالاتر ہو چکے ہوئے اور سود یا اسی نوع کی کسی بھی غلطیت کے لئے آپ دلیل جواز تلاش کرنے کی زحمت نہ اٹھاتے۔ یہ جائز و ناجائز کا استفسار اور یہ سودی معیشت سے والبٹی کے لئے نکتہ سمجھی کامنظمه ہر ایک غیر شوری کو شش ہے اس کرب اور چین کو مدد کرنے کی جوان مذہبی قدروں کی سخت جانی نے پیدا کی ہے۔ انسان کی یہ نفیات کوئی راز نہیں ہے کہ ضمیر کی عشق مثانے کے لئے وہ بارہا خود کو ہو کر دیتا ہے۔ بارہا اپنے آپ سے چھپنے کی کوشش کرتا ہے۔ بارہا اپنے سریج کے استیحث تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ سب اس حرطے

اسلام نے سود کو باترین بحاست قرار دیا ہے۔ جو تحفظ سلام پر اعتماد رکھتا ہو وہ سودی کاروبار کی احانت سے اجتناب کے لئے کسی مزید دلیل کا محتاج نہیں ہو گا۔

البتہ مراتب و مدارج کا جو فرق غلطیت طاہری میں پایا جاتا ہے وہی غلطیت معنوی میں بھی محو ذرا کھانا ہو گا۔ آپ دیکھتے ہیں کہ دس یا سیان پانی میں اگر ایک لیلن بحاست آمیز ہو جائے تو اس پانی کو قطعاً بخس قرار دیا جاتا ہے۔ پیانا تو درکار اسے ہم تسبیبی بھی ضرورت میں استعمال نہیں کرتے، یونکہ بحاست کی آمیزش کا تناسب اتنا زیادہ ہے کہ سارا کام سارا پانی بحاست ہو تو ایک لیلن بحاست میں جانے کے بعد وہ سرتاپی غلطیت نہیں مانجا تا لیکن پاکیزہ پھر بھی تسلیم نہیں کیا جاتا۔

اور یہی پانی اگر بخار کی شکل میں تبدیل ہو جائے تو لیلن دلگیلن غلطیت میں جانے کے باوجود اسکی پاکیزگی میں فرق نہیں آتا۔ اس سے غسل بھی کرتے ہیں کہ طے بھی دھوتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر بھی نہیں تھتے ہیں۔

ایسا ہی فرق غلطیت معنوی کے معاملات میں کرنا ہو گا۔ میک یا قمار بازی کے ادارے یا شراب کی نیکٹریاں تو باقین ایسے ہی ادارے ہیں جو یکسر غلطیت ہی کے تمیز سے بنے ہیں جن میں بحاست الگ سے آمیز نہیں ہوئی بلکہ بحاست تو ان کے قدم اور وضع میں اس حد تک داخل ہے کہ اگر اسے جڈاً اگر دیا جائے تو ان کا وجود ہی ہوا میں تخلیل ہو جائے۔ ان کی ملازمت کا مطلب ہے، غلطیت صریح کو شوچ گلے سے لکھانا اور اسلام کی واضح تنبیہ اور رہنمائی سے محل روگردانی کرنا۔

لیکن وہ ادارے جن کی بنیاد سودی لیں دین یا قمار بازی یا شہ آور اشیاء کی خرید و فروخت پر نہ ہو بلکہ ان میں سے کوئی غلطیت ذلیل و مخفی طور پر ان سے وابستہ ہو گئی ہو ان کی ملازمت کی حلت و حرمت کافی نہ کرنے میں تناسب کی دہی منطق استعمال کرنی ہو گی جو غلطیت

لائے کے لئے کامرس کے طالب علموں کا بینکوں، اینشور نش کمپنیوں، قمار خانوں اور سے کی بنیاد پر چلتے والی طریقہ شنوں میں ملازمت کرنابھی خدمتِ اسلام کے منصوبے کا کوئی جزو ہو سکتا ہے۔

باتِ حمل یہ ہے کہ آپ لوگ یا پرے تو تنکوں کی مانند ہیں جو تیر دھارے کے رُخ پر بہت چلے جا رہے ہیں۔ آپ کے سرپرستوں نے خالص دیناوی منفعت کی خاطر آپ کو جدید تعلیم کی لائیں پر ڈالا اپ بچھتے۔ آپ کے ذہنوں اور فکری صلاحیتوں کا حکوم سکھلا ہوا تھا۔ اسے لازماً ان ہی سانچوں میں ڈھلندا تھا جو جدید تعلیم نے بناتے ہیں۔ تعلیم اپنے نام نہاد اخلاقی ضمیموں کے باوجود روحاںیت کی حریف ہے۔ اس کی بنیاد مادہ پرستی پر ہے جو سوسمنفعت پر ہے۔ جسمانی راحت ولذت پر ہے۔ اس کے ساتھ ایسے ہی ہیں جو تمام ذہنی صلاحیتوں کو ایک خاص رُخ پر تشویشنا دیتے ہیں۔ اس کا اپنا علم الاخلاق ہے جو تمام ترمادی تقدروں سے بناتے ہیں۔ اس کا اپنا تصویر و خاتم ہے ویسیں ایتمرا در تارکاری کو رکیما وی عناصر سے آگے نہیں جاتا۔

ان سانچوں میں ڈھلنے کے بعد اکثر ویشتر ذہنوں سے متوارث عقائد و تصویرات کا ایک ایک فرش کھو ہو جاتا ہے اور کسی بھی منزل میں وہ جائز و ناجائز کی اصطلاح میں سوچتے اور نیک و بد کے بھیجیے میں پڑنے کے قابل ہیں رہ جاتے۔ لیکن کچھ ذہنوں میں یہ متوارث عقائد و تصویرات ذرا ضبوطی سے جائز ہوتے ہیں اور ان کے نقش آسانی سے نہیں مٹتے۔ اسی لئے کچھ کامیں ایسے کرب و اضطراب سے واسطہ میں آتا رہتا ہے جسے دانے کے لئے جذباتی مہلک اور خیالی تو جیہہ و تاویں پیور دش پڑتی ہے۔

آپ ایسے ہی طلباء کی صرف میں ہیں۔ آپ ابھی تک یہ نہیں مان سکے ہیں کہ سودی جماست و غلامت کا جو بت اپنے بچپن کے ماحول میں آپ نے پایا ہے وہ سراسر غلط تھا۔ مذہب سے واپسی کا داعیہ آپ نے اندر فنا نہیں ہوا تھا اور آپ بے عقلی کے ساتھ ایک دھارے پر بہت چلے جانے کو اپنی نہیں

میں پیش آتا ہے جب ضمیر جزو تو نہ ہوا ہو لیکن خواہیں نفس اور ماحول کے آگے ہتھیارِ دال چکا ہو۔  
یہ مقصود ہی تجزیہ ہم نے میش کیا کہ آپ کا الج

کے طالب علم ہیں آپ نے علم نفس کا بھی ہفڑا بہت مطالعہ ضرور کیا ہو گا۔ اس کی روشنی میں آپ ہمارا ہفوم سمجھ لیں گے۔ لیکن اگر اس تجزیہ سے آپ کی تشقی نہ ہو سکے تو ہم غائب ہو۔ جواب دین گے کہ آپ ذہنی تضاد میں ہیں۔ اپنے سوال کے ابتدائی جزو میں تو آپ صاف طور پر اقرار کرتے ہیں کہ آپ کے سوال اور بحث و نظر کا تامتر نشان تقطیع ملازمت اور روزگار کا مستحلب حل کرنا ہے۔ آپ صریح الفاظ میں کہہ رہے ہیں کہ کامرس کی تعلم ہم اس نے حاصل کرتے ہیں کہ کسی سرکاری یا نیم سرکاری قیمتی میں نوکری حاصل کریں۔

مگر دوسرے ہی سانس میں آپ یہ باور کرنے کی کوشش فرماتے ہیں کہ سودی میشت کے رُگ و ریشے میں رُج بس کو اس نظام کی باریکیاں سمجھنے کا نیک کام آپ اس بلند مقصد کی خاطر کرنے چلے ہیں کہ اسلامی نظام کو عملی صورت عطا فرایاں۔ آپ کے پیش نظر روزگار حاصل کرنے ہیں ہے بلکہ اسلامی نظام کو رو بہ کار لانے کی خاطر آپ منصوبہ بندزہن کے ساتھ سودی میشت کو تعاون دے رہے ہیں۔

یہ تضاد میں خود فریبی کا شایاں مظہر ہے۔ قطع نظر اس کے کہ اتعاقی صورات سے اس کا کوئی تعلق نہیں، منطقی نفس اس میں آتا راحٹ ہے کہ آپ جیسے ہم کو اس پر متنبہ کرنا غیر ضروری ہی ہو گا۔ ذرا سوچتے تو شرابِ نوشی کے خلاف جو جو چار کرنے کے لئے کیا یہ بھی ضروری ہے کہ ہم شراب خانوں میں جائیں۔ شراب کو چھیٹیں۔ اس کے بناءٰ اور فروخت کرنے کے فن اور لذکار پر عبور حاصل کریں اور کہا تماری زی سے جگ کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم زنگ برستے جوں کی عملی تربیت حاصل کریں، ان کی فتحی باریکوں کا باہم بطردوس لیں اور ہماری جیت کے اُتار چڑھاؤں سے ب نفس نفس لگزدیں۔ اگر ایسا کہنا مخلکہ خیز ہو گا تو یہ کہنا بھی ضرعکہ خیز ہی ہو ناچاہئے کہ اسلام کے غیر سودی نظام میشت کو رو بہ کار

رمایہ الرزام کے علماء اپنی جمالت کے باعث قوم کے سامنے کوئی قاب عمل اسلامی نظام معیشت پیش نہیں کر سکتے۔ تو یہ دراصل آپ نہیں بول رہے بلکہ آپ کے اساتذہ کی آواز ہے۔ مغرب کے پرستاروں کے اسلامی تصور حیات کو تحریک دھلینے اور مادتی طرز زندگی کی فناق و برتر نسبت کرنے کے لئے جس نوع کا مسلسل پڑھ پیش ہے علمائے اسلام کے خلاف کیا ہے وہ اسی طرح فی الیقیری اور مکر آمیز باتوں مبنی رہا ہے۔ آپ خالی الذہب ہن ہو کر ااغنی پر نظر دا لیے تھیا رہ سو برسوں کی طویل مدت میں دنیا کے مختلف ممالک میں ملاؤں کی حکمرانی کے دنکے بچے ہیں۔ ان ممالک میں معیشت کا پورا نظام سود کی وجہ سے سے باک رہا ہے۔ اس کا مطلب واضح طور پر ہمیں کہ جو لوگ واقعۃ سودی نظام معیشت سے پچھا جھوٹے کا ارادہ رکھتے ہوں ان کی رہنمائی کے لئے نہ صرف علمی و فکری سطح پر غیر سودی نظام معیشت مدت دراز سے موجود ہے بلکہ اس کے عملی نمونے بھی سامنے ہی نظر آ رہے ہیں۔

لیکن آج کے مسلمان حکمران اگر مغرب کی ہر جزے سے مرعوب ہو چکے ہوں، اپنے دین سے ان کا اعتقاد اٹھنے خواہ ہو، باطل انکار و عقاویت کے تکے انہوں نے گھٹے ملک دیتے ہوں اور کوئی خفیت سا ارادہ بھی ان کے اندر سودی نظام معیشت سے جان چھڑانے کا نیا پیاجاتا ہو تو انہما فرمائی کہ علمائے اسلام کی "جهالت" پر اس کی ذمہ اوری کیسے عائد کی جا سکتی ہے۔

آپ سوچ کر بتائیں۔ کیا مصریا پاکستان کے مسلمان حکمراؤں نے بھی بھولے سے بھی ایسا کوئی اعلان کیا کہ ہم مغرب سے آئے ہوئے سودی نظام معیشت کو خشم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، اہم اعلیاء اسلام واضح فرمائیں کہ کیوں کہ اس ارادے کو پورا کیا جاتے۔ کیا ان میون اہل اقتدار نے جن کے ہاتھوں میں ملک تی باگ ڈو رہے اور جن کی حرمتی کے بغیر ملکی معیشت کو

محسوس کرتے ہیں اسی لئے آپ خوبصورت تاویلات کے تعاقب ہیں ہیں۔ آپ چاہتے ہیں کہ اپنے بہنے کی ایک خوشنامہ تاویل کھریں جو یہ ظاہر کرنے ہو گئے ہے اسکو جیسا نہیں بلکہ ایک اوپر مقصد کی خاطر ارادہ بہنا ہے۔ آپ چاہتے ہیں کہ سودی کاروبار کی ملازمت کے سلسے میں تین چین کی جواد داشت اندری اندر ڈاک مارنی رہتی ہے اس کے آخرے تاویل کی دیوار ہٹھی کر دیں تاک آئے دن کی خلش سے بخات ملے۔ آپ چاہتے ہیں کہ مذہب کا دامن بھی باقاعدے سے نہ چھوٹے اور ان علاطقوں سے بھی واپسی کا جواز نکل آئے جن سے مذہب پر ہمیز کا حکم دیتا ہے۔ اسی تحت الشعوری خواہش کی رو میں آپ علماء کو بھی جنم قرار دینے میں میں محسوس کرتے ہیں۔ آپ مسلمانوں کی پستی سے بھی ہمدردی کا اظہار کرنے تغیر نہیں رہتے اور سب بچھ ہوتا ہے صرف اس لئے کہ اسکو اور کاچ نے آپ کا جزو ایضاً نظر بنا یا ہے اس کی سرشناسی اور ساخت ہی میں مادہ پرستاد تصور زندگی کے لئے تھیں ڈال دینا شامل ہے۔

میرے عذر یہ۔ تاک علماء سودی نظام معیشت کے علم سے کوئے نہیں ہیں۔ متعدد علماء کا نام لیا جاسکتا ہے جنہوں نے اس موضع پر علم و خبر کا واضح ثبوت دیا ہے۔ تاہم الگروہ کوئے بھی ہوں تو اس سے تشریعت کے حرام و حلال اور فتنہ آن و سنت کے احکام میں تغیر کیسے ہو سکتا ہے زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ مررہ جہ مغربی نظام معیشت کو علمی و فلسفی سطح پر ناقص اور فاسد تابت کرنے کے لئے علماء کا فرض ہے کہ اس کا پورا پورا علم حاصل کریں۔ حست تک کسی شے کا علم ہی نہ ہو گا اس کا رد کیسے کیا جا سکتا ہے۔ لیکن آجنبان فقط علم کی بات نہیں کر رہے ہیں بلکہ ملازمتوں کا تذکرہ فراہم ہے میں۔ ملازمت کا خیسٹ علم سے کیا تعلق۔ ملازمت تو معنی رکھتی ہے کہ کامرس ٹھہرے پر جو محنت آپنے کی وہ محض معاشی مقصد سے تھی۔ تو کرمی کی خاطر کی

کسی اور رخ پر نہیں موطا جاسکتا اشارہ اور کنایت بھی  
سودی نظام سے نفرت و استکراہ کا انہار کیا ہے۔  
نفرت و استکراہ تو گجا یہ مدعیان ایمان و اسلام تو  
اس نظام کے خادم خاص بنے ہوئے ہیں۔ اسکی برتری  
پر انہیں دوق ہے۔ اسے بتیزج پچھے دھکلنا اور اس  
کی جگہ غیر سودی نظام لانے کی بجائے یہ پوری لگن اور  
مندی کے ساتھ اس کے فروغ اور تحفظ میں لگے ہوئے  
ہیں۔ پھر بتائیے علام غربی کسی قابل عمل اسلامی نظام کا  
نشانہ کس کے سامنے کھولیں۔ وہ کسے بتائیں کہ معیشت  
کے نظام کو قمار و ریواسے پاک کرنے اور اسلامی خطوط  
پر چلانے کے کیا طریقے ہیں۔

کسی بھی سلطنت نظام کو تبدیل کر کے اسکی جگہ دوسرا  
نظام لانا ہنسی کھیل نہیں۔ علماء اسلام کی مطعون کرنا  
اس وقت تو درست ہوتا جب مسلمان حکمران اجتماعی  
زندگی میں رچے بے حرابیں اور علاطتوں کا استعمال  
کرنے کی نیت تھی رکھتے اور پھر علمائے اسلام کو موقع  
دیتے کہ وہ سامنے آ کر بتائیں کہ موجودہ حالات میں یہ  
استعمال کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد علماء جو رہیں  
تجویز کرتے انہیں آزمایا جاتا پھر بھی اگر سرموکا میانی نہ  
ہوتی تب تو بے شک علماء کی کم سوادی اور ناہلی کا مامن  
بجا ہو سکتا تھا۔

لیکن بحالت موجودہ علماء کو ملزم قرار دینا سراسر  
زیادتی اور بہت دھرمی ہے۔ کسی بھی مریض کی بیماری کا  
ازالہ کرنے کے لئے بیٹھنے کا قدم پر یہ ضروری ہے کہ اسے بیمار  
سمجھا جائے اور جن گوناگون امراض کا وہ شکار ہے اتنے  
دیفعے کی فکر کی جائے۔ اس کے بعد تشخیص، تجویز اور پرہیزا  
نمبر آتا ہے مسلمان معاشرے کی مثال ایک ایسے ہی  
مریض کی ہے جو گوناگون امراض کا بہت ہے۔ اس کی  
سر پر سی کا خیز جن منڈنیوں کو حاصل ہے وہ خیص و تجویز  
اور پرہیز کی فکر تو کیا کریں گے انہیں سرسے سے یہی دوق  
نہیں ہے کہ سود، مشراب، قمار، زنا فی الحقیقت بیماریاں

بھی ہیں۔ وہ انہیں امراض کے خلاف میں نہیں رکھتے بلکہ اس  
تہذیب و تحدی کے تھانے سمجھتے ہیں جس کی جمک دمک سے  
ان کی انہیں خیر ہیں۔ ایسے حالات میں یہ سوال ہی کہ  
پیدا ہوتا ہے کہ حاذق اطباء سخن تجویز کریں اور انہوں  
کے تنس و صحیح کی بحث اٹھائی جائے۔

خوب سمجھیجیجے۔ ہمارا مقصود علماء کی ان برائیوں  
کی تحسین اور حمایت نہیں جو واقعۃ ان میں پائی جا رہی  
ہیں۔ فتوؤں میں بے اختیاطی فروعات میں غلو۔ اعتدال  
سے تھی دہنی۔ زمانی و مکانی تقاضوں سے لاپرواٹی۔ کودار  
میں ڈھیلائیں۔ معاملات میں ضعف۔ جدیت اور قدرامت  
دونوں کے باسے میں جو دکا مظاہرہ۔ اس طرح کے جو  
نقائص علماء میں گھسنے آتے ہیں ان سے ہم بھی آپ سے کم  
نوحہ خواں نہیں۔ ہم بھی صفات طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ علماء  
کی اکثریت تھا جو اصلاح ہے۔ لیکن جن رخ سے آپ اپنے  
طبع کر رہے ہیں وہ رخ تھیں ظلم ہی کا رخ ہے۔ علماء  
کتنے بھی بُرے ہوں مگر مسلمان معاشرے میں مسلسلہ برائیوں  
کو فروغ اور سلط عطا کرنے کی ناگزیری داری مغرب گیریہ  
حکمرانوں ہی کے سر ہے اور سودی نظام معیشت کا غلبہ ہے  
اقتداء علماء کی ناہلی کا انہیں حکمرانوں کی ذہنی تحریکی اور  
مغرب زدگی کا مثر ہے۔ پورا نظام معیشت تو کیا ایک  
پُر زرہ اور کلین تک نہیں بدل سکتی جب تک کہ وہی لوگ  
اس تبدیلی کا عزم نہ کریں جن کے قبضے میں قوت و اختیار  
ہے۔ چھانٹک فکری رہنمائی کا تعلق ہے ایک مولانا  
مودودی ہی کو اتنا لکھ مواد دیا ہے کہ اس پر پورے  
نظام اسلامی بیانیاتی اٹھائی جائے سکتی ہے۔ خاص طور پر  
نظام معیشت پر بھی ان کے تینی مشورے اور تجذبہ تینی  
پیشیں میں آچکے ہیں۔ لیکن جہاں اصلاح کا ارادہ ہی موجود  
نہ ہو، جہاں سود کو علاطہ تھی نہ سمجھا جائے، جہاں دھار  
ہی کے رخ پر ہٹاٹے کر لیا گیا ہو وہاں فکر و فن کے ہزار  
انبار بھی کیا کر سکتے ہیں۔ طبیب صرف سخن لکھ کر ملکا ہے۔  
غذاؤ اور پرہیز تباہ استہانہ۔ الگریہ سخن مریض کو استعمال ہی

نہ کرایا جاتے اور غذا میں ایسی دی جائیں جو امراض کو ترقی دینے والی ہوں تو کیا پھر بھی یہ کہنا درست ہو گا کہ طبیب ناہل ہے!

## سودی قرض

**سوال:** - اس، این خان۔ سکم نیر۔  
ہم لوگ اسکوں ماضی میں اور اس وقت طرینگ کالج میں زیر طرینگ ہیں۔

ہمینہ سرکار کی طرف سے ماہر چالینگ روپے وظیفہ اور شیش روپے قرض (N ۵۷) ملائے جو بالا تساطع مع سود نے وصول کیا جانے والا ہے یہ سوال یہ ہے کہ یہ قرض لینا کیسا ہے ویسے فہری اس کو قبول کرنے کیلئے قطعی تباہ نہیں، یعنی جبکہ اس کے معاشر وظیفہ میں لگڑان مشکل ہوگی۔ چنانچہ اس صورت میں شریعہ شریعت کا کیا حکم ہے؟ ازراہ کرم مسی ۶۵ شعیر کے تخلی میں جا بس کی زحمت گوارا فرمائیں تو احسان ہو گا، ہم آسکے جواب کے سخت تنتظر ہیں۔

**جواب:**-  
شریعت کا حکم اس معاملہ میں کیا ہے۔ اس کا ادراک تو شاپر آجنا بے بھی کریں لیا ہے۔ نہ کرتے تو فہری کی خلش کیوں حسوس ہوتی۔ لیکن جو نظام حیات ہمارے مسرور پر مسلط ہے میں قدم پر اس ہی سوال سے دوچار ہونا قادر تی بات ہے کہ تم دنیا وی مقاد پر شریعت کو قربان کریں یا شریعت کی تعلیم میں دنیاوی مقاد سے درست برداہ ہو جائیں۔

سودی لین دین اسلام کی نگاہ میں اس درجہ ناپاک اور شیعہ چیز ہے کہ جس معاملہ میں سود کی مشا بہت بھی پائی جاتے اس تک سے پہنچنے کی نیکی دی گئی ہے پھر یہ معاملہ جو آجنا بے پیش کیا ہے تو بدی ہی طور پر سودی لین دین ہی کا معاملہ ہے لہذا اس کی نجاست وقاحت میں دور اسے کی جگاٹش نہیں۔

## نمایاں میں ناظرہ فراہ

**سوال:** - از محمد لطیف۔ سعودی عرب  
عربستان میں رمضان المبارک کے مہینے میں تقریباً

رہی جبکہ قرض۔ تو اس کے لئے شریعت کا اپنا لیک  
معیار ہے۔ ہر وہ جبکہ قرض کی بارگاہ میں معتبر نہ  
ٹھیرے گی جسے ہم اور آپ جبکہ قرض کا نام دیں۔ شیش روپے مامن سودی قرض لئے بغیر اگر طرینگ کو با منکریں تک پہنچانا غیر مکن ہے تو پھر ضروری نہیں ہے کہ طرینگ کی ہتھیار ہے۔ طرینگ نہ لینے کا تیجہ زیادہ سے زیادہ سہولت میں ہے کہ ملازمت ہاتھ سے جاتی رہے۔ روزن فقط اسکوں ماضی میں تھصر نہیں۔ آدمی اگر حرام سے بچنے کا عزم کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے حلال روزن کے دروازے بھی ضرور کھیلتا ہے مگر حرام جاندار ہونا چاہیے۔ آج حلال حرام کی تمیز ہی بہت کم رہ گئی ہے اور جس حد تک رہ گئی ہے وہ بھی نامساعد داخل اور گمراہ کن حالات کے جھڑوں میں قیمتی چلی جاتی ہے۔

ہمارا انہیں مشورہ ہے کہ آپ طرینگ ضرور لین مگر سودی قرض نہ لیں۔ آدمی ایک وقت فاٹ کر کے بھی جی سکتا ہے۔ چاہے دو وقت پیٹے ہوں تو ایک وقت کر دیجئے یا ان سکریپٹ استعمال کرتے ہوں تو ان میں کمی کیجئے۔ اس سے بھی تین روپوں کی کسر نہ بنکے تو تین کی بجائے دو روپی طلبائی پہاں تک کہ اگر سود سے بچنے کئے ایک وقت فاٹ کر کے طرینگ کا زمانہ نکالا جائے تو یہ مصیبت بھی اس ہیلناک مصیبت سے بہت بکی ہے جو سودی قرض لینے کی صورت میں بعد مرگ پیش آ سکتی ہے۔ آج کل توباس کا معیار بھی وہ ہی گیا ہے کہ آدمی کچھ دنوں کے لئے دل پر تحرک کر صرف تن پوشی پر قناعت کر لے تو تین روپے مابہار کی کی پوری ہو سکتی ہے۔

تاہم یہ سب آسکے لئے مشکل ہو تو پھر مفتی کے پاس ایسا کوئی فتویٰ نہیں جو آسکے درد کا درماں بن سکے۔

متحملہ دیگر محکمات کے ایک قوی حکم حفظ قرآن کے رواج کا یہ بھی ہے کہ ہر سال تراویح میں یوراقرآن سنانا ہوتا ہے۔ اگر دیکھ کر پڑھنے کا طریقہ جل سکتے تو حفظ قرآن کا رواج بہت کم ہو جائے گا۔ بلکہ رفتہ رفتہ ختم ہی ہو جائے گا۔

ہم کے حضور اور ان کے صحابہ کا طریقہ تو اس معاملہ میں معلوم و معروف ہے۔ حضور نے چند روز نماز تراویح پڑھا ہے۔ اس ہی قرآن کا وہ طریقہ راجح و سری نمازوں میں معمول تھا یعنی یادداشت کی مادت سے قرآن۔ ایسا نہیں ہوا کہ آیات لکھا ہوا کوئی ورق یا چرچی یا رچی آنکے سامنے رہا ہو۔ آپ کے بعد خلافتے راشین سے بھی بلا احتلاف یہی ہوں ثابت ہے اور ایک نظریہ اسی نہیں ملتی کہ قرآن کے لئے ہوتے اور ان سامنے رکھ کر تراویح پڑھانی گئی ہو۔

پھر قرآن مرتب ہو کر مبنی الدقائق در مجلد آیا۔ لیکن صحابہ یا تابعین یا تابع تابعین میں کسی ایک بھی قابل ذکر شخصیت سے یہ بات منسوب نہیں کہ اس نے اس قرآن کو سامنے رکھ کر یا پڑھیں کہ تراویح پڑھانی ہو۔ خدا جانتے اہل عرب نے پہ معتبر اور نا خوشگوار طریقہ کہاں سے نکال لیا جس کا آپ نے ذکر فرمایا۔ ہمارا سوچا سمجھا قیصلہ یہ ہے کہ ایسی جماعت میں شرکت نہیں کرنی چاہیے۔ اگر ایسی کوئی مسجد نہ ٹھہرائیں اُن صاحب حافظ ہوں تو ہم اتر اور جنپر پڑھ لینا یا نہ پڑھنا ایسی عجت میں شرکت سے بہتر ہے۔

شناختی تھا کہ رواضن کو قرآن حفظ نہیں ہوتا۔ اب کیا خدا نخواستہ اہل عرب بھی اسی سطح پر آگئے ہیں جن کی یادداشت دنیا کے تاریخی عجائب میں شامل بھی گئی ہے!

### تجسس المسجد

سوال :- (ایضاً)

ایک بار تم چند دوست مجتہد المبارک کے روز میں اسوقت جب کہ امام ممبر پڑھنے خلیفہ پڑھ رہے تھے مسجد جامع میں اعلیٰ ہوتے۔ ہم میں سے کچھ اصحاب تو داخل ہوتے ہی اپنی اپنی حجہ پر بیٹھ گئے اور خلیفہ شنستھے لے گئے ایک صاحب تھے دو رکعت نماز کی

ساری مساجد میں تراویح تو امام سنت ہی پڑھاتے ہیں۔ مگر امام نماز تراویح میں قرآن کریم پڑھ میں لے کر تلاوت کرتے ہیں اور رکوع و سجود میں جاتے وقت قرآن کریم تریب کھی پھونی کسی پیغمبر یا اپنے تھوڑے میں یا پھر بغل میں دباؤ کر رکوع و سجود کر لیتے ہیں اور پھر قیام میں اُنکر پڑھ میں قرآن کریم لیکر پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ کیا امام صاحب کا اس طرح سے نماز تراویح پڑھنا جائز ہے جو کیا بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرم اجمعین نے بھی اسی طرح سے نماز تراویح ادا کی تھیں۔ امام ابوحنینہ جنتۃ اللہ علیہ کا من مثل میں کیا مسلک ہے تھا۔ بندہ چونکہ اپنے آپ کو مقلد امام ابوحنینہ کہتا ہے تو کیا نماز تراویح ایسے امام کی قیادت میں جائز ہوں گی؟

### جواب :-

یہ حیرت ناک معمول ہی بار آپ سے سئنے میں آیا۔ اگر واقعی معاملہ یوں ہی ہے تو ہم نہیں جانتے کہ اس معمول کے لئے اہل عرب نے بیشاد دین کہاں سے تلاش کی ہیں۔

چنانکہ مسئلہ کا تعلق ہے آپ کی ذکر فرمودہ نسلک تو پہنچی طور پر مفسدہ صالوٰۃ ہے کیونکہ فقرہ کی اصطلاح میں اس میں عمل کثیر رکایا گیا۔ نماز کے متعدد افعال اور حرکت و جنبش کے طریق میں کسی زائد عمل کا شمول نماز کو فاسد کرتا ہے جب کہ یہ عمل غایبان اور صریح ہو۔

پھر اکثر نقہہ تو اسے بھی جائز نہیں سمجھتے کہ نماز میں قرآن کی تلاوت بجا تھے حفظ کے لیے ناظر ہو۔ چاہے قرآن کھولکر سامنے یادا ہئے باہمیں رکھ لیا گیا ہو۔ یعنی عمل کثیر تو الگ رہا جو دری ہی درست نہیں کہ قرآن دیکھ کر قرآن کی جائے۔ تعجب ہے جن اہل عرب کا حافظہ ضرب لشل تھا وہ آج سوی حافظہ کی اس منزل میں آپنے کچھ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور ائمہ کے طرزِ عمل کے بر عکس قرآن پڑھ میں لے کر تراویح پڑھاتے ہیں۔

فہی پہلو سے ہٹ کر بھی دیکھتے تو عقل و دانش نفیس اور حکمت دینی کے لحاظ سے بھی یہ طرزِ عمل غام ہی خام نظر آئے گا۔ حفظ قرآن ایک نعمت ہے اور حفظ قرآن کا ذریعہ بھی

ہو سکتا، بلکہ عذاب کا اندر ہے پس کیونکہ غلام کا حکام تو آف کے حکم کی تعیں ہے۔ آفانے حکم دیا کہ جمعہ سے قبل خطبہ سنو۔ اب بھلا اُس غلام کی فرمانبردار کوں کہے کا جو اس حکم پر تسلیم ختم کرنے کی وجاتے "تحیۃ المسجد" میں شغول ہو جائے۔

تحفظ کر کے جب امام خطبہ شروع کر دے تو کسی بھی حاضر جمعہ کو نہ نماز جائز ہے نہ رود تسبیح۔ نہ سلام کلام۔ جنکہ اگر بادشاہ وقت یا اور کوئی بڑا حاکم مسجد میں آتے تو اس کی تنظیم کے لئے کھڑا ہونا بھی جائز ہے۔

### نماز میں سمت نگاہ کا مسئلہ

#### سوال ۱۵:— (ایضاً)

ایک صاحب نے کہا کہ میں جب مکہ المکرہ میں حاضر ہی دی تو ہر نماز میں میں اپنی نظریں خانہ کعبہ پر ہی رکھتا تھا۔ حالانکہ میں نماز کی حالت میں ہوتا تھا تو کیا میری نماز پوچھتی یادو بارہ اعادہ کرنا ہوگا۔ بنہ نے کہا کہ مجھے بھی دو بار حاضری کا موقع تھیب ہوا ہذا میں بھی ایسے ہی کیا کرتا تھا۔ میرے دوست نے اس کی تردید کی اور کہا کہ اپنی نظریں نماز کی حالت میں جب کہ آپ مکہ المکرہ میں خانہ کعبہ لئے یعنی حرم شریف ہی میں کیوں نہ ادا کر رہے ہوں آپ کو سجدے کی جگہ ہی رکھتی ہوں گی۔ اس سلسلے میں آپ کا کیا ارشاد ہے۔ اور امام ابو حنفیؓ کا کیا مسلک ہے کیا ایسا کرنے والے نمازی کو نمازوں کا اعادہ کرنا ہوگا؟

#### جواب ۱۵:—

نماز میں نگاہ کو مقام سجدہ پر مرکوز رکھنا اولیٰ ضرور ہے لیکن اس کے عوض الگ سامنے کی طرف نگاہ رہی تو نماز قاسد نہیں ہو گی چاہے سامنے خانہ کعبہ نہ بھی ہو۔

رہی آپ کی پیش کردہ صورت۔ تو اس میں نماز کے اعادے کا سوال بھی کیا پیدا ہوتا ہے جب کہ خانہ کعبہ سامنے موجود ہے۔ نماز الگ خانہ کعبہ میں پڑھی جائی تو الگ چہ اولیٰ اس وقت بھی نگاہ کو جاتے سجدہ پر مرکوز رکھنا ہی ہے لیکن جس نے نگاہ خانہ کعبہ پر جاتے رہی اس پر بھی احتراز

نیت بازدھی (تحیۃ المسجد) اور حتم کر کے بیٹھنے گئے۔ نماز کے بعد میں میں سے ایک صاحب نے دور کعت پڑھنے والے دوست سے مسئلہ دریافت کیا۔ انھوں نے اپنے فعل کو درست بتلایا اور کسی حدیث کا حوالہ بھی دیا۔ تاہم اخترنے بھی کہا کہ اس وقت تحفظ مسجد میں داخل ہو کر خطبہ سنتا تھا۔ بات بہت بڑھ گئی اور بغیر فیصلے کے ہی ہم منتشر ہو گئے۔ آپ سے درخواست ہے کہ آپ بھی بتلائیں کہ ایک حنفی مقلد گواس وقت کیا کرنا ہے گا۔ اور اس کے علاوہ دیگر کسی امام کے نزدیک یا حدیث شریف میں اس کی کیا تائیک ہے۔ پڑھنے والے صاحب غیر مقلد ہیں۔ مقلد کے قائل نہیں اور نہ بھی کوئی عالم فائل ہیں۔ آپ ہی درست جواب سے مطلع فرمائیں۔

#### جواب ۱۶:—

حدیث میں آیا ہے کہ جب امام خطبہ کرتے ہیں مجبور رہا جائے تو حاضرین جمعہ کو نہ کوئی نماز پڑھنی چاہیے نہ لکھنگو کرنی چاہیے (اذ آخر ج الامر فلا صلوٰة ولا كلام)۔ اور اذ صعد الخطيب المنبر فلولا صلوٰة ولا كلام)۔

ویسے بھی عقل سیم کا واقع تھا ہے کہ خطبے کے وقت سواتے خطبہ سنتنے کے کسی اور فعل میں ہمہک ہو جانا خطبے کی توہین ہے۔ یہاں تک کہ جن لوگوں کو فالصلوٰۃ کی وجہ سے خطبہ ساتی نزدے رہا ہوا خیں بھی خاموش بیٹھنے اور سنتنے والوں جیسی سہیت کذا اتنی بناۓ کی ہدایت فقہاء نے کی ہے۔

"تحیۃ المسجد" کی بے شک بہت فضیلت ہے لیکن خطبہ سنتنا واجب ہے۔ خطبے کا مقصد یہ ہے کہ اسے سنا جاتے اہزادنفل کی خاطر ایک واجب کا ترک کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ جو لوگ ازدواج غلط فکری خطبے کے وقت بھی تھیۃ المسجد یا سن پڑھنے کی جرأت کرتے ہیں وہ حفیور کے ارشادات کے صحیح عمل اور حکمت شرعیہ کے اور اسے حرم ہیں۔ خطبہ تو جاتے خود عبادت ہے۔ جو عبادت جس وقت کے لئے شریعت نے مقرر فرمادی اس وقت یہی عبادت سب سے ضروری ہوگی۔ اس عبادت کو ترک کرتے ہوئے کسی اور عبادت میں شغول ہو جانا اس وقت باعثِ ثواب نہیں

کی تجویش ہیں۔

کا اہنام کر کے مساجد میں نہ تھے ہیں تو انھیں روکنے کی کوئی وجہ  
ہماری بھی نہیں تھیں آتی۔ معلوم تو ہو کر روکنے والے کس دلیل سے  
یہ جبر کر رہے ہیں۔ اگران کے پاس کوئی دلیل ہے تو اسے سامنے  
لایا جائے اور اگر مغض اپنے ذوق و مذاق کو الھوں نے دلیل نہیا  
ہے تو ان کی مثال ان لوگوں کی سماں ہے جن کے باقی میں بذریعاتی  
فرماتا ہے کہ:-

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ دَسَّ  
مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذَكِّرَ  
جَوَانِدُكُمْ مُسْجِدُونَ مِنْ عِبَادَتِكُمْ  
فِيهَا اسْمُهُ رَبِّكُمْ (۲)

سے لوگوں کو روکے۔

اگر یہ ظالم مسلمان علماء کے بتائید سمجھانے کے باوجود بازہ نہیں  
آتے تو حلال خوروں کو حدالت کا دروازہ کھلکھلانا چاہئے۔

آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ آپ کی بحث میں اُسی  
چھوٹی سی مسجد کے سوا جہاں ان حلال خوروں کے داخلے پر پابند  
نہیں دوسرا کسی مسجد میں خارجہ ادا نہیں ہوتی۔ ہر مسلمان کے  
لئے شرکت کا اذن عام صحت جمعہ کے لئے مشرط لازم ہے۔  
اگر مسلمان حلال خوروں پر بلا کسی دلیل شرعی کے شرکت کی راہ  
بن دکر دی گئی ہے تو جمعہ کیسے ہوگا۔

ہاں باقی نمازوں کے باقی میں یہ حکم نہیں لگایا جاسکتا  
کیونکہ ان کی صحت کے لئے اذن عام شرط نہیں ہے، لیکن ان کی  
ادا کی صرف قانونی اذناز کی ہوگی نہیں کہا جاسکتا کہ اس پر  
ثواب بھی مرتب ہو سکے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ جب کسی بھی میں اس طرح کا جماعتی ظلم پایا  
جاتا ہے تو یہ بھی اللہ کے یہاں خواہ نہ ہے۔ ہر مسلمان کو پابند  
بنایا گیا ہے کہ وہ اپنی استطاعت کی حد تک منکرات و ممنوعات  
کو مٹلکی کوشش کرے پھر زیدیا طلحہ یا طارق کینکر اس اُخروی  
احتساب سے بچ سکتے ہیں کہ ان کی بحث میں ایک بھی انک ظلم ہو رہا  
تھا اور الھوں نے اس کے استیصال میں کوئی جدو چہرہ نہیں کی۔  
جو لوگ اس ظلم کو محسوس کر رہے ہیں انھیں صبر و سکوت نہیں اختیار  
کرنا چاہئے بلکہ باہمی تعاون کے ساتھ جابر و ظالم گروہ کو ظلم سے  
بازرگ کرنے کی سعی بیٹھ کر فی چاہئے۔

خانہ تکمیل کو محبت اور عقیدت سے دیکھنا اعلیٰ  
درجے کی عبادت ہے۔ یہی تو ایک ھر ہے جہاں انسان  
اپنی پیشانی رکھ سکتا ہے۔ جہاں شرک کی پر چھائیں  
بھی پر نہیں مار سکتی۔ جہاں توحید ہے۔ حالت نماز  
میں ایک خاص عقیدت کے ساتھ اسے ملکشی باندھ کر  
دیکھنا بعض حالتوں میں اتنا بیش قیمت اور بارہت بھی پر سکتا  
ہے کہ ایک ہی نمازوں ہزاروں نمازوں سے بازی لے جائے  
کوشاں گھر پہنچا جس پر عبودیت کے سجدے لٹانا، جسے پیار  
کرنا، جسے نظروں کی راہ گول میں بسانا اللہ کے اس محترم ھر  
سے زیادہ بہتر ہو۔ خوش فیض ہیں جیسیں اس طبق میں  
میر آنی اور ان کی نظروں نے اس گھر پر عقیدت و عبودیت  
کے نذر انسے پیش کئے۔

## مسلمان حلال خوروں کی نماز

**سوال :-** (از تاج الدین شعر رام نگر)  
میری بحث میں قدم زمانے سے متعدد ایسے مسلمان حلال خور  
گھر نے آباد نہیں چاہی اسلامی ایمانیات پر اعتقاد رکھتے ہیں اور  
اسلامی شعائر و اركان کے بھی عامل ہیں۔ اور بحث کے دوسرے  
عام مسلمانوں سے کسی طرح نکر نہیں ہیں۔ انھیں بھی کئے مسلمانوں کا ایک  
بڑا گروہ خواہ جواہ مساجد میں آنے سے جبراً روکتا ہے اور ایک  
چھوٹی سی مسجد کے سوا باقی تمام مساجد ان پر نہیں۔ حالانکہ  
وہ پاک بدن پاک بیاس کے ساتھ نمازوں میں حاضر ہوتے ہیں  
قوبی علاقے کے علماء ان حلال خوروں کے داخلہ مسجد کی تائیں میں  
فدا کے دیکر اور عظیم کہکشان ہار گئے۔ لوگ اڑے ہوتے ہیں۔  
پوچھنا یہ ہے کہ آیا شرعی نقطہ نظر سے ان باقی مساجد میں اذن عام  
کی شرط کے قوت ہو جانے پر جمع منعقد ہونا ہے یا نہیں؟ اور جمع  
کے علاوہ بچ و قتد نمازوں کی جماعت میں شرک ہونے سے آدمی  
کو جماعت اور مسجد کا ثواب حاصل ہو گا یا نہیں؟

**جواب :-**

اگر حلال خور مسلمان ہمارت مطلوبہ اور بیاس کی حفاظتی

## ایک غلطی کی صلاح

نومبر ۱۹۷۶ء کے تجھیلی میں "عمل انزال" کے عنوان سے ایک سوال تھا جس کا تم نے تھوڑا سا جواب دیا تھا۔  
پھر اسی جواب سے متعلق ایک صاحب تھے اعتراف کی شکل میں اپنا سوال پیش کیا جس کا جواب تم نے اپریل ۱۹۷۶ء کے تجھیلی میں دیا۔

اب جناب تاج الدین اشترنے اسی موضوع پر ایک خاصاً مفصل استفسار اسال فرمایا ہے جو فی الحقيقة تقاضا نہیں ہے بلکہ ملائے دیتے ہوئے جواب کی گرفت ہے۔

ہمیں اگر اس گرفت کو غلط ثابت کر کے اپنے جواب کی تصویب و تو شیق کرنی ہوئی تو بلاشبہ ہم یہ پوری تھوڑی نقل کر کے گھٹکو کر کر لیکن اس کا انقدر تحریر کی روشنی میں ہم نے محسوس کیا ہے کہ قصیر ہم سے ہی سرزد ہوا ہے اور صحیح تمذوبی نظر در پیچے جسے اشتر صاحب تھے پیش فرمایا ہے جب ہم پر اپنا تصویر واضح ہو جائے تو بات کی شیق اور صحیحی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اشتر صاحب کو اور ان کے تمام درستون کو جو بھی بھی ہماری لغزشوں کی شاندی ہی فرماتے رہتے ہیں جو اسے خیر عطا فرمائے۔

اس واضح اعترافِ خطاء کے بعد ہم نصریح کرتے ہیں کہ خطاء کی توجیہ کیا ہے۔

صحیح مسلم کی کتاب الحجیں میں ایک حدیث آتی ہے۔

حضرت ابوسعید الحداری — بیان فرماتے ہیں:-  
خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں ہے  
ساخت مسجد قبا کی طرف جارہا تھا  
جب ہم بوسالم کے محلے میں پہنچ تو  
حضور عتبان کے دروازے پر مڑک  
گئے اور انہیں آواز دی۔ عتبان  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت  
فروز ہی باہر نکل گئا تھا کوہ  
پس پکر بن دھکیٹ یہ مسجد حضور  
نے اس وقت زیر لب فرمایا کہ  
ازارہ فقال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم عجلنا  
الرجل فقال عتبان يا رسول اللہ  
الله امرأيت الرجل  
يعجل عن امرأته ولم  
يُمن ماذاعليه قتال  
رسول الله صلی اللہ علیہ  
وسلم انما الماء من الماء  
صهور نے جواب دیا کہ پا لی (عن)  
پا لی (مارنی) سے واجب ہے۔

اس حدیث کی شرح میں الامام نووی لکھتے ہیں کہ رابطہ اس بات پر اجماع کرچکی ہے کہ جامع عدل واجب ہو جاتا ہے چاہے انزال نہ ہو اپنے۔ اور صحابہؓ کی ایک جماعت یہ خیال رکھتی تھی کہ بغیر انزال کے عمل واجب نہیں ہوتا۔ پھر ان میں سے بعض نے اپنے خیال سے رجوع کر لیا۔

اس شرح سے ظاہر ہو اکہ اگرچہ بعض صحابہؓ نے اپنے خیال سے رجوع کر لیا اس لمحے صحابہؓ پھر بھی ایسے رہ گئے تھے جو انہیں نہ ہو تو عدل واجب نہ ہو گا۔  
حافظ ابن حجرؓ نے وضاحت کی ہے کہ اس مسئلہ میں نہ صرف تابعین کے درمیان خاصاً شہور اختلاف رہا بلکہ تابعین کے بعد بھی اختلاف کا وجود ملتا ہے۔ مگر بعدهیں جہوڑا محدث پر متفق ہو گئے کہ وجوہ عدل کے لئے انزال شرط نہیں صرف جامع کافی ہے۔

ان دونوں جلیل القدر شارحین کے فرمودات سے اگرچہ یہ حکم فقیہ مونکہ ہوتا ہے کہ عدل کے وجوب میں انزال شرط نہیں لیکن یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ حکم صحابہؓ و تابعین کے مابین متفق نہیں رہا ہے۔

علاوه ازین مسلم ہی میں ابوسعید خدریؓ سے ایک اور روایت موجود ہے جس کے الفاظ لایاد و واضح ہیں کہ الصاریح کے جواب میں حضور فرماتے ہیں:-

اذَا عَجِلْتَ اذَا عَجِلْتَ  
فَلَا عَدْلَ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ  
الْوَضْوَعُ۔

جیسے کوئی جسم سے جلدی کرے اور انزال کے لئے مفروضہ ہے اپنے خوبی کا ایک بھرپور ازیز نہیں ہے۔

تو کردی گئی ہے، لیکن اس کا وجہ بجاۓ خود مقصود نہیں، بلکہ طور و سیلہ مقصود شارع کے میش نظر ہے۔ ہم نے یہی گمان کیا کہ نفس جامع پر وجوہ غسل کا حکم اسی نوع کی ایک چیز ہے اسی لئے نوبتوں کے جواب میں یہ کہنے کی نوبت آئی کہ:-

”ان حدیثوں میں بنیاد گئی تعارف میں نہیں۔“

نیز یہ کہ:-

”صحیح ترمیت ہے کہ غسل نہ انزال ہی سے داجب ہوتا ہے لیکن صرف دخل پر بھی غسل کرنا چاہیے تاکہ ہمارت و نظافت کا احسان تنوف نمازہ رہے۔ واللہ عالم بالحقائق۔“

اب اشعر صاحب تفصیلی تنبیہ کی روشنی میں ہم محسوس کرتے ہیں کہ اپنے دینی خیال کو بیان کرنے میں ہم نے الفاظ کا اختیاب درست نہیں کیا اور یہ بھی ہماری علمی بھی تھی کہ یہیں لطیف و غامض خیال کا انہمار کرنے کے لئے کافی اختیارات اور تفصیل کی ضرورت تھی اسے ہم نے بے اختیاراتی اور ایسے خصار کے ساتھ بیان کر دیا کہ صورتِ شملہ نسبت ہو کر رہ گئی۔

گوئی کو فرمائلا ع اور اپریل ۱۹۵۶ء دونوں ہی میں زور ہم اسی پر دیا ہے کہ قسمی اعتبار سے بات وہی مانی جائے گی جسے فقہاء سے کرام فیصل کر دیں گے لیکن پھر بھی چاراً صور تصور ہی رہتا ہے جس پر ہمیں نہ امانت ہے۔

اچھی طرح سن لیجئے کہ مسئلہ درست یونہی ہے کہ جامع سے غسل داجب ہو جاتا ہے چاہے انزال کی نوبت نہ اسے اور جس باریکی کی طرف ہمارا منطقی شعور ہمیں لے گیا ہے وہ فلسفہ منطق کی کسی خاص طریق پر لا تلقی اتنا ہو تو یہ عوامی سطح پر اسے لایتھی اور تاقابل التفاقات ہی سمجھنا چاہیے۔ ایک بار بھر مرزا شعرا کی رہنمائی کا شکر یہ ادا کرتے ہیں۔ سرپرستا کا نوع اخذ نہ اس سیستیاً آدھٹانا۔

دفتری خط و گتابت میں اپنا نمبر خریداری  
ضرور لکھتے جو پہشیہ آپ کے پتے کی چٹ پر  
درج رہتے ہیں۔ میجر تجھی

نیز امام احمد سے ایک روایت رافع بن خُدَّا میخ کی بھی اسی فہریت و مشتملہ کی منقول ہے۔ گویا اس امر واقعہ میں سی شک کی جگہ نہیں ہے کہ ابتداءً حضور نے وجوہ غسل کو انزال کے ساتھ مشروط فرمایا تھا۔ انزال نہ ہبہ تو نفس جماعت سے غسل داجب نہ ہوتا تھا۔ اسے امام نووی، حافظ ابن حجر اور دیگر ائمہ و فقہاء نے بھی تسلیم کیا ہے۔ مزید یہ مسلم کا عنوان باب بھی اسے واضح کرتا ہے۔

(آن الجماع حکان فی اول الاسلام ولا یوجب  
الغسل الا ان یتنزّل المبنی)

ہاں اس کے بعد حضور نے بالیقین ایسا قول صادر فرمایا کہ انزال کی قبیل ختم ہو گئی اور نفس جماع پر بھی غسل ضروری ہٹھیر گیا۔ اس تبدیلی حکم کو بعض علماء نے ”نحو“ سے بعیر کیا ہے۔

تحقیق قرآن اور حدیث دونوں میں بلاشبہ موجود ہے لیکن جن علماء نے ناصح و منسوج کی بحث بینظی زاویہ نظر سے غور کیا ہے وہ اچھی طرح حالتے ہیں کہ نہ تو وجوہ تصحیح سب جگہ کیاں ہیں نہ منسوج شدہ حکم کی طبعی توزیع ہر جگہ ایک ہے۔ یہ بحث خاصی دقيق اور مشکل ہے اس لئے یہاں اس سے صرف نظر کرتے ہوئے ہم صرف اتنا بتا دیا چاہتے ہیں کہ وجوہ غسل متعلق احادیث اور ان کی تصریح پر نظر کرتے ہوئے ہمایہ ذہن میں پر خیال قائم ہوا تھا کہ ابتداءً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجہ غسل کو انزال پر منحصر رکھنا تابت کرتا ہے کہ وجوہ کی اصولی جوہری اور طبعی بنیاد انزال ہی یہ ہے اور بعد میں جائز انزال کی قید اڑاٹ اک نفس جماع پر وجوہ کا فیصلہ کر دیا گیا ہے وہ حکمت خارجہ کے درجے میں ہے جس طرح مثلاً کتب نقد میں یہ جزئیہ بیان کیا گیا ہے کہ نا بالغہ غسل داجب نہ ہو گا مگر تعلقاً اور اعتیاً اسے بھی غسل کا حکم دیا جائے گا۔

یا مشلاً قبر کو سامنے رکھ کر نماز سے منع کیا گیا۔ حالانکہ اس میں بجاۓ خود دیجئے ذاتہ کوئی قباحت نہ تھی، لیکن اشتباہ ستر کے باعث مدد باب ذریعہ کے طور پر بیرونیت صادر کی گئی۔

ایسی ہی مثالیں بے شمار ہیں جن میں ایک شے داجب

## شاہ ولی اللہ کی چند کتابیں

ردیلہ	پیشہ	عنوان	ردیلہ	پیشہ
۳	۲۵	مضامین الاسلام	۲۲	-
۲	۵۰	ظریبات آزاد	۱	۲۵
۳	-	قول فصیل	۲	-
۲	۲۵	مسلمان عورت	۴	-
۲	-	صدائے حق	-	۵۰
۲	-	مضامین آزاد	-	۲۵
۲	-	مقالات آزاد	-	۵۰
۱	۵۰	شہید اعظم	-	۲۵

## مولانا ابو الحسن علی نڈی کی کتابیں

۸	-	تاریخ دعوت و عزیمت - جلد اول	۵	-
۸	-	" " " جلد دوم	۵	۵۰
۶	-	" " " جلد سوم	۸	-
۵	-	اسلام اور مغربت کی کشمکش	۲	-
۳	۵۰	انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و ذوال کا ثغر	۷	-
۱	۵۰	مکاتیب مولانا الیاس	۳	-
-	۵۰	عرب قوم پرستی اسلامی نقطہ نظر سے خطناگ کیوں؟	۲	-
۱	۳۰	قصص الشیخین (انگریزی زبان میں) حصہ اول	۱	۲۵

## تصانیف مولانا عبد الحق حقانی ہدایت

۴۰	-	تفسیر حقانی - علی چہ میخداد بار و نہیں میکل جلد در چاہلہ
۲	-	البيان فی علوم القرآن - غیر جلد سرہ - جلد
۲	-	عقائد اسلام جلد

## تصانیف جناب لام اللہ صدیقی

۱	-	تاجدار مدینہ صوکی شہزادیاں	۱	غیر جلد
-	۸۸	حضرت عائشہ صدیقیہ	۲	-
۱	۵۰	حضرت معاویہ بن ابی سفیان	۴	-
۲	۵۰	حضرت عمر بن العاص (فتح مصر)	۵	۵۰
		مکتبہ ہدی - دیوبند (یونی)	۵	-

## تصانیف مولانا منتظر نعماں

معارف الحدیث - اُردو مع عربی حصہ اول جلد	۵	-
" " " حصہ دوم	۵	۵۰
" " " حصہ سوم	۸	-
تذکرہ مجرد الف ثالثی	۲	-
قتدان آپ سے کیا ہے؟	۷	-
دین و تربیت	۳	-
اسلام کیا ہے؟	۲	-
" " (ہندی)	۲	-
" " (انگریزی)	۲	-

آپ ج کیسے کریں؟	۲	-
منازکی حقیقت	۱	-
سلیمان شہید اور معاذین اہل بدعت کے الزاماً - غیر جلد	۲۵	-
برکات رضیان	۲۵	-
آسان ج ریاكت سائز	۵۰	-
کلمہ طیبہ کی حقیقت	۳۷	-

## مولانا ابوالکلام آزاد کی کتابیں

ترکات آزاد	۱	-
آزاد کی تفسیریں	۱	-
غبار خاطر	۱	-

## جماعتِ اسلامی اور ادارہ العلوم دیوبند

مالی مدد پہنچائیں۔ فرواؤ ہی مفتتاحی جمیعۃ العلماء کے نوٹسپاپر نے اس کیفیت کو محسوس کر کے کا رخیر کی بائگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی اور اتنا ہی جدوجہد اس بات کی شروع کردی کہ جتنا بھی چندہ جلتے جمیعۃ العلماء کے ذریعے جائے۔

اتفاق دیکھئے کہ اسی دروان میں شہر کے ایک مخدود جسم میں کچھ لوگوں نے اپنے طور پر خاصی بڑی رقم جمع کی اور ان کی برادری کے سربراہ نے ایک حمار بے دریافت کر لیا کہی رقم جمیعۃ العلماء کے ذریعے بھی جائے یا جماعتِ اسلامی کے۔ ۹ یہ صاحب پڑھنے لکھے مسلمان تھے سی بھی جماعت سے انتقال عن نہ تھا۔ بالکل سادگی اور صفائی کے ساتھ انہوں نے فرمایا کہ جماحتین تو دلوں ہی اچھی ہیں لیکن اگر آپ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کی دی ہوئی ایک ایک پائی مظلوموں نکل پہنچ جائے اور درمیان میں کوئی خرد بردن ہو تو جماعتِ اسلامی کے ذریعے بھیجئے۔ اس پر سربراہ موصوف نے ناخوشگار ایجمنگ میں کہا کہ یک آپ مولانا حسین احمد مدینی اور مولانا حفظ الرحمن جیسے بزرگوں کی جماعت کو بے ایمان کہنا چاہتے ہیں؟

صاحب موضوع نے جواب دیا کہ نہیں بھائی۔ انھم ترا کی دیانت میں کیا شکر ہے لیکن امدادی قریں تو واسطہ در واسطہ پوکر پہنچی ہیں اور جہاں تک میرے علم میں ہے درمیان کے سب لوگ قابلِ اعتماد نہیں ہیں۔ تاہم میں اصرار نہیں کرتا۔ آپ نے ایک بات پوچھی تھی میں نے اپنی صوبابیدیک کے مطابق جواب دیا۔ اگر یہ جواب آپ کو درست نہیں معلوم ہوتا تو آپ کو اختیار ہے جیسا چاہئے کچھ۔

جماعتِ اسلامی اور مولانا مودودی کے خلاف پچھلے ۱۵ سالوں میں دیوبند سے جہنم کے فتوے اور مھماں نکلنے رہے ہیں ان کی رواداد بڑی ہی دردناک اور عبرت انکریز ہے۔ جس نے چوچا ہالکھا اور جو جیسی آیا کہا۔ گروہی عصیت انج فکری، سو روشن، ہرش دھرمی، تحریف اور تبلیس و تبلیس کا عیاں رقص اندر دیکھنا ہوتواں کہانی کے اشیع پر دیکھتے۔ حد ہے کہ کیسے اور عناد کی رویں مولانا تأسیم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت کو مولانا مودودی کی عبارت سمجھ کر باقاعدہ فتویٰ کفرنکالا گیا اور بمقاعدہ فتووں کی تو کوئی گھنٹی ہی نہیں۔ کئی ایسے مبلغین جن کی نوکری دیوبند اور مولانا تأسیم رحمۃ اللہ علیہ کے لئے چندہ جمع کرنا ہے اور جن کے علم و فضل کی تمام کائنات بھی دار ہی اور مغلی پا جائے کے سوچھ بھی نہیں جہاں بھی کچھ جماعتِ اسلامی کے خلاف کچھ نکھل ضرور کہا۔ ایسے جسرا تم نہیں ہیت و توق کے ساتھ اس سے منسوب فرمائے جو سراسر طبع زاد تھے۔ بچاۓ سادہ لوح سامعین کیسے جان سکتے تھے کہ اتنے مقدس پڑھوں کی اوٹ میں شیطان بول رہا ہے اور دیباں زمر کے اندر چہل دکبڑا اور کینہ و تھصہ کو بھیڑتے غزار ہے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ادھر سے ادھر تک عجیب و غریب بدگانیاں پھیل گئیں۔ نوئن کے طور پر دیوبند ہی کا ایک اقتدار ملاحظہ فرمائیے۔

جب جلپور وغیرہ کے مظلومین کے لئے ملک بھر میں چندہ ہو رہا تھا، دیوبند میں بھی چندہ ہوا۔ ابتداً یہ چندہ کھنچنیم کے تخت نہ تھا بلکہ استطاعت رکھنے والے مسلمان خود ہی اس بات کے لئے میتاب تھے کہ اپنے مظلوم بھائیوں کو

"تو کیا وہ تجویز ہوں سکتے ہیں۔"

صاحب موصوف نے تھنھی بھرتک پوشاش کی لائے کے دل دے دیا گے سے یہ ناپاک تحریر مٹا دیں جس کے لکھنے کی سعادت علماء دیوبند کی اس ناخلافت نسل نے حوالی کی تھی، لیکن مذہب پسند اور بے علم عوام پر لمبی دارا رہی اور مختلفی پا جائے کا جو گھر اثر ہے اسے کھرج ڈالنا آسان نہیں۔

یہ فقط ایک نمونہ ہے۔ قریب قریب اور سب سی جتنی جماعت اسلامی کے خلاف نفرت اور غلط فہمیوں کا زہر ایسے ہی اطہان کیسا تھہ پھیلا گیا ہے کہ نامہ اعمال لکھنے والے فرشتے بھی ارباب حجہ و دستار کی اس جبارت پر بھر ان ودم بخود ہی ہوں گے۔

ایسے آج کی صحبت میں ہم دارالعلوم دیوبند کے نئے مفتی مولانا محمود احمد صدقی کا ایک تازہ تازہ فتویٰ ایسا پیش کر رہے ہیں جو پھرے فتوؤں اور پر و پیشہوں سے مختلف ہے۔ جہاں جہاں دارالعلوم کے سابق فتاویٰ نے اور دیوبندی پیشہ ور واعظوں کی نے اساس الزام تراشیوں سادہ لوح عوام کو جماعت اسلامی اور مولانا محمود دی سے خواہ جواہ منتفع کیا ہے وہاں وہاں اس فتویٰ کو پیشہوں اور پھلوں کی شکل میں پھیلا دیا جاتے تو پہنچتا تاجی کی اُمید کی جا سکتی ہے۔ واللہ لا یحب الناطقین۔

## خاں مولانا محمود احمد صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند کا ایک امام فتویٰ

صلح میرٹ کے ایک دردمند شخص نے گذشتہ دونوں مفتی صاحب دارالعلوم دیوبند سے جماعت اسلامی کے بارے میں کچھ باتیں دریافت کی تھیں۔ مفتی صاحب کے جواب سے انھیں اور ان تمام افسر اور کوچھوں نے اس فتویٰ کا مطالعہ کیا ہے کلی طور پر اطہان ہوا۔ عالم لوگوں کی افادت کے پیش نظر میں اسے شائع کر ادا ہیوں انشاء اللہ یہ فتویٰ

اس مکالمے کے بعد اہل برادری نے باہم مشورہ کیا اور فیصلہ یہ ہے کہ رقم جماعت اسلامی کے توسط سے تھنھی جائے۔ اب ادھر تو یہ مشورت جل رہی تھی اور ادھر جمیع العلما کے گروں کو پتہ چلا کہ فلاں برادری کے لوگ رپا چنہ ان کی بجائے جماعت اسلامی کی وساطت سے روانہ کرنے کا رادہ کر رہے ہیں۔ لیں شروع ہو گئی بھاگ دوڑ۔ اور اسکے بعد بن برادری والوں کا فیصلہ بدل گیا۔

جی ہاں! فیصلہ بدل گیا اور رقم جمیع العلما کے ورثتیوں کو سونپ دی گئی۔ کیوں سونپ دی گئی؟ — یہ ہے اصل سوال جس کے جواب سے آپ اندازہ کر سکیں گے کہ سادہ لوح عوام کو جماعت اسلامی سے منفر کرنے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا جاتا۔ جن صاحب کے مشورہ پر ایسا فیصلہ جماعت اسلامی کے حق میں ہوا تھا وہ ہی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ جتنا روز بعد مذکورہ سربراہ سے ملاقات ہوئی تو وہ سہت بلکہ ہوئے تھے۔ تھوڑتے ہی کہنے لگے کہ آپ مودودی یہ کب سے ہو گئے؟ انہوں نے تیران ہو کر کہا۔ — مودودی یہ کیا چیز؟ سربراہ صاحب بولے۔ — لس چار سو بیس نیجیتے۔ آپ ہمیں یہاں ایسے نہ کھتی۔

"کچھ کہنے بھی تو سمجھی" صاحب موصوف نے جھلا کر چھا۔ "کہنا سننا کیا ہے۔ جماعت اسلامی والے تو رسولؐ ہی کو نہیں مانتے۔ آپ ہمارا چندہ ایسے کفاروں کے ذریعہ بھجوانا چاہتے تھے۔"

"کیا کبواں ہے" صاحب موصوف کے مٹھے سے نکلا۔ — "یہ بہوہدہ بات آپ کوں نے سمجھائی؟"

"مولی۔۔۔ صاحب کہہ رہے تھے اور قاری۔۔۔"

صاحب بھی کہہ رہے تھے۔"

"کیا کہہ رہے تھے؟"

"خلاصہ طلب یہ تھا کہ جماعت اسلامی والے مولوی مودودی کے مقابلے میں صاحبوں تک کی بات نہیں مانتے اور رسولؐ پر بھی ایمان نہیں رکھتے۔"

"اور آپ نے یقین کر لیا؟"

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں میں بہت سی کیاں تھیں اور حضور مجھی ایسے ہی انسان تھے جسے صحابہ، علماء یا مودودی صاحب۔ میں نے تو یہ بات ان لوگوں سے تجویز نہیں کی۔ البته میرنا یہ کہتے ہیں کہ ”دیوبند اور سپاہ پور سے یہ فتویٰ دیا گیا ہے کہ مودودی صاحب کا یہ کہنا غلط ہے کہ ”حق کام عیار صرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔“ بلکہ تم اپنی سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضورؐ کے بعد صحابہؓ پھر حدیث و ائمہ اور اب علماء یا عیار حق ہیں۔ اگر یہ علماء کو غلط تھیں گے تو گراہ ہو جائیں گے۔ اس طرح کی باتوں نے جاہل مسلمانوں میں کشکش پیدا رکھی ہے ایک دوسرے کو بُرا بھلا بھی کہہ رہے ہیں۔ آپ حضرات پوری قوم کے پیشوں میں آپ کا کام ہی رہتا تھا ہے۔ آپ ہم جا ہوں گوں میں کہ ہم کیا کہیں ورنہ قیامت میں تھا ہے دل انگریز ہوں گے۔

## الجواب

بعونہ سبحانہ تعالیٰ صورت مذکورہ میں:- (۱) محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا بہتر ہے (۲) جو لوگ مودودی کہلاتے ہیں ان کو معاذ اللہ کا فرنہ کہنا چاہئے ان پر کچھ اختلاف ہو سکتا ہے مگر ایسے اختلاف کے کسی کو کافر بتانا نیو لا سخت کہہ کردار ہے (۳) مودودی کو کافر کہنا غلط ہے تو انکی تجویز نماز ہو جاتی ہے (۴) مدرسہ میں حسب عدہ آپ مادرکر سنتے ہیں۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کرام کی بیڑے خیال میں کوئی مودودی ایسی گستاخی نہیں کر سکتا اگر کسی نے ایسی گستاخی کی ہے جسکا علم نہ کوئی نہیں کہ ”حضورؐ میں بہت کیاں تھیں“ تو بلاشبہ ایسا شخص کافرنے اور اگر کسی نے ایسا نہیں کہا اور اسکے ذمہ میسا الزرم غلط ہے تو انہا رکھنے والا اور الزرم لگانے کا نیو الاخت متوجہ غذاب الہی ہوگا فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

جماعت اسلامی متعلق اُن بے شمار غلط فہمیوں کے ازالہ کا باعث ہے کہ جو ہمارے دینی علاقوں میں کہیں آج مجھی پائی جا رہی ہیں۔

## استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مقامیان شرع متنین مندرجہ ذیل کے بارے میں:-

”مودودی پارٹی (جماعت اسلامی) کے دو تین آدمیوں نے ہماراں ایک دینی مدرسہ پچوں کی تعلیم کے لئے کچھ دنوں سے قائم کیا تھا۔ گاؤں کے ہم دو تین آدمیوں نے اس مدرسہ کو گاؤں کی پنجاٹت میں تین کھیت دینے کا وعدہ کر لیا تھا۔ اب دو تین مہفوں سے ایک نیک دل مولوی صاحب نے اُنکا گاؤں میں دوسری طرف ایک مدرسہ قائم کر لیا ہے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ ”اس مدرسے میں مودودی نہ ہے اسی کتاب میں پڑھائی جاتی ہیں۔ مودودی صاحب پر کفر کا فتویٰ دیوبند نے لکھا ہے ان لوگوں سے کوئی بات دن کی مست پوچھوڑان کے پیچے نماز پڑھو۔ یہ لوگ مسلمانوں میں نیاز قریبنا ناچاہتے ہیں“ یہ اور بہت سی باتیں ہم سے بتاتے ہیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ آپ ہمارے گاؤں کے باہم جھگڑوں اور دل کے خلجان کو ختم کرنے کے لئے کہ جزوئی ہم نے اس پر اسے مدرسہ کو دینے کیلئے کہہ رکھا تھا کیا اب اگر اس مدرسہ کو وہ کھیت ہم دیں گے تو کفر کی جماعت کی حمایت کریں گے؟ اور گھنگار ہوں گے؟ اور اپنے اس وعدہ اور عہد سے پھر جانے میں کوئی شریعت کی طرف سے موافق نہ تو نہیں ہے؟ مولوی صاحب موصوف کا اصرار یہ ہے کہ ”آپ لوگ اس مسجد میں (جس میں مولانا امام ہیں) اُنکر نماز پڑھاتے ہیں اور محلہ کی مسجد میں مودودیوں (جماعت اسلامی والوں) کے پیچے نماز میت پڑھو۔ نمازان کے پیچے نہیں پوتی۔“ کئی آدمیوں نے تو نماز ہی چھوڑ دی۔ آپ بتائیں کیا واقعی نماز نہیں ہوتی؟ اور محلہ کی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں جا کر نماز پڑھنا میرے لئے ضروری ہے؟ مودودیوں (جماعت اسلامی والوں) کے بارے میں یہ بات ہی جا رہی ہے کہ ان لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ نعموز باللہ حضرت محمد

# قرآن اور حاملینِ نگین اور عکسی

آزاد میں صرف بہر لکھا رہنا کافی ہے۔ ڈاک خرچ خریدا رہی کے ذمہ ہو گا۔ لہذا کافی آدمی مل کر کی نسخے طلب کریں تو بندل ریل سے جا سکے گا جس میں کفایت ہو گی۔



بلانچمہ



مت衙م

قرآن نمبر ۱) ترجمہ: مولانا شاikh ul-Hadith

تفسیر: علماء شیرازی حرم عثمانی ۲) پاکستانی ایڈیشن۔ مجلد بائیس روپے۔ ہنر و سانی ایڈیشن، مجلد بیس روپے۔

قرآن نمبر ۲) ترجمہ و تفسیر: مولانا اشرف علی۔ ۳) مجلد ریگزین دس روپے۔ مجلد پلاشک گیارہ روپے۔ مجلد چرخی تیرہ روپے۔

قرآن نمبر ۴) دُ ترجمہ حضرت شاہ فیض الدین اور ولنا اشرف علی ۴) حاشیہ پر مختلف مستند تفاسیر کا خڑط۔ مجلد پلاشک تیرہ روپے۔

مجلد چرخی پندرہ روپے۔

حامل نمبر ۵) ترجمہ: فتح القدير۔

حامل نمبر ۶) حاشیہ: موضع الفتن۔ مجلد ریگزین آٹھ روپے۔ پلاشک ۹ روپے۔ چرمی دش روپے۔

حامل نمبر ۷) ترجمہ: شاہ عبدالقدوس جلالی ۷) تفسیر: موضع القرآن۔ ریگزین ساٹھے نو روپے۔ پلاشک دس روپے۔ چرمی بارہ روپے۔

حامل نمبر ۸) ترجمہ: فتح القدير۔ تفسیر: موضع القرآن۔ ریگزین آٹھ روپے۔ پلاشک نو روپے۔

حامل نمبر ۹)

جیبی سائز۔ حافظوں کے لئے خاص تخفہ۔ مجلد پلاشک

ہر دو روپے

مکتبہ تحریل دیوبند (بیوی)

# کیا ہم مسلمان ہیں؟

مسنونہ ثانی

تیرہ سال کی جھوٹی طسی عربی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے قرار تھے کہ اپنی جان کو اپنے اللہ پر شار

کر دیں۔

بچک بدر حق و ملک کا ہمارا معاشرہ خواں کھاں تھا۔ اس

معزکہ خون چکاں ہیں وہ ٹھکلی آنکھیں یہ عجیب درجیہ منظر دیکھ

تھے تھے کہ اللہ کو اپنا حقیقی اور احمد معبود قرار دینے والے اس

طح اپنے ایمان کی دولت پر اپنا سب کچھ داؤں پر لگائے

ہوتے ہے جھجک آگے بڑھ رہے ہیں اور شاریدہ پر سرماں

کے باوجود انہوں نے کس طرح اللہ کے نام پر زخم ہٹانے کیتے

اپنا سینہ کھول دیا ہے۔ یہ دیکھ کر حضرت عبد اللہ بن عمر کے

کرم سن لہو میں جوانی کی سی اگ بھڑکنے لگی۔ وہ پر جوش

عالم میں آگے بڑھے اور رسیدہ رسول خدا کی خدمت میں

باریابی کا شرف حاصل کیا۔

”میں بھی اے خدا کے رسول! میں بھی جہاد کر دیکھا۔“

وہ بے ساختہ پہنچتے ہی پکارا۔

”تم! — نہیں۔ تم ابھی بہت چھوٹے ہو۔“ خدا کے

صلح حدیبیہ کے موقعہ پر حضرت عبداللہ بن عاصمؑ ہی تو تھے جو اپنے والد کے ارشاد پر گھوڑے پر سوار ہو کر نکلے تھے مگر جب انہوں نے اچانک پینظر دیجا کہ ایک بیڑی کی چھاؤں میں خدا کے ذیوالیے خدا کے رسولؐ کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر خدا کے لئے مریضؑ کی قسم کھا رہے ہیں تو وہ بھی سیماں و شامی کرنے پار کی طرف والہانہ جھکلے تھے اور جان شاربینؑ کے اس جذبہ بیتا بنتِ ان ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دے دیا تھا جن پر اس وقت خدا کا ہاتھ تھا۔ ہاتھ کہاں گئے وہ سب لوگ جھونوں نے فسرطِ شوق و ادبے اور زستے ہوتے اس دنیا میں اپنے اللہ سے مصائب کیا تھا! اور باپ سے پہلے یہ ہشرف ملال کر لینے کے بعد جب ان کا دل ٹھنڈا ہوا تو وہ کس بے تابی کے ساتھ اپنے باپ کو یہ خبر کرنے کے لئے دوڑے تھے کہ جلدی کیجئے وہاں اس درخت کے ساتھ میں آج اتنی بڑی دولت لٹٹ رہی ہے کہ جس کے آگے خزان و ختم سے مالا مال شہنشاہ بھی سو فقروں کے فقیر اور سو کنگاروں کے کنگال ہیں۔ اے میرے باپ جلدی کیجئے!!

فتح مکہ کے عظیم اشان موقعہ پر یہ وجہ، گیسو دراز، قدر اور جوان صلاح "بیس سال کی بھروسہ پر جوانی کی تہذیب چکا تھا۔ اسوق اس کا باطنی شباب ایمان و عزمیت کی کن فلک بوسنزوں سے ہمکار تھا" یہ راز کی بات بھی ہمیں خداً خفترست نہ بتا دی ہے۔ سچ نک کی عہد آفریں ہم میں جب یہ سرکفن جا پڑتے چاؤ اور بڑی محیت کے ساتھ اپنے ہاتھ سے اپنے گھوڑے کے لئے گھاس کاٹ رہا تھا اور اس طرح ایک اونچا انسان اس "جاپور" کی خدمت سے لطف انزوں ہو رہا تھا جو جان آفری کی راہ میں جان کی بازی لگانے والوں کے لئے جان کی بازی لگائے ہوتے تھا۔ تو تھیک اس ایساں افروز وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفس ارادت سے گذتے۔ عمر بن خطابؓ کے بیٹے کو اس والہانہ کیفیت میں دیکھا تو خدا اور خوشی کے مارے آپ کا مقدرس پھرہ تحریف اللہ و مکن ہو گیا۔ بڑی ہی دل نواز مسکراہٹ آپ کے بیوس پر کھیلنے لگی اور خاص اشارہ التفات کے ساتھ آپ نوگوں سے ارشاد فرمایا:-

رسولؐ نے خدا کے اس چھوٹے سے منے کے دل میں اتنی بڑی آزاد و پر دل ہی دل میں خوش ہو کر کہا۔  
بارگاہ رسولؐ سے بہ جواب پا کر وہ مکال ادب کے ساتھ واپس تو آگئے مگر ایمانی جوش و خروش نے اس نے بعد انھیں چین سے نہ تیھنے دیا۔ وہ ایک طوفان کو سینے میں دلائے ہوئے تھے اور بڑی بے حدی کے ساتھ اس دن کا انتظار کر رہے تھے جب ان کی عمر کا قالہ ان کے جذبہ بنت گی اور عزم جہاد کی برق رفتاریوں تک پہنچ سکے۔ اس انتظار کے دوران میں اسٹلے ہی سال جنگ احمد کا بغل بجا اور یہ جانتے ہوئے کہ جسے ابھی جہاد کی اجازت نہ مل سکے گی، وہ دوسوںؐ کے لئے کمرنے کی آڑ میں اس طرح ملختے لگے جیسے کوئی جان بلب بالوں میں پکھد دن اور جینے کی دعائیں کر رہا ہو۔  
"لے خدا کے رسولؐ! — مجھے بھی جہاد میں جانے دیجئے — مجھے بھی شہید ہونے کی تمنا ہے لے خدا کے رسولؐ! ...."  
"ابھی نہیں! زبان وحی تر جان سے پھر انتظار ہی کا حکم صادر ہوا۔

انتظار! — انتظار! — آہ وہ حسین مگر جاگس اور ساتھ ہی جان نواز انتظار! !!  
آخر انتظار کی یہ طویل مدت کٹ ہی گئی اور غزوہ خندق میں جبکہ وہ پندرہ سال کی عمر پوری کر چکے تھے ان کو جہاد و عزمیت کا پروانہ راہبہاری ملا۔ ڈھانی تین سال سے جو طوفان ان کے سینے میں ہو جزن تھا وہ اس مددش انتظار کے بعد س طرح باہر آیا ہو گا۔ اس کا اندازہ آخر کیسے کیا جائے؟ مدتوں سے اب تو اللہ کو اپنا اللہ ماننے والوں کے سینوں میں موت کا ساستا ناطا طاری ہے۔ اب ہاں جنت گہاں، اینٹ پھر کی دنیا سی ہوتی ہے۔ دیبا کی جاہ عصرہ ہے اُخترت کی شیدا تیت کو دیک کی طرح چاٹ گئی اور ھنپھن پھر طرح کھاگئی۔ پھر بھیلا کوئی وہ دل و جگر کہاں سے لائے جو اس آدمی کا تصور کر سکیں جو سمجھ سے مراٹھا تھا تو ترب جاتا تھا کام کا تر پسترن سے جدا ہو چکا ہوتا تو اس کی ماری زندگی ہمیشہ کے لئے اسی سجدے میں پڑی وہ جاتی۔

بے قرار رہتے تھے کہ اپنے خون دل و جگر سے پائے رہوں کے  
نقوش راہ کو آجاکر کرتے چلے جاتیں۔ رسالتؐ کے ایک ایسے  
عقلیم فدائی میں للہیت، اخلاقی نیت اور بے لوث ادانتے  
فرض کا جو عالم ہونا چاہیے طیک وہی عالم حضرت عبداللہ بن میر  
کا تھا۔ جب تک لفڑو طغیان کی تیرہ و تارکھٹا میں جزیرہ نمائے  
عرب پر منتظر تھی اور اُمند اُمند کر آتی رہیں وہاں سیاہ  
گھٹاؤں میں ایک بکلی کی طرح تپتھے رہے اور کونتے رہے۔  
لیکن جوں ہی باطل کی یہ تاریکیاں صاف ہوئیں اور حق پوری  
آب وتاب کے ساتھ ناف زمین پر طلوع ہو گر سارے جہاں  
میں اپنی روشنی پھیلانے لگا۔ حضرت عبداللہ بن عرض اپنی تمام  
قریانیوں کو اپنے نامہ اعمال میں حفوظ کر کے سجدہ شکر کئے  
اعتناق میں چلے گئے۔ اس کے بعد وہ کو شہزادہ علوت سے زادس  
وقت نکل جب ان کی خدمات جلیل کی بنیاد پر دو بیعتی میں  
ان کو عہدہ فضا کی پیش کش کی گئی اور نہ اس وقت باہر آئے جب  
امامت کی تاریخ میں پہلی یا مسلمانوں نے مسلمانوں کے مخالف  
پیغمبر امّٹھاتے۔ یعنی ایسے بے لوث حق پسندی اور احتیاط کشی  
ان کو اپنے والد ماحد سے ورثے میں ملی تھی۔

”میں چاہتا ہوں کہ آپ عہدہ فضا کو قبول فرما لیں۔“ حضرت  
عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان سے خاص اشتیاق و اصرار کے ساتھ  
کہا:-

”میں معافی چاہتا ہوں“ حضرت عبد اللہ بن عمر نے گھبرا کر لے رہا تھا ”میں نہ دو شخصوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں اور نہ دو شخصوں کی امامت یہ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک جاہل جس کا طبقہ کاناڈو خ ہے۔ دوسرا ہد عالم جس کا طبقہ کو دنیا کی طرف ہو، اس کی قرار گاہ بھی دوڑخ ہے۔ تیسرا جو اجتہاد کرتا ہے اور صحیح راستے قائم کرتا ہے اس کے لئے نہ عذاب، نہ ثواب۔“

آخر حضرت عثمان نے ہیرت و شفقت اور عقیدت  
بھری نظروں سے اس جوان صالح کو دیکھا ”آخر۔ تمہارے  
باب پھی تو ہمیدہ تضاہ پر کام کر جائے ہیں!“

جو عجیدہ خدا پر کام جری چلے ہیں !  
جی ماں — یہ ٹھیک ہے ” عبداللہ بن عوف نے انتہائی

”عبداللہ یہ عبد اللہ!— بنادہ خدا ہے بنادہ  
خدا!!!---

نکر فتح ہو جکا تھا اور اب شکر و عبور دیت کی انہیں اپنی  
رقت انگریز حالت میں ہٹھوڑی مصلی اللہ ملیہ وسلم خانہ کعبہ میں داخل  
ہو رہے تھے۔ اس وقت اگر سامنہ بن زید، عثمان بن طلحہ  
اور سیدنا یاہل قبیلہ وہ خوش بخت حضرات تھے جو رسولؐ کے ساتھ  
ساقِ "حرم" میں۔ ابراء الحجی یاد کار میں فاتحہ نما دخل ہوئے  
تھے تو ان کے بعد۔ ان کے بالکل پیچے لگا ہوا جو حجاج بیان  
"عبداللہ" اس خطوبت تقدیر میں باریاب ہمروہ اتحادہ عبداللہ  
بن عسری تھے۔ بڑے بڑے اولو العزم صحابیوں سے پہلے یہ  
کعبہ میں داخل کی اولیت کیا کوئی معنوی نعمت تھی؟ یہ  
عبداللہ بن عمر کے لئے ان کی زندگی کی وہ مناسع ناز اور سرمایہ  
خوش تھی جس کا تذکرہ وہ بڑے خاص فخر و شکر بھرے ہے جو  
میں رہ کر فرمایا کرتے تھے، لیکن اس کا اخہراً کرتے ہوتے  
ان کے انداز سے بچن کی سی حصہ صورت پہنچتی تھی۔

”جی ہاں ان لوگوں کے بعد کسیہ میں میں ہنا سب سے پہلے  
داخل ہوا تھا۔“

اس کے بعد جہاں کہیں شہادت حق کا فلکلہ بلند ہوا  
حضرت عبد اللہ بن عکس پروانہ وادی اور حاجا پنجپوری۔ وہ حق  
کی گواہی دینے کے لئے جی تھے اور حق کی گواہی دیتے ہوئے  
جان دینے لجا ہتھ تھے۔ خبر کی ہم میں انھیں سرکفن اور جاں  
بکھ دیکھا تو خین کے غزوے میں وہ صفت آرائناظر آئے  
— طائف کے محاصرے میں وہ سینہ پر پیدا بیکھے گئے۔ — غزہ  
بنوک کی آتشیں ہم نے ان کو رواہ خدا میں آبلہ یا نیوں کے مزے  
یلتے ہوئے دیکھا۔ ان تمام ہمبوں میں ایک سطر وہ باطل  
کی پوش پر کڑی نظر رکھتے تھے تو دوسرا طرف ان کی حق  
جوئی کی والہا نہ دھن ان کے دیدہ و دل کو رسول خدا کے  
ایک ایک لفظ اور ایک لیکھل کی طرف ہمہ تن متوجہ رکھتی تھی  
— وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری شخصیت اور اس شخصیت کی  
ایک ایک ادائی دل نوائز کا خدا۔ — وحی میں آتا ریلیز کے  
لئے میتاب رہتے تھے۔ حضور کی سنت سے ان کو عشق تھا اسلئے

خدا کا شکر کیا جاتے کہ ایک شخص کسی کے ہاتھ پر خدا اور رسولؐ کے لئے سمعت کرے اور پھر اس کو فتح کر دے۔ اسلئے تم میں سے کوئی شخص فتح بیعت میں حصہ نہ لے۔ الگ کسی نے حتمت یا تو میرے اور اس کے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔ امّت کے اختلافات میں پڑتے ہوئے انھیں کسی آدمی کا نہیں اللہ رب العالمین کا خوف بیفرا کر دیتا تھا۔ ماسو اللہؐ سے اس شخص کو کیا خوف ہو سکتا تھا جس نے تیرہ سال کی عمر میں کفسٹر کی تھر مانی طاقتوں کے خلاف تلوار اٹھانے کی آزادی کی تھی۔ جس نے تلواروں کی چھاؤں میں جوانی کے دن رات کاٹے اور جوانی ہوت تک بڑے بڑے ارضی جیتاروں کے آگے اعلائے کلمۃ الحسن کرنے میں ذرا بھی نہ چکا۔ اختلافات امّت کے اس نازک دور میں ان کو میدان جنگ میں لانے کے لئے ایک شخص نے قرآن کی آمیت سے استدلال کیا کہ:-

”خدا افراتا ہے کہ فتنہ کو مٹانے کے لئے بجهاد وقت اکرو۔۔۔ تو پھر آپ۔۔۔“

”ہاں ہاں!“ حضرت عبد اللہ بن عثمن نے فوری جواب دیا ”جب فتنہ تھا تو تم لڑے۔ فتنہ یہ تھا کہ مسلمانوں کو گفاریہ امان نہیں دیتے تھے کہ وہ اپنے خدا کی عبادت کر سکیں۔ اب جو یہ خاد جنتی چھڑی ہے یہ جہاد نہیں ہے۔ تم لوگ اسلئے لڑتا چاہتے ہو کہ فتنہ پیرا ہو اور دین غیر خدا کے لئے ہو جاتے۔“

وہ جس بات کو حق سمجھتے تھے اس کے انہار میں نہ ماحول کے باوسے دبتے تھے اور شخصیتوں کا بھاری بھر کم پن آڑے آسکتا تھا۔ ججاح کی بے رحمان سختیوں کو جب انہوں نے دیکھا تو بالکل نذر ہو کر برسر عام اس کی اچھی طرح خبری اور پوری قوت سے لتاڑا۔ جب اس نے ابن زیبر پر یہ الزام لگایا کہ ”انہوں نے کلام اللہ میں معاذ اللہ تحریف کی تھی“ تو حضرت عبد اللہ بن عفر نے کہ جبار آواز میں اس کی تردید کرتے ہوئے کہا:-

”تو جب وہ بولتا ہے!۔۔۔ ابن زیبر میں یہ طاقت ہے اور بہی تجویں یہ جمال ہے کہ ایسا کر سکے!“

ان کی اس قسم کی بیبا کی وحش گوئی کے نتیجے میں اپنی جان سے انھیں ہاتھ دھونے پڑے۔ کہا جاتا ہے کہ جماں نے غیر طلاقی

سنجی۔ اور ارادت کے ساختہ وضن کیا ”لیکن جب کوئی تھمی الجھتی تھمی تو وہ اللہ کے رسولؐ کے پاس دوڑ کر چلے جاتے تھے اور اگر رسولؐ خدا کو کچھ دقت ہوتی تھی تو آئی حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھ لیتے تھے۔۔۔ مگر۔۔۔ آخرین کس کے پاس دوڑ کر جاؤ گا؟“ یہ کہہ کر وہ دارالیم کے لئے چب ہو گئے۔۔۔ شاید مااضی کی قصیں یادیں دل کر در دشناس نسوں کو چھوڑ دی یعنی یا شاید اس پیش کش کے اندر چھپے ہوئے وہ انسیت شرخ کو زانی گرفت میں لے رہے تھے جن کا تعلق اللہ کو زندگی کا حساب دینے سے ہے۔

”کیا آپے آخھر میں سے نہیں سننا؟“ آخڑاہ سرد کے ساختہ وہ پھر گویا ہوئے ”کہ جس نے خدا کی پناہ مانگی تو اس نے پناہ کی جگہ پناہ نامانگی۔ پس خدار الجھے آپ کہیں کا عالمان بنائیے“ دنوں طرف گھر اسناٹا چھاکیا۔ حضرت عثمانؐ چب چاہ اس آدمی کو تک رہے تھجھو آخڑت کے گھلٹے کے خذستہ دنیا کا اتنا بڑا اعزاز ٹھکر ارہا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے مزید صرار کرنا یہ کار او زنکیفت دہ سمجھا۔ جب حضرت عبد اللہ بن عشر جانے لگے تو ان سے اتنا وعدہ ضروریا کہ ان جذبات کا اٹھاڑ کسی اور سے نہ کریں گے۔

وہ شے جس میں ہاتھ دلانا ان کے نزدیک الگ سے کھیلنے کے ہم معنی تھا۔ امّت کے اختلافات بائیکی تھے۔۔۔ وہ فتنہ تو فساد سے خدا کی زمین کو پاک کرنا اپنا مقصود ہیات ضرور سمجھتے تھے مگر فتنہ و فساد کا ایک خاص تصویر ان کے ذہن میں ہوا اور اس کے دائروں میں اس قسم کے امّت کے اختلافات نہیں آتے تھے۔۔۔ چنانچہ امّت کا شیرازہ جمع رکھنے کے لئے انہوں نے یہاں تک کیا کہ حضرت معاویہ بن سفیان کے بعد ان کے میٹے نیزیدہ کے ہاتھ پر بھی بیعت کر لی اور یہ بیعت اس قدر سمجھ دی اور شدت کے ساختہ کی کہ جب میٹے میں فتح بیعت کا مسئلہ کھڑا ہوا تو انہوں نے اپنے ہاتھ والوں کو بیلا کر اپنا یہ اٹل فیصلہ منادیا۔

”دیکھو! میں نے اس شخص کے ہاتھ پر خدا اور رسولؐ کی بیعت کی ہے اور میں نے آخھرست میں فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ہر دھوکے باز کا ایک جھنڈا اکھڑا کیا جائے گا کہ یہ ہے فساد کی فربیکاری!۔۔۔ اور سب سے بڑا افریب یہ ہے کہ

فرما کر حضور نے صحابہ سے پوچھا:-

”بنا وہ درخت کو نہیں ہے؟“

چاروں طرف ساتا چاہیا۔ سب لوگ سوچ میں پڑ گئے تھے۔ بیان تک کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ بھی سوچ میں پڑ گئے تھے۔ مگر حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے دل میں اس کا جواب آیا تھا اور وہ بے چین تھے کہ کس طرح دل کی بات کہہ ڈالیں۔ اتنے بڑے بڑے بزرگوں کے سامنے اس وقت زبان کو لونا بھی ان کے نزدیک ایک طرح کی نازی بیجا جارت تھی۔ مشکل اپنی زبان کو روکے رہے اور منتظر رہے کہ حضورؐ کیا فرماتے ہیں۔ آخر سب کو خاموش اور تجھس پاکر حضورؐ نے ارشاد فرمایا:-

”وہ درخت کھو رکا درخت ہے۔۔۔“

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ دل ہی دل میں خوبی سے اچھل پڑے۔ ٹھیک یہی بات ان کے دل میں آئی تھی! مگر اُک رہا نہیں گیا اور اپنے والد کو یہ ماجھا سنا یا۔ یہ سُننا تھا کہ حضرت عمرؓ پکارا۔۔۔

”.....ارے! — تو پھر تو پولاکیوں نہیں آخر؟“ — اگر

تو یہ جواب پیش کر دیتا تو کیا بتاؤں مجھے یہ جواب دنیا جہاں کی کس کس چیز سے زیادہ محبوب ہوتا!.....“

حدیث بیوی کی اس قدحِ صحیح کے پوری زندگی اس خزانے کی گاہ صون ڈلنے پائے اور پاکرا پناہیں مسبر کر گئے حضرت نافعؓ جو حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی خدمت میں تین سال تک رہے اور جو ان کی زندگی کو بیجی قریبی سے ملاحظہ کر چکے تھے اپنے شاگردوں سے جذبات سے مرتعش آوازیں کہا کرتے تھے:-

”اگر اس زمانے میں این عمرؓ ہوتے تو حضورؐ کے نقوش پا پر ان دن جان و دل چھڑ کتا ہوا پاکر تم یہ سوچئے کہ شاید اس عشق میں وہ دیوار نے ہو گئے ہیں۔۔۔“

اتباع سنت کا یہ عالم تھا کہ نصرف عبادات بلکہ ان حضرت کی اتفاقی اور عالم بشری عادات کو بھی انہوں نے زندگی کے آئینے میں فرمیں کر لیا تھا۔ جب جو کو جاتے تو دنیا دیکھتی کہ جہاں جہاں حضورؐ کسی بھی وجہ سے سواری سے اُترے تھے وہاں ہاں ان کا شیدر ای ابن عمرؓ بھی بتایا ہے اُتر رہا ہے۔ جہاں جہاں

پر ایک شخص کے ذریعہ جس کے اُرذخام میں ایک زہر لیے نیزے سے زخم لگا دیا اور اسی زخم کے زہر بادستے ان کی وفات ہو گئی۔ مرستہ مرستہ بھی اپنے حق گونی میں ذرا چک گوارا نہیں۔ وفات کے قریب جب حجاج خود عیادت کی آیا اور کہا:-

”اگر حمل آور کسی طرح ہاتھ آجائما تو میں اس کی گردان اُڑ راتا۔“  
”کیا کہتے ہو!“ حضرت عبد اللہ بن نافعؓ تباخ و تن آواز میں تلاٹ سننا تھی۔ سب کچھ تھا راہی کیا دھرا ہے۔ نہ تم حرم میں سمجھ باندھنے کی اجازت دیتے اور نہ یہ نوبت آتی۔“

اللہ، اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسولؐ سے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کو دہانہ عشق تھا۔ قرآن کے حجور پر ان کے دل و دماغ گردش کرنے رہتے تھے۔ اس کی تلاوت پر اس نے کیا تھا، بلکہ تلاوت کے ساتھ ساتھ فکر و استغراق بھی ضروری سمجھتے تھے اور تکریرو استغراق کے دوش بد و شر قرآن پر یہ موبہ عمل بھی۔ مرفت زبان سے قرآن پڑھنا ان کے نزدیک خدا کی کتاب کی بجائہ میں اتنی بڑی جارت تھی کہ جس کا تصویر کرنا بھی ان کیلئے محال تھا۔ وہاں تو زبان و دل کے تاریخ جلتے تھے اور پوری حیات ایک وجہ کے عالم میں اللہ کی اس لفاظی آواز پر اللہ کی طرف روان دوام ہو جاتی تھی۔ یہی زندہ تلاوت اور نعمال حفظ قرآن کا وہ ایمان افسوس زندہ بہ تھا جس کے باعث انہوں نے بعض سورہ بقرہ پر زندگی کے قیمتی چودہ سال صرف کئے تھے۔ بچپن ہی سے عشق کتاب و سنت کا یہ داعیہ ان کے اندر سوزو ساز چیزوں رہا تھا۔ چنانچہ اس دوسریں ان کے سینہ میں معصومانہ پر قرآن کے بعض ایسے حقائق کھل جاتے اور روشن ہو جاتے تھے جن کے فیضان سے بڑوں بڑوں کے دامن خالی ہوتے تھے۔ ایک بار بیزم سالت میں اکابر صحابہؓ کا اجتماع تھا۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بھی اپنے والد ماجد کے ساتھ دہانہ شریف رکھتے تھے۔ حضورؐ نے قرآن کی بعض آیات تلاوت کیں جن میں اللہ نے کلمہ طیبہ کی مشال ایسے پاک درخت سے دمی ہے جس کی جرم پسرو طے اور شاخیں آسمان تک ہیں (ادر) وہ اپنے خدا کے حکم سے ہر وقت پھل لاتا ہے۔ یہ آیات تلاوت

عبداللہ بن عمر فر پر گھر اشتراہ دلا تھا۔ حضور سے انہائی عشق کے باوجود وہ حدیث کی روایت میں آخری درج کے محتاط آدمی تھے ڈر اکرتے تھے کہ کہیں کوئی بیٹھی نہ ہو جائے۔ جا تھہ کا بیان ہے کہ مدینے کی راہ میں میراں کا ساتھ رہا مگر تما اسستے میں انہوں نے صرف ایک حدیث بیان کی۔ امام شعبی کا تو یہ کہنا ہے کہ میں ایک سال تک ان کے پاس بیٹھا اور اس دوران میں انہوں نے ایک بھی حدیث بھجو سے بیان نہیں کی۔ حدیث تو پھر حدیث ہے، وہ تو کسی بھی معاملے میں اس وقت تک زبان نہ ہو لتے تھے جب تک جواب کی صحت و حقانیت پر کمال درجہ کا وثوق نہ ہو۔ ورنہ صفات فرمادیتے تھے "بھتی مجھے معلوم نہیں" عقبہ بن مسلم نے ایک بار کوئی مسئلہ دریافت کیا:- "مجھے معلوم نہیں" حضرت عبد اللہ بن عمر فرمادیا سیدھا سادہ جواب تھا۔

جب ان نے جواب کے لئے اصرار کیا تو پکارا گئے "تم میری پیٹھ کو جہنم کا پل بنانا چاہتے ہو کہ تم یہ کہہ سکو کہ ابن عمر نے ایسا فتویٰ دیا تھا؟"

آپ کے تین سالہ خادم خاص اور فن حدیث کے امام حضرت نافعؓ کی روایت ہے کہ ابن عمر رات رات بھر نماز پڑھا کرتے تھے، ایک ایک رات میں پوئے قرآن کی تلاوت کر کر لیتے تھے۔ رات میں جب کسی وقت آنکھ کھل جاتی تو بستر سے اٹھتے اور مصلی پر آگہ اللہ کے قدموں میں گردلتے کہ "جب روتی سے زیادہ انھیں بھوک عزیز تھی۔ روزوں سے والہا ن لگائی تھا، مگر اتباع سنت کا یہ مالم کہ روزوں میں بھی دعوت ردنے فرماتے۔ دعوت کرنے والے کے یہاں تشریف لیجاتے اور گھانانہ کھلانے کی معذورت پیش کرتے تھے۔

اپنی محبوں چیزیں راہ مولائیں لٹانا ان کی تہییت کا طریقہ امتنیاز تھا۔ جو غلام پسندیدہ ہوتا اس کو فرواؤ آزاد کر دیتے تھے اور غلاموں نے یہ ماڑیا ھال کی پسندیدگی کا معیار ان کے یہاں کثرت عبادات سے۔ چنانچہ غلام مسجدوں کے پڑھے اور حضرت ابن عمر فرمادیتے ایک ایک کر کے ان کو اس قدر آزاد کیا کہ آزاد کردہ غلاموں کی تعداد ہر ایک پہنچ گئی۔

حضور نے نماز پڑھی تھی وہاں وہاں حضور کی سجدہ گاہ پر این عمر فر بھی اپنی پُر شوق پیشانی رکھ رہے ہیں۔ حدیث ہے کہ جہاں جہاں حضور نے ہمارت کی تھی وہاں وہاں این عمر فر بھی سر کا گز کی پیر وی میں ایسا گر رہے ہیں۔

ٹھیک وہ پُر خطر نماز جب این زیارت اور حجاجؓ کی لطائی میں مگر موت اور ہلاکت کی پیٹ میں تھا۔ این عمر نے ایک دیکھا دو، حج کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ لوگوں نے پہت اربعنجی سچ سچھانی مگر وہ کہاں ماننے والے تھے۔ انھیں تو اس سنت پر عمل کی میانی ٹھیک نہیں تھی کہ اگر فوجوں نے مجھ سے روکا تو حضور کو بھی دشمنوں نے ایکبار ارادائے حج سے روک دیا تھا۔ جان پر تھیلی پر لئے ہوئے میں وارد ہوئے تو حج کے بجائے عمر کی نیت کی۔ صرف اس لئے کہ صلح حدیث کے موقع پر حضور نے جو نیت کی تھی وہ عمر کی نیت تھی نہ کہ حج کی! جہاں سنت سے یہ گروہ دیگر ہو یاں کتاب اللہ میں کیسا کیسا دل اٹکا رہتا ہو گا!

جب کبھی قرآن کی اس آیت کے روپ وہوتے کہ "جب اللہ کا ذکر چھپتا ہے تو ان کے دل میں جاتے ہیں" تو لوگوں نے دیکھا کہ این عمر فر مضمبوط جسم نے ایک زبردست ٹھرٹھری میں اور تھوڑے کاپنے لگے۔ یہ آیت تو ان کے لبوں پر آتی تو پھوٹ پھوٹ کر روایا کرتے تھے کہ:-

"کیا ان لوگوں کے لئے کہ جا میان لے آئے ہیں ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ یاد خدا آتے ہی ان کے دلوں پر لرزش دوڑ جائے؟"

ایک مرتبہ حضرت عمر فرمادیت کر رہے تھا اور حضرت عبد اللہ بن عمر را پا گوش تھے۔ جب وہ اس آیت پر پہنچ کر:-

"فَلَيْفَ إِذَا جَئْنَا مِنْ كُلِّ أَمَّةٍ لِشَهِيدٍ" راسوقت کیا عالم ہے گا جب ہم پر اُمُت میں سے ایک گواہ کھڑا کر دیجے؟ تو حضرت ابن عمر پر شدید گیر طاری ہو گیا۔ کہیاں پر مدد اک آیا اور اس قدر آنسو بہائے کر لیش و کریمان دو یعنی ترکر دیئے۔ حدیث کی فلطر روایت پر جو عید آئی ہے اس نے حضرت

اس بندہ خدا کے عجز و سر افلنت دگی کا یہ عالم تھا کہ اپنی ذرا ہی تعریف سننے کی تاب انھیں نہ تھی۔ ایک بار کسی نے تعریف شروع ہی کی تھی کہ اشٹے اور اس شخص کے مذھ میں خاک جھوٹکتے ہوئے فرمایا "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی ارشاد ہے کہ مذہ اوسے مذھ میں خاک جھونک دیا کرو۔" عجز و انسکار کے یہی جذبات تھے جو ان کو جی جان سے پیاسے تھے۔ چھوٹا ہو یا بڑا ہر شخص رسول میں پہلی کرتے طفیل این سعیب کا ہبہ ہے کہ میں اکثر یہ دیکھا کرتا کہ حضرت ابن عشر بلانا غم بازار جاتے ہیں مگر کوئی سودا سلف خرید کر نہیں لاتے۔ میں ہر ران تھا کہ یہ ماجر لیا ہے۔  
"یہ آخر آپ روزانہ بازار میں کیا کرنے کے لئے جایا کرتے ہیں؟" ایک دن انھوں نے سوال کر ہی لیا۔

"جی۔ بس لوگوں کو سلام کرنے کے لئے پلا جایا کرتا ہوں۔"  
بڑی مخصوصیت کے ساتھ ارشاد فرمایا۔

اگر کچھی کسی کو سلام کرنے میں چک جاتے تو احساس ہوتے ہی پڑتے اور اس کے پاس واپس جا کر بڑی ماجزی سے کہتے "بھائی! السلام علیکم"

کہتے بڑے تھے وہ لوگ جن کو پہنچی بڑائی کا احساس تکنے تھا! — جن کے دل کی ایک ایک دھڑکن پر اللہ کی کبریائی کی ایسی ہگری چھاپ پڑی ہوئی تھی کہ خود اپنی تعریف مندا بھی ان کی غیرت بندگی پر شاق تھا۔ جو عجز و انسکار کی شدت سے انسانوں کے آگے پچھ جاتے تھے اور ادائی شکر کی بیتا بخواہش نے جن کو نیم بسل بننا چھوڑا تھا۔ جن کو نعمتوں کی کثرت اور لذ توں کی بہتانے مخفی حقیقی سے غافل نہ کیا تھا، بلکہ ان نعمتوں کے درمیان انھیں خدا سے ملاقات کی آرزورات دن تھیں پاٹے ہوئے تھی۔ — جو نعمتوں کو پانے سے زیادہ نعمتوں کو راہ مولائیں لٹا کر خوش پوچھتے تھے۔ — جیسی ساری خدائی سے زیادہ اپنے خدا سے پیار تھا۔

— یہ تھے وہ لوگ جو سچ مج خدا کے بندے تھے۔ یہ تھوڑے خوش قصیب انسان جن کے حصہ میں اپنے نفس کی غلامی نہیں۔ — دنیا کے دنی کی کامیابی نہیں۔ — اللہ رب العالمین کی بندگی کی دولت آئی تھی۔

— اور ایک ہم بھی خدا کے بندے ہیں!

"حضرت! کسی ہوشیار شخص نے ایک دن عرض کیا۔" "یہ آزاد ہونے کے لئے بکثرت عبادت کا سوانگ رچاتے اور آپ کو دھوکا دیتے ہیں!"

پسندکر حضرت ابن عمر نے خفیت ترین نجھتاوے کے بجائے کیا ہی مخصوصانہ بات فرمائی۔ فرمایا "بھائی! خدا کے لئے دھوکا کا ہانا بھی ہمیں اچھا لگتا ہے۔"

ایک کنیز سے آپ کو بہت گہرا دلی اعلان تھا۔ میں فوراً اسکو آزاد کر دیا اور ایک آزاد کردہ غلام کے نکاح میں دیدیا۔ اس شادی کے بعد وہ بچہ پیدا ہو اس کو گد میں لیکر میں استافریا یا۔ — اور اس ایک جملے میں وہ جذبات کوٹ کوٹ کر بھر دیتے جن کی تسری بانی انھوں نے اپنے اللہ کے لئے میش کی تھی۔

"اس سے کس کی بوآتی ہے؟"

جو کھانا ذر الذیل لگتا وہ فوراً غیرین کے مذھ میں بخخار دیا جاتا۔ ایک بار بماری کے عالم میں انگوڑہ بگائے وہ بہت اچھے لگے۔ اتنے میں ایک سائل کی آواز آئی اور حضرت ابن عمر فرنے مکمل دیا کہ انگوڑہ اگر راہ میں دیدیے جائیں۔

"آپ ان کو کھا لیجئے۔ اس کو دنسرے دیدیے جائیں۔"  
لوگوں نے منت سماجت کی۔

"جی نہیں۔ یہی دیدو" حضرت ابن عمر نے برابر یہی اصرار کیا اور لوگوں کو مجبوراً بیساکی یہ غذا اللہ کے نام پر سائل کے حوالے کر دیتی پڑی۔

ایک بار پڑا عده اونٹ خرید فرمایا۔ اس پر سوار ہو کر چلے۔ اس کی چال دل کو بھائی۔ بس پھر کیا تھا فوراً اٹر پڑے۔

"یہ اونٹ" زمین پر اٹر کرف رہا۔ "قریبی کے اونٹوں میں شامل کر دیا جائے۔"

خدا اکی راہ میں اپنے اس بچھوٹا نے کا دنیا وی انعام انھیں یہ ملتا تھا کہ خدا نے لوگوں کے دلوں میں ان کے لئے عشق و عقیدت اور احترام و ادب کے جذبات کوٹ کوٹ کر بھر دیتے تھے۔ یہ زمین پر ان کی تقبیل دیکھ دیکھ کر لوگوں کو خیال ہوتا تھا کہ بجانے انسانوں پر اس شخص کا کیا درجہ ہے! لیکن خود

دستی ہے! ہم!  
ہائے ماں! کیسے مت مالتے ہیں ہم تیرے بندے  
بھی! —  
خدا! — خدا! — کیا... ہم... بھی...  
مسلمان... ہیں؟!

سرائے فانی میں یاؤں پھیل کر سونے والے!  
نعمتوں کو پاکر ہم نعم حقیقی کی یاد بہیں ستائی! —  
زندگی پر ضرور! — اور اُس موت سے گزرا جس کا  
ہاتھ ہر لمحہ ہمارے حلقہ کی طرف بڑھتا آ رہا ہے! — اس  
موت سے ڈر کر بھاگنے والے جویندے کو اس کے خدا سے ملا

## اعلیٰ خوشبویں

### گلزار سید ط

اس کی خوشبو روح جن "سے کچھ بلکی ہے بعض طبائع بلکی  
اور بھی خوشبو پسند کرتی ہیں ان کے لئے خاص تخفہ۔

- ایک توں۔ دس روپے۔
- چھ ماشے۔ سارٹھے پانچ روپے۔
- تین ماشے تین روپے۔
- دیڑھ ماشے۔ دیڑھ روپیہ

نہایت دلوازاً اور پر کیف خوشبو دل دد مانع کو  
سرور و سکین کا احساس نہیں والی۔ کافی تیز اور دیر پا۔

- ایک توں پنگ۔ باڑہ روپے۔
- چھ ماشے کا پنگ۔ سارٹھے چھ روپے۔
- تین ماشے کا پنگ۔ سارٹھے تین روپے۔
- دیڑھ ماشے کا پنگ۔ دو روپے۔

کوئی سبھی ایک یا دو تین شیشیاں طلب فرمائیں گے تو محسولہ اک ہر صورت میں دیڑھ روپیہ صرف  
اگر سرور درج تخفہ بھی ساختہ ہی ملگا تب بھی محسولہ اک یہی رہے گا۔ البتہ جو لوگ دیڑھ تخفہ  
کی تین شیشیاں ایک ساتھ طلب فرمائے ہیں وہ عطر بھی ہماراں نہ لے اک خرچ معاف رہے گا۔

## ڈاکٹر الفیض رحمنی - کی ایک نسی تلوش

### تریاق معدہ

دیوبند کے شہر طبیب الطرشفیق احمد  
کے مطلب کا خاص الخاص تخفہ

● معدے، جگڑا اور آنٹوں کی خرما بیوں میں نہایت مفید۔  
● معدے یا آنٹوں کا ارد- بدھنی لفغ۔ بخیر۔ مرود۔ جس  
ریاح قبض چاہیے وہ وقتی ہو یا زانی۔ ان سب حالتوں  
میں لفغ بخش۔ درد سر۔ دوران سر۔ نینق النفس میں بھی  
نافع ہے۔ دیر تک بیٹھ کر کام کرنے والوں کو معدے اور جل و غیرہ  
کی جوشکاریات پیدا ہو جاتی ہیں ان سب کاصل۔ خوار اک  
صرف ایک تی۔ کھانا کھائیے بعد مفضل ترکیب ستمال  
ساختہ بھی جائیگی ۲۱ دن کے گروں کی قیمت تین روپے۔  
ڈاک خرچ دیڑھ روپیہ۔ (اسے سمرے یا عطر لسیا تھا طلب کیا جائے)

## کوثر نیازی اور جماعتِ اسلامی

یہ لوگ یا تو پالیسی اور طریق کا راستے اختلاف کے باعث آنادہ خروج ہوئے یا پھر بعض ایسے وجہ سے جن کی معقولیت اور نامعقولیت کا فیصلہ عدالتی طریق پر تو کیا جاسکتا ہے مگر علمی و تکمیلی سطح پر بخوبی نہیں۔

اب کوثر نیازی صاحب نسلے ہیں۔ ان کا نکلناؤ درے سرچا خیزہ اس لئے نظر آیا کہ اپنے خروج کے اسباب عمل کی تفصیل انہوں نے پریس میں بھی لائی ضروری تھی اور ان کا ایک مطول خط انجاروں میں شائع ہوا ہے۔ اسے پڑھ کر جماعت سے اذیت پسندانہ حد تک بیرکھنے والوں نے تو چاہے کیسے ہی جشنِ سوتھن مٹا دے ہوں لیکن کسی بھی غیر جانبدار اور سلیم الطبع پڑھنے والے کو اس میں ایسی کوئی چیز نظر نہیں آسکی جس سے جماعتِ اسلامی کی اصل دعوت، محرومی قلمبر اور مقاصدِ مہمانی پر حرف آتا ہے۔ اس خط کے حروف حرف کو اگر کوئی احمد سرت زنا پا صداقت ہی مان لے تو بھی بس اتنا ہی نہیں کہ کرنے والوں کے لئے کسی قسم کا کفر نہیں کیا جاسکتا بلکن تاریخِ اسلامی کے درمیان پہلے اجتماعی ارتکادی کی تینیں فتن کی جس دعوت کو مولانا مودودی لیکر چلے ہیں اسکی پیش فتن اور کامیابی کے لئے ان سے زیادہ ہزاروں آدمی کی ہر قوت ہے۔ وہ اور ان کے موجودہ ساتھی ایسے کردار اور استعداد کے حامل نہیں ہیں جس کا تقاضا ہے کا ذکر نہیں۔

یہ سالہاں سال سے جماعتِ اسلامی کا دفاع کر رہے ہیں۔ مگر تجھی کا در حق ورق گواہ ہے کہ یہ دفاع اصولِ نظریت سترخ سے ہے ذرات و اشخاص کے تعلق سے نہیں۔ ایسی صورت میں کوثر نیازی جیسا کوئی شخص الگی ثابت کرنے

اس دنیا میں کسی جماعت سے بعض لوگوں کا خروج کوئی نادر واقعہ نہیں۔ جماعتِ اسلامی بھی اسی دنیا کی اپنی جماعت ہے۔ اس سے الگ چھوٹے لوگ وقتاً وقتاً خروج کرنے رہے ہیں تو اس میں نجیرت کی کوئی بات ہے نہ یہ خروج جماعتِ اسلامی کے عیب دار ہونے کی دلیل ہے۔

قابلِ انسانی کے میر کاروان، ہر شری خلقتُ رفت کے خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے شتم بعد خروج کا ایک طوفان آیا تھا۔ اس خروج کو "ارتکاد" کہتے ہیں۔ بیمار لوگ اسلامی جماعت سے کٹ کر حزب الشیطان کے کمپ میں جا پہنچنے تھے مگر یہ کٹا اور اسلامی جماعت سے نکل جانا اس بات کی دلیل نہ تھا کہ اسلام یا اسلام کے حامل صحابہ کہرمیں کوئی نقش تھا آج کی مصطلوں جماعتِ اسلامی سے خروج الگ ہے اسلام سے خروج نہیں بلکہ مخفی ایک تنظیم سے خروج ہے اور خروج کرنے والوں کے لئے کسی قسم کا کفر نہیں کیا جاسکتا بلکن تاریخِ اسلامی کے درمیان پہلے اجتماعی ارتکادی کی تینیں فتن پیش کرنے کا مار عاصوف اس تکہتہ کو واضح کرنا ہے کہ کسی بھی جماعت اور کمیٹی دوچار دس پانچ افراد ہی کا نہیں سیکڑوں افراد کا نکل جاتا ہی کوئی دلیل اس جماعت اور کمیٹی سے باطل اور عیب دار ہونے کی نہیں۔

تبھی مولانا امین احسن اصلاحی اور مولانا محمد منظور نعیانی وغیرہ جماعتِ اسلامی سے نکلے تھے۔ نکلنے کے وجہ جو کچھ بھی ان کی طرف سے بیان کئے گئے ان کا تعلق جماعتِ اسلامی کے مبتداء نظریات اور مقاصدِ مہمانی سے نہیں تھا

صورت میں صدر ملکت نہیں بنا جاسکتی اور اس کا تو میں کوئی تصور اپنے ذہن میں نہیں رکھتا تھا کہ کبھی ہم بھی اسلام کے نام پر ایک خاتون کی حیات میں ایسی تحریک چلا سکتے ہیں۔ چنانچہ میں نے اپنی مسجد میں موالات کا جائز دستے ہوئے سیکڑوں افراد کے سامنے قرآن و حدیث کے لائیں سے اپنے اس عقیدے کی وضاحت کی اور بعد میں بعض اخباری نمائشوں کی خواہش پر اس خطبہ کا خلاصہ اخبارات کو بھی بھجوادیا مگر اس دوران میں مجھ پر یہ اکتشاف ہوا کہ جماعت اس سے الگ لفظ نظر پر سوچ رہی ہے اور امکان غالب اس کا ہے کہ اس فاطمہ جاہ کی حیات کا فیصلہ کیا جائے گا، میں اس اکشاف پر مرسل بھی کاشکار ہو کر رہ گیا اور جماعت کے فیصلہ کے انتظار میں اس میان کو واپس لیا۔

جسے بعد میں یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آپ نے جمل سے سر کرنے جماعت کو یہ بہایت بھجوائی ہے کہ اس مشکل پر ہرگز مخدود ہزب اختلاف کا سامنہ نہ رکھا جائے آپ کی گذشتہ تحریروں کی روشنی میں ایمڈ بھی اسی بات کی تحقیقیں جب مجلس شاورت میں جیسے آئی ہیں آپ کی تحریک پر ہر کوئی سنا گئی دھنسے بعد ازاں فقط بل فقط مجلس شاورت کی قرارداد کی صورت میں اخبارات کو اسال کر دیا گیا تو میرے سوچ میں کہ انتہائی ٹھیک ہی، شاہید آپ کو معلوم نہ ہو میں یہاں یہ بھجوائی وضاحت کر دوں کہ مجلس شاورت کے جس اجلاس میں محترمہ کی حیات کا فیصلہ کرتے ہوئے اس قرارداد کو منظور کیا گیا میں اپنی غلط فہمی (یادوت کے باسے میں غلط اطلاع) کی وجہ سے شرک نہ ہو سکا۔ جب میں پہنچا تو یہ قرارداد اخبارات کو بھجوائی جا چکی تھی۔ کاش میں امورت موجود ہوتا اور اس غلط نظر یہ پر اپنے مجلس کو منتہی کر کے کم قرارداد کے الفاظ تو تبدیل کر دیتا۔ ظاہر ہے اس کے بعد "تیراز کمان رفت" والا معاملہ تھا، اب جماعتی دستور کی روشنی میں اس فیصلہ

تکلیفی طھا تجھے عیب دار ہے یا اس کے بعض ارکین پلند کیر کٹر کے مالک نہیں یا طرق کا وس کے رُخ پر اس سے کچھ پر عذانیاں ہوئی ہیں تو ہمارے لئے ضروری نہیں ہو جاتا کہ تر دیدیجی کریں اور ثابت ہی کے چھوڑیں کہ مدعا کے تمام دعوے غلط ہیں۔ ہو سکتا ہے اس کے بعض دعاوی درست ہی ہوں لیکن ان کا درست ہو تو اسی طرح بھی پہنچی نہیں رکھتا کہ جس تحریک اور فکر کی تائید و حمایت ہم کرتے آئتے ہیں اس پر کوئی حرف آگیا اور جو لوگ جماعت اسلامی کے افکار و نظریات سے بیرون رکھتے ہیں نکی کوئی تائید ہو گئی۔

ہم شاہید ایک فقط بھی کوثر صاحبؑ کے استغفار پر رد کرتے کیونکہ دریٹھ کر نظر پر یا قی اور علمی بحثیں تو ہو سکتی ہیں لیکن واقعی صداقتوں کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ کوثر صاحبؑ کے اپنے خط میں چوڑا قاعات جس انداز میں بیان کئے ہیں وہ کس حد تک مبنی برحقیقت ہیں، ان میں کتنا سچ اور کتنا جھوٹ ہے، ان کا سانیہ درویشت کہاں تک عادلانہ ہے۔ ان امور کے بارے میں کسی ایماندار انہیں تجھے تک پہنچنے کے لئے ظاہر ہے کہ انہا کو ثر صاحب کا بیان کافی نہیں۔ دنیا میں کوئی حج کسی الہم مقدسے کا فیصلہ تہاہد عی کے بیان پر نہیں کر سکتا۔ لیکن جماعت اسلامی سے ہلی بیرون رکھنے والوں ہی نے انہیں بعض سادہ لوح ختمیں نے بھی کوثر صاحبؑ کے طویل خط کو اپنے جریدوں میں نقل کر کے نہیں بجا لی ہیں اور فرط سادگی میں عقولِ سلم کا مصلحت اڑایا ہے اس لئے اس خط کے صرف ایک نکتہ پر کچھ عرض کر کے ہم واحد اخراج کر دینا چاہئے ہیں کہ معاملہ اتنا سادہ اور صاف نہیں ہے جتنا ہماہے سادہ لوح ختمیں نے سمجھا ہے۔

یہ نکتہ کیا ہے۔ اسے کوثر صاحبؑ کے الفاظ میں سُنیتے۔ وہ مولانا مودودی کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

"میں آپ سامنے انتہائی نداشت کے صاف تھوڑا پہنچے

میں بھی یہ اخبار ضروری سمجھتا ہوں کہ اپنے ھریتے علم اور مطالعہ

کی بناء پر میری نہ اسے بھی کہو جو دہ سیاسی اور جمپوری

روایات کی بات تودہ سری ہے، لیکن بشرط عورت کسی بھی

کی حمایت کا فیصلہ صادر ہونے سے قبل ہی فقط اس کے امکان سے وہ اتنے سر اسیہ بہگئے کہ اپنے خلاصے کی اشاعت مروائے پر سپرد نہیں ہونا ضروری تھا۔

جماعتِ اسلامی اگر وہ اس کی کیونٹ تبلیغِ جیسی کوئی یہم ہوتی جس کے باقی میں اختیار و قوت کی بآگ ڈور ہوتی اور مولانا مودودی اس طالبین جیسے قاہر و جاہ سلطان پرستے قب توبیات قریں تیاس ہو سکتی تھی کہ ایک شخص اپنے ایسے خالی کی اشاعت سے خوف زدہ ہو جائے جس کے خلاف تکلیف ملے ہونے کا امکان ہے۔ ماضی بعد بلکہ اصل درسل کے "جرائم" میں احتساب اور ان پردار و گیر کی داستانیں اس طالبین سے تب تک مشروب ہیں لیکن کسی اور ملک میں ایسا نہیں ہوتا۔ پھر جماعتِ اسلامی تو صاحب اقتدار بھی نہیں۔ صاحب اقتدار ہونا تو کجا وہ اتنی بھی طاقت نہیں رکھتی کہ اپنے اوپر اتهام تراشنے والوں اور صریح ظلم کرنے والوں کا بال بھی بنتکا کر سکے۔ پھر آخر کیا وجہ موسکتی ہے کہ کوئی صاحب فقط امکان ہی دیکھ کر اس نے برازندہ برازندہ بھگتے

حالانکہ اگر بچ مجھ وہ ایمانداری کے ساتھ علم و بصیرت کی روشنی میں ناطر جماعت کی حمایت کو خلاف شرع تصور کرتے تھے تو جس وقت اپنیں اس امکان کا اور اک ہوا تھا کہ جماعت اس کے بر عکس فیصلہ کرے گی اس وقت اپنے مرسلا خلاصے کی اشاعت رک کرنے کے عوض ان کی انتہائی خواہش یہ ہوئی چاہئے تھی کہ خلاصہ جلد از جلد شائع ہو جائے تاکہ جماعتِ اسلامی اگر حقیقتاً بھی کوئی جلال اور جبار جماعت ہے تو بھی ان کے لئے یہ معقول غدر موجود ہے کہ میرا خلاصہ تو جماعتی فیصلے سے قبل کی بات ہے۔

دوسرا پہلو یہ قابل غور ہے کہ جماعتِ اسلامی کے امیر

اور ارکین کو کوئی رکے اعتبار سے چاہئے کوئی کیسا ہی لیوز کرے لیکن یہ حقیقت تو دوڑائے کی تھیں نہیں کہ جماعتِ اسلامی اخوی فوز و شلاح کی خاطر اسلام کو دنیا میں غالب اور سر بلند کرنے کے تحیل پہنچی سے۔ اس میں جو بھی داخل ہو گا وہ قدر نہ ایسا ہی تھا ہو گا جسے گناہ و تواکے فلسفے پر منتدا سے لیکن اور آخرت کے محاسی پر پورا پورا اوثوق ہو۔ کوئی جبار اگر اسی لیکن و وثوق کو لئے ہوئے جماعت میں داخل ہوئے تھے تو کیا وجہ ہے کہ ناطر جماعت

کی تائید پر مجبور تھا اور جس راستے کوئی دلائل کی بناء پر مرجح بلکہ فلسطین اخدا ب صرف اس لئے کرو وہ بطور شرعاً باداً منظور ہو گی ہے۔ جماعت اور مجلس شوریٰ کارکن ہونے کی وجہ سے میں تحریر و تقریر کے ذریعے اس کی تائید و توثیق کرنے لگا۔

مولانا۔ میں بہت لگاہ گار ہوں گے میر نہیں دیگر کے لئے ایک طرف اور یہ ایک لگاہ دوسری طرف کے میں نے جس بات کو سرگاد دست نہیں کیا تھا صرف جماعتی تو اعداد و ضوابط کی وجہ سے اس معصیت پر مجبور ہو گیا کہ اب اس کی خانندگی کروں؟

المذمیرے اس جرم کو معاف فرمائے ورنہ دترتا ہوں کہمیں اس جرم کی وجہ سے میرا دل رہے ہے ایمان ہی سے محروم نہ ہو جائے۔ تَعْذُّبَ اللَّهِ مِنْ شَرِّ وَسْأَلَ مِنْ حَسْنَةٍ وَمِنْ سَيْئَةٍ أَعْمَلَ النَّاسُ

یہ تن کی ترجیحے اور شرح کا محتاج نہیں۔ اس میں جمایک تشریعاً حججی نہایت صفائی سے اپنی مناقبت کا اعتراف کیا ہے۔ لیکن طرفہ تماشا یہ ہے کہ مسلط اور نفعیات کے زاویوں سے غور کیجئے تو یہ اعتراف بھی بجا سے خود ملکا ز نظر نہیں آتا۔

اندازہ تو فرمائیے۔ کوئی صاحب اپنی تصریح کے مطابق مس فاطمہ جماعت کی حمایت کو خلاف شرع تصور کرتے ہیں ولپٹے ہو تو قفت کی لشیر میں اپنے خطبے کا خلاصہ بھی اخبارات کو بھجو دیتے ہیں، لیکن اس کی اشاعت سے قبل ہی اپنیں اس بات کا امرکا نظر آتا ہے کہ جماعتِ اسلامی فاطمہ جماعت کی حمایت کا فیصلہ کرے گی تو فوراً اس خلاصے کی اشاعت مروادیتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ جب انہوں نے اپنے بیان کے مطابق فقط ایک اخبار کو نہیں بلکہ "اخبارات" کو یہ خلاصہ بہارے اشاعت ارسال فرمادیا تھا تو ہر جگہ اس کی اشاعت روکنے کے لئے اپنی خاصی بھاگ دوڑ کرنی پڑی ہو گی۔

اپنے بیانیا جائے کہ اگر واقعۃ و علم و تفہیم کی روشنی میں اس تصحیح تک پہنچ تھے کہ فاطمہ جماعت کی حمایت خلاف شرع ہے تو یہ کیسے ممکن ہوا کہ جماعتِ اسلامی کی طرف سے فاطمہ جماعت

اور رضائی اکی کی طلب اور تہتا ایکیں جماعتِ اسلامی میں لائی ہوتی تو کسی صورت بھی وہ ایسا نہ کرتے جب کہ کوئی اور دنیاوی مقادس منافقت اور عصیان شعراً پر اگسٹے والا موجود نہیں تھا۔

اس صورت حال سے نفیات کا کوئی بھی طالب علم صفا اندان کر سکتا ہے کہ ظاہر دین افراد خلبات دینے اور اپمان آفروں مضمایں لکھنے کے باوجود کوئی تر صاحب کی آخرت پسندی اور دینی حیثیت کس منزل میں ہے۔ وہ فاطمہ جناح کی حمایت کے موضوع پر ارباب جماعت سے دست و گیریاں ہو جلتے اور پھر اسی اختلاف کی بنیاد پر استغفار دینیتے تو یہ ایک محفوظ بات ہوتی لیکن جو شکل انہوں نے اختیار کی وہ تو صاف طور پر یہ بتا رہی ہے کہ عقیدہ آخرت کے مابین میں ان کا ذہن بھی سخیر نہیں ہوا اور عذاب و ثواب کے فلسفے نے کبھی ان کے قلب میں جڑ پکڑا۔

اور مبنی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں جماعتی دستور کی رو سے جماعت کے فیصلے کی تائید پر مجبور تھا۔ لیکن یہ صرف یہ فلسفہ بیانی ہے۔ جماعت کے طریق کار میں باضابطہ یہ گنجائش موجود ہے کہ اگر کسی رکن کو جماعت کی کسی پالیسی سے اتفاق نہیں ہے تو وہ غیر جانبدارہ کریم دستور رکن جماعت رہ سکتا ہے اور اسے تعزیز میں کام کر سکتا ہے جن سے اسے اختلاف نہیں ہے۔ اس گنجائش کے ہوتے ہوئے کوئی تر صاحب کی توجیہ عذر لٹک کے سوا آخری سمجھی جلتے۔ علاوہ ازین چلتے مان لیا کہ آپ جماعتی فیصلے کی تائید پر مجبور ہی تھے لیکن جبری تائید اور پرہناؤ رغمتہ تائید میں فرق نہ ہوتا ہے۔ بلیں ناخواستہ تائید کرنے والے کیا ایسے ہی ہوتے ہیں کہ دھڑادھڑ مضامین بھی نہیں، نفتریہ بھی کریں اور کتابچے بھی تصنیف فرمائیں۔ جبر کے سلسلے میں روس دنیا کا بدنام ترین ملک ہے لیکن وہاں بھی اس سے زیادہ نہیں ہو سکا کہ مخالفوں کے ہونٹوں پر فصل چڑھا رہی تھے۔ جماعت اسلامی کا طلبی جبراً اگر اسلام کے جبراً کام پر مجبور تھا جب بھی آپ زیادہ سے زیادہ اس پر مجبور ہو سکتے تھے کہ مگر اس اضافہ بناتے کہ جماعتی فیصلے پر صاد کر دیں، لیکن اپنے شہاب کو جماعت

کی حمایت کو خلاف کی شیع تصور کرنے کے باوجود داس قدر سرعت اور شدت سے تصور حمایت بن گئے کہ جماعت کے فیصلے کا بھی انتظار نہ کیا، حالانکہ اگر واقعہ ان کے ذہن و تدب فلاح آخرت ہی کی اساس پر جے ہوتے ہوتے تو منظر یہ سامنے آتا چاہئے تھا کہ جماعتی فیصلے کے بعد بھی وہ اپنے سا تھیوں سے لڑ رہے ہیں۔ بھیں کمر رہے ہیں۔ اپنے موقف کی دلیلیں دے رہے ہیں۔ یا میں کم یہ تو ہوتا ہی چاہئے تھا کہ وہ فاطمہ جناح کی موافقت و مخالفت کے موضوع پر خاموش ہو گئے ہیں۔ یہ کون نظر یہ سامنے آتا ہے کہ بھی جماعت نے دلوں کی خیلہ بھی نہیں دیا۔ صرف آثار ہی سے یہ سمجھ کر کہ جماعت کیا فیصلہ دینے والی ہے کوئی صاحب اپنے موقف سے در صرف دستبرداری دیدیتے ہیں بلکہ اپنے قلم اور زبان کی ساری تو انسانیات فاطمہ جناح کی حمایت میں پھانی شروع کر دیتے ہیں اور اتحادی جنگ کے خاتمے تک کھپاتے رہتے ہیں۔ یہ عجیب و غریب صورت حال ہے۔ ایک شخص یوں کہے کہ فلاں دنیاوی مقاد اور حرص و طمع کی رو میں مجھ سے گناہ کا ارتکاب ہو گیا تو بات سمجھو میں آئے والی ہے مگر جماعت میں شمولیت کا واحد مقاد اور مقصد ہی فلاح آخرت ہو اس کا کوئی مشرک اگر پہلی ہی فرمادی میں ایسی تگ و دو پر راضی ہو جائے جس کے بارے میں اسے تلقین ہو کہ خلاف شروع ہونے کی وجہ سے وہ عذاب آخرت کا مجب بننے کی تو سوائے اس نے کیا کہا جا سکے جا کہ جماعت میں سکے داشت کی شعوری یا تاخت الشعوری وجہ فلاح آخرت نہ تھی بلکہ سمجھا اور تھی۔ وہ شروع ہی سے اس جماعت کے بیانی مقصد اور لذب العین کے بارے میں تخلص نہ تھا۔

فللاح آخرت پر جنم والوں کی تاریخ تو ہمیشہ یہ رہی ہے کہ عقوبات اور جماگسل مہاباٹ جیل کر بھی وہ اس موقف سے نہیں ہٹتے ہیں جسے وہ حق بحق تھے مگر کوئی تر صاحب کے معاملہ میں یہ نظر آ رہا ہے کہ وہ فلاح آخرت کی خاطر جماعتی فیصلے سے اختلاف تو کیا کہ تے فیصلے سے قبل ہی شخص امکان دیکھ کر ملا تکلف اس کام میں جلتے گئے جو ان کے اجڑاکی رو سے شریعت کے خلاف اور عذاب الہی کا مستوجب تھا۔ ظاہر ہے کہ فلاح آخرت

کام کردار و جرأت اور شہادت و لبھالت کی سلسلی  
چاہتا ہے۔ اسے ایسے سرچاہینیں جو کٹ تو جائیں مگر  
باطل کے آئے چھکیں نہیں۔ غالبے خوب کہا تھا:-

دھمکی میں مر گیا جو شہ باب نبرد تھا

- عشق نبرد پیشہ طلبگار مرد تھا

اس سے زیادہ فی الوقت بھیں کچھ کہنا نہیں۔ البتہ

اونچی سے آیا ہوا ایک خط پڑو رہی ناطقین کریں گے  
جس کے لکھنے والے ہیں جناب عبد الرحمن حسن بن می  
آپ (تفاق سے) کوثر صاحب کے ہم زلف ہیں یعنی دونوں کی  
بیویاں آپس میں ہیں ہیں ہیں۔ اس رشتے کی موجودگی میں یہ  
نہیں کہا جا سکتا کہ بزرگی صاحب کے خیالات و آراء فقط  
قیاس آدمی پر مبنی ہوں گے۔ وہ کافی قریبی مطالعہ کے  
بعد انہمار رائے کر رہے ہیں۔ بعد امام اظہر (والعلم)  
عند اللہ۔

## خط جناب عبد الرحمن بن می

مکرمی و مخترمی مولانا عامر عثمانی صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

جناب کو قریبی ازی صاحب بے جماعت اسلامی سے  
مستغفی ہونے پر جو بیان دیا ہے اور مولانا مودودی ظلاء  
سے اپنی جو مراہلہ شائع کی ہے اسے بعض حلقوں میں  
بہت اچھا لاجار ہے۔ وہ حلقة کو مولانا مودودی سے  
حد و بعض اور جماعت اسلامی سے کہیں وہ جن کامیوں  
ہو چکا ہے، ہمیشہ اس تاک میں رہتے ہیں کہ کب انھیں  
جماعت کے خلاف دل کی بھرطہ اس نکالنے کا موقع ملے  
ان حلقوں میں کوثر صاحب کا مستغفی باقیوں ہا تھیا لیا گیا  
ہے اور مختلف عنوانات کے تحت اس کی اشاعت پر  
اشاعت ہو رہی ہے۔ بعض کم طرف اور تنگ نظر جا سد  
اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ عنوانات میں کوثر صاحب کو

"مولانا" اور مولانا مودودی کو فقط "مودودی صاحب"  
لکھ کر اپنے لئے پن کا ثبوت فراہم کر رہے ہیں۔

موقوف کامناد بنا دینا اور اسی موقوفت کی تائید میں دوسرا سے پرچوں  
سے بصرف مقالات نقل کرنا بلکہ انھیں ابھارنے کے لئے انپر نوٹ  
بھی دینا کیا دست عبرتی کا کوشش تھا۔

منصف مراجح حضرات ملا حظیر فرمائیں۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۷۴ء  
کے شہاب میں تقریباً ڈھانی صفحات پر تخلی سے نقل کی زحمت فرنٹ  
ہیں جس کا عنوان ہوتا ہے:-

"عورت کی امارت کا مسئلہ اور اہل علم کی بے داشتی"  
چلئے یہ بھی مان لیجئے کہ جماعت اسلامی کے اس طالبوں نے  
تجھی کا یہ شمارہ نشان لگا کر دیدیا ہو گا کہ فلاں مضمون نقل کر دیا جائے  
ورنہ ترندگی اجیرن کر دی جائے گی، لیکن کیا وہ نوٹ بھی ایک مجبور  
ہی ذاتی کی تراویش ہے جو اس مضمون پر کوثر صاحب نے دیا ہے۔ بلا خطر  
ہو تو نوٹ یہ ہے:-

"دیوبند (بھارت) کے مشہور علمی اور دینی اہنامہ "تجھی" نے  
اپنی دسمبر کی اشاعت میں تفصیل سے "عورت کی سربراہی" کے  
مسئلہ پر اظہار خیال کیا ہے۔ تخلی کے مدیر مولانا عامر عثمانی اپنے  
زوردار انداز نگارش اور مفرض طرز اندال کی وجہ سے موجودہ  
اہل علم و ادب میں ایک نایاب مقام رکھتے ہیں۔ ان کا یہ قلاعی  
اخنی ایمازی خصوصیات کا حامل ہے اور پرے کا پورا پڑھنے سے  
تعلق رکھتا ہے۔ ذیل میں اسیں قیمت مقالہ سے چند اقتباسات  
پیش کئے جا رہے ہیں۔"

خدائی کے لئے فیصلہ فرمائی کیا ہے نوٹ ایسا کوئی مشخص لکھ سکتا ہے جو  
دل سے نہیں بلکہ بادل ناخواستہ کسی موقوفت کی بان میں اس طارہ ہے۔  
اس سے قبل ۲۹ دسمبر کے شہاب میں بھی تخلی سے اسی نوع پر  
نقل کی تکلیف گوار اکی جاتی ہے۔ اس پر نوٹ تو کچھ نہیں لگر گیوناں  
ستبل ہمارے مضمون کی ایسی چند سطریں نمایاں کی جاتی ہیں جو ماقبل کی  
نگاہ میں خصوصی اہمیت کی حامل ہیں۔ کیا یہ طرز عمل مجبوراً نہ حمایت کرنے  
والوں کا ہوتا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ مجبوری کی وہ کوشی ما فوق القطر  
قسم ہے جس سے کوثر صاحب کو واسطہ پیش آیا ہے۔

- اچھا ہی ہوا کہ موصوف جماعت اسلامی سے الگ ہو گئے۔  
خدا کرے اور بھی وہ لوگ جلد الگ ہو جائیں جن کی بے کرداری اور  
نفاق و بذریعی کا عالم یہ ہو۔ اقامتِ دین کا شکل ترین

میں مبتلا تھے اور اپنی اصل صلاحیتوں سے اپنے آپ کو بہت زیادہ ذہنی صلاحیت تصور کرتے تھے۔ علم دین، خطابت اور صحافت کے میدان میں وہ جماعتِ اسلامی کے بعین ان رہنماؤں سے ایک طرح کا جذبہ رقابت رکھتے تھے جو ان میں اذوں میں کوثر صاحب سے بہت زیادہ آگئے تھے اور جنکی صلاحیتوں کا اپنوں اور دوسروں کو یکساں اعتراف تھا۔

اس سلسلے میں ایک اقمعہ عرض کر دوں۔ میں نے کوثر صاحب کی ایک تقریر اور متفرق کلام کو ریکارڈ کر لکھا تھا پنجاب یونیورسٹی لاہور میں اسلام اور اصلاح معاشرہ کے عنوان پر ایک مجلس مذکورہ منعقد ہئی جس میں لاہور کے حنفی ممتاز فضلا میں تقریریں کیں جن میں جماعتِ اسلامی کے ایک مذکورہ خطیب، ادیب، شاعر اور صحافی بھائی شامل تھے۔ ان کی تقریرِ مسٹن کامیاب رئے تھے وہ پہلا موقع تھا۔ میں اس پورے مذکورہ کو بھی ریکارڈ کر لیا۔ کوثر صاحب سے اس کا ذکر آیا تو انہوں نے سب سے پہلے انہی نامور مقرر کی تقریر سے متعلق پوچھا کہ کسی رہی؟ میں نے اُس کی تعریف کی تو قدر سے بیزاری کے لمحے میں فرمایا کہ ”اہ! وہ تو پوری تیاری کرنے والے ہیں!“ (۲) مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کے متعلق ان کا خیال تھا کہ مولانا نے یہی مسائل میں اپنی آراء کا اظہار کر کے دعوتِ اسلامی کو اختلافی دعوت بنادیا ہے۔ اُنھیں چاہئے تھا کہ حسن البنا شہید رحمۃ اللہ علیہ کے طبق پر اپنی دعوت کو اسلام کے مقابلہ تک محدود رکھتے۔ اگر الیسا ہوتا تو آج جماعتِ اسلامی کی مقبویت بہت زیادہ ہوتی اور پاکستان کی حکومت ”ہمارے ہاتھ میں ہوتی۔“

وہ فرماتے تھے کہ مولانا مودودی مالاک غیر کے درروں پر ان رفتار کی اپنے ہمراہ لے جاتے ہیں جن کی ظاہری وجہت کچھ نہیں۔ ان سے زیادہ وحیہ اور ہرا اعتبار سے موزوں تر لوگ جماعت میں موجود ہیں، لیکن مرلننا ان کی جانب توجہ نہیں کرتے۔

جماعت کی سکریٹریٹ بہت غیر موزوں ہاتھ میں ہے۔ اس کے لئے بھی مولانا کو موزوں ترشیحیت کا تقدیر کرنا چاہیئے وغیرہ

کوثر صاحب سے میرے پر غلوص دوستانہ تعلقات دس بارہ سال پر انسے ہیں۔ پھر ان سے قریبی رشتہ داری کا تعلق بھی فائم ہوا۔ پاکستان میں میرے جن دوستوں کو استعلقہ کا علم ہے انہوں نے کوثر صاحب سے استحقی اور متعلق بھی خطوط لکھے ہیں۔ اس سلسلے میں یہ عجیب اتفاق ہے کہ جن احباب کی کوشش صاحب سے بالمشافہ واقفیت ہے اُن سبکے تاثرات کم و بیش یکماں ہیں اور میرے ذاتی تاثرات سے متفق ہیں جو اجتن کوثر صاحب سے ذاتی طور پر واقف نہیں ہیں اور بعض ان کے بیانات ہی بیکھڑے ہیں انہوں نے مختلف قیاس آرائیاں کی ہیں۔

کوثر صاحب سے چونکہ اپنے بیانات میں بہت سے غلط تاثرات دینے کی دانتہ کو شکش کی ہے۔ لہذا یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں اپنے تاثرات اجمالی طور پر بیش کم دون۔ میرے یہ تاثرات کوثر صاحب کی اجتماعی زندگی اور ان کے جماعتی لفکار پر مشتمل ہیں۔ ان کی ذات کو درمیان میں نہیں لایا گیا۔ ذاتی تعلق ان سے فائم ہے اور قائم رہے گا۔

کوثر صاحب کے استحقی کی خبر اور اس سلسلے میں ان کا مختصر بیان سے پہلے میں نے ردیل پاکستان پرستا یہ خبر میرے لئے بالکل اچانک تھی، لیکن غیر متوقع ہرگز نہیں تھی۔ جس کے مندرجہ ذیل وجوہ ہیں:

کوثر صاحب ایک دلاؤنیر اور موثر شخصیت کے مالک ہیں۔ غیر معولی طور پر دہیں اور تقریر و تحریر کی اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ ان کی باقاعدہ تعلیم الگرچہ زیادہ نہیں لیکن اپنی خداداد صلاحیتوں کے طفیل انہوں نے علمی، ادبی اور صحافتی میڈیا میں اپنے لئے ایک ایسا مقام پیدا کر لیا ہے جو عموماً برسوں کی جگہ سوژی کے بعد حاصل ہوتا ہے۔

۱۹۷۶ء کے آغاز میں رام الحروف پاکستان گیا تو تقریباً دو ماہ تک کوثر صاحب سے شب و روز کا ساتھ رہا اور ہر دو نوں کو ایک دوسرے کو تریسے دیکھنے کا موقع ملا۔ اسی ربان میں کوثر صاحب کی جماعتی زندگی کے بارے میں میں نے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کئے:

(۱) کوثر صاحب اپنی صلاحیتوں کے باسے میں نہایت رعن

صدر ارتقی انتخاب ہیں "جس قسم کی اپوزیشن کا کمردار ادا کیا ہے اور ارباب اقتدار کو اپنا حلیف بنایا اور خود جس طرح ان کے حلیف بننے ہیں اس کے بعد اعماقی دین کی حیثیت سے ہمارے لئے ملک میں کام کرنے کی کوئی صورت موجود نہیں۔" اجارات میں یہ بڑھی آئی تھی کہ جماعت اسلامی کا ایک واقع محرمتہ فاطمہ جناح صاحبہ کو اپنے تعاون کا قیم دلانے کے لئے ان سے ملائی ہوا تھا۔ اس وفد میں کوثر صاحب بھی شامل تھے۔ انہوں نے کم از کم اسی حد تک عدم تعاون کیا ہوتا کہ فاطمہ جناح صاحبہ سے دست ملے ہوتے۔

کسی جماعت کی ناظراہر شکست کے بعد "ابن الرقت" اور "مقدار برست" فرزانوں کو اس طرح فوری پوش آہی جایا کرتا ہے جس طرح کوثر صاحب کو اگایا ہے۔

کوثر صاحب نے علاقوں کے عکس پر بھی طعن کیا ہے لیکن کل ہی کی تو بات ہے کہ انہوں نے شہاب کا ایک شاندار غلاف کعبہ نمبر شائع کیا تھا۔ غالباً شہاب (جو بلا شرکت غیرے انکی ملکیت ہے) کا وہ نمبر بھی کسی نہ ترقی کر کے جبراً شائع کر دیا گیا۔ وہ آج عدالتون سے رجوع کرنے کا بھی طعنہ دے رہے ہیں اور ایسے مقدمہ میں جو پاکستان گیر اہمیت ہی کا نہیں، میں والا تو ای اہمیت کا حامل تھا اور جس کی تشریب کرتے ہوں، ملک تک شہاب کے خاص نمبر شائع کرتے رہے اور ان پر اَللّٰهُ تَطْعُّمُ فِي الْمِيزَادِ کی آیت درج کرتے رہے ان کے فیصلوں کو "تاًریخ کے اہم ترین فیصلوں میں شامل" قرار دیتے رہے جیھیں کوئی بھی دور کی درخشندہ عدالتی روایات مقابلے میں نہیں کیا جاسکتا ہے۔

کوثر صاحب نے بھی تحریر فرمایا ہے کہ "عبدات میں ہم لوگ سخت تسامیں کا شکار ہیں" اس باب میں مجھے کچھ عرض کرتے ہوئے سخت نہامت ہے کہ خود اپنا تسامیں نظر میں ہے، لیکن کوثر صاحب کی بھی رسماں معاملہ میں میں نے مستعد نہیں تسامیں ہی پایا ہے۔ انہوں نے دوسری مصروفیات کے درمیان نازاد بھی کی ہے تو اس طرح جیسے کسی عادت کو طوغا و کمر کر دیا کیا جا رہا ہے۔

مولانا مودودی اس دور کی مظلوم ترین پستیوں میں سے ہیں۔ ان کا شیوه ہمیشہ یہ رہا ہے کہ

مندرجہ بالا قسم کی باتوں اور دوسری لفظوں سے جیھیں میں یہاں دہراتا ہیں چاہتا ہیں نے یہ محسوس کیا تھا کہ کوثر صاحب جماعت میں کسی اوضع منصب کے خواہشمندی نہیں تھے بلکہ اپنے آپ کو اس کا حق بھی شدت سے سمجھتے تھے۔ وہ جماعت کے نام اور کام کو اپنا ذاتی اثر و سوخ پیدا کرنے اور اسے فروغ دینے میں استعمال کرنے کا فن بھی خوب جانتے تھے جماعت اسلامی حکومت کی نظر میں تو ان دونوں بھی معنوں تھی۔ بلکہ ارشل لار کے تحت کالعدم قرار پاچھی تھی لیکن عموم کی مولانا مودودی سے محبت اور جماعت سے ہمدردی کے پیش نظر ذاتی اثر و سوخ پیدا کرنے کے بہت سے موقع میتوڑتھے۔

کوثر صاحب کی باتوں میں یہ تباہی مخفی سے بولتی تھی کہ مولانا مودودی اخیں بیرون ملک کے دروں پر اپنے ہمراہ لے جائیں ارضیں وہ بیرون پاکستان کے ایسے سر زادہ اسلامیوں سے براہ راست رابطہ قائم کرنے کے بھی خواہش من نظر آتے تھے جو تبلیغ اسلام کا جذبہ رکھتے ہوں۔

کوثر صاحب کی زندگی کے عوامی پہلو کا یہ بہکساخا ک پیش کرنے کے بعد ان کے بیانات میں سے چند نکات پر کچھ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

مولانا مودودی مظلوم کے خلاف انہوں نے جو ادامت عائد کئے ہیں ان میں سرفہرست عورت کی سر بر اہمیت کا مسئلہ ہے۔ اس مسئلے میں اخیں جماعت کے موقف سے اختلاف تھا تو انہوں نے اس کا بروقت اخبار کیوں نہ کیا۔ وہ اس باب میں خاموش ہی رہتے تو آج ہیں یہ باور کر سکتے تھے کہ وہ جب کے تحت اختلاف ظاہر نہ کر سکے۔ لیکن اس کے عکس وہ اس مسئلے میں جماعت کے موقف کے بلند بانگ قیقب بنے رہے۔ انہوں نے اس موضوع پر ایک رسالہ تبلیغ فرمایا اور شہاب میں اس کا اشتہار دے دے کر اسے خوب پھیلایا۔ حالانکہ رسالہ تبلیغ اور شہاب میں اسے مشہر کرنے پر اخیں نہ مولانا مودودی مجبور کر سکتے تھے نہ جماعت اسلامی! لیکن جب آمریت کے جبریتے جماعت کو صدارتی انتخاب کے حاذ پر ناظراہر نہیں ہوئی تو کوثر صاحب کو یہ نظر آنے لگا کہ ہم نے

## تاجیخ دعوت و عزمیت

مولانا علی میان ندوی کی شہرت یا نام اور تقبیل ترین کتاب جو علم و بحیرت اور حسن بیان کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ امت کے مشاہیر علماء، فقہاء، مفسرین و حدیثیں اور صوفیا اور مشائخ کے کارانہوں کا دفتر۔  
حضرت اول غیر مجلد سارٹھے چھروپے (مجلد آٹھ روپے)  
حضرت دوم غیر مجلد سارٹھے چھروپے (مجلد آٹھ روپے) حضرت سوم مجلد چھروپے

مکتبہ تجھی۔ دیوبند (بیوپی)

الزام تو تسلیم گے زبان سے زکہیں گے  
مضبوط ہے ترے پرہہ الزام میں کیا کیا  
لیکن حضرت احسان دانش صاحب بکایش عرشایران کی  
منظومی کی پچھہ ترجیحی کر سکے۔  
چھوڑے ہیں سلکتے ہوئے پچھدار غ نشان  
جس جس نے مرا چند قدم ساختہ دیا ہے  
عبد الرحمن بر زمی

- بیجاہ کا کام کرنے والوں کے  
لئے بہترین دوست۔

- رو ہے۔ سرفی۔ دُصند۔ جالا  
چھولا۔ سفید موتیا۔ آنکھوں کے  
آنگے ترم رے اڑنا۔ آنکھوں سے  
پانی بہنا۔ غرض اندھے پن کے  
بوا آنکھوں کے جلد امراض میں

- بغیر کسی مرض کے بھی اسے استعمال کرتے رہے بیجاہ د  
رگرے گی تھکے گی۔

- دُھکتی ہوئی آنکھوں کے سپوٹوں پر سوتے وقت اسکا  
لیپ کیجھے آپ پیکھ کر لگائی ہی سچ کتنا نایاں فائدہ نہ لتا ہے۔

انہائی خوبی یہ ہے کہ اپنے بیش بہا فائد کے باوجود  
آنکھوں میں لکن اور کر کر انہیں بلکہ سکون اور ہندک بہنچاتا ہے۔

محصول پیکنگ

دیڑھروپہر

۴ ماشہ  
تین روپے

ایک تولہ  
پانچ روپے

کوئی سی بھی میں شیشی ایک ساتھ منگانے پر محصول دیکنگ معاف

دار الفیض رحمانی۔ درجت بلڈنگ۔ دیوبند۔ پ۔ پ۔  
U.E.

سرموں کا بادشاہ

طب قدیم کا ایک نادر شاہکار

اسکا استعمال آخر عرب تک

ہینانی کا تحفظ اور امراض کی

درافت کرتا ہے۔

رات کو استعمال کیجئے

تو وہ بھرائی آنکھوں میں

تروتازگی اور نکھار محسوس کر لے

شرستے کے ساتھ ہماری مخصوص

جتنی سالائی ہاتھ پیٹھیں طلب کیجئے

تاجر حضرات  
شہر الطائفی  
طلب فرمائیں

## تبیغی جماعت

.....  
.....

تبیغی جماعت والوں میں خاص طور پر مولانا ناظم نعماں کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ جماعت زبانی یا نظر یا تی طور پر سمجھیں آنے والی چیز نہیں ہے۔ بلکہ جو شخص بھی ایک اسلامی جماعت میں عملی طور پر شریک ہوا۔ وہ تہیشہ نہیں کرے لے تبیغی جماعت کا ہو گیا۔ اس نے تبیغی جماعت کو سمجھنے کے لئے مترکت لازمی شرط ہے اس سلسلے میں انھوں نے کہی ایک معجزاتی قصہ کہا۔ اس بھی سنائیں۔ بخوبی طوالت حذف کرتا ہوں، مولانا منتظر نعماں نے میرے ایک دوست کا اخباری انتڑو یا ایک الک موضع بحث ہے۔ مولانا شہر بر پانور میں ایک دینی عورت کے افتتاح کے لئے آئتے ہوئے تھے۔ اس موقع پر یہ انتڑو یا لیا گیا تھا۔ اخبار "آشکار" (روزنامہ مبینی) میں شائع بھی ہو گیا ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ اخبار آشکار بھی اپنی خدمت میں بھیج دوں تاکہ آپ پورے حالات سے واقف ہو سکیں۔ بہر کیف میں بھوپال کے اجتماع میں شریک ہوا۔ مجھے ابھی تک تبیغی جماعت سے کوئی بعض و عناد نہیں تھا اور نہ ہی میں نے اسے کوئی خاص اہمیت دی تھی مگر اب شریک اجتماع ہونے کے بعد میرے حالات کچھ مختلف ہو چکے ہیں۔ میں نے تبیغی جماعت کی تمام سرگرمیوں اور نظریات پر انتہائی سنبھال گی سے غورہ ہوتے ہیں۔

ہمارا شہر بھساول، ریلوے کا بہت بڑا مرکز ہے۔ اور یہاں کی اتنی فی صدی آبادی ریلوے ملازمین پر مشتمل ہے ملازمت کے سلسلے میں کافی پڑھا لکھا طبقہ یہاں موجود ہے۔ سرپر پہلے تو اس طبقہ پر جماعت اسلامی کا اثر تھا۔ مگر آپ کو معلوم ہو گا کہ جماعت اسلامی کے دو اکان جو کہ ریلوے ملازم تھے، جماعت اسلامی کی روکنیت اور علی کی بناء پر لوگوں سے بر طرف کر دیتے ہیں گے تھے جس کی وجہ سے ملازم طبقہ میں خوف و ہراس پھیل گیا اور نتیجاً جماعت اسلامی کی تمام سرگرمیوں پر جگہ طاری ہو گیا۔

یہ چند ماہ سے یہاں تبیغی جماعت کی سرگرمیاں تیز تر ہو چکی ہیں اور ان کی گرفت اس طبقہ پر بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ میری خود کی پوزیشن یہ ہے کہ میری سوسائٹی کے اکثر دوست تبیغی جماعت سے مناثر ہو چکے ہیں۔ دسمبر لعنة میں بھوپال میں حسب معمول تبیغی جماعت کا عظیم الشان اجتماع ہوا۔ بھساول سے تقریباً سالٹھ شتر آدمی شریک ہوئے چند اجبا کے شدید اصرار پر میں بھی شریک اجتماع ہوا تھا۔ مگر میرا مقصد بیان کرنے سے اپنے دستیوں پر نظاہر بھی کر دیا تھا، صرف جائزہ، تحقیق اور مطالعہ جماعت تھا۔ اتهماً حیرت انگیزیات یہ ہے کہ اس اجتماع میں ہمیشہ سالٹھ سترہزار افراد شریک ہوتے ہیں۔

نماز، ذکر اور دعا میں حمد و ذکر کے رکھدے گا اور اس ذہن کے لوگ اس تصور سے ہٹ کر دوسرا نظر یافت اور تشریحات کو مخلصانہ اور ایمان انہ طور پر باطل سمجھ دیجیں گے اور بھر شاید ان کے ذکر کی یہ بھی زندگی بھر دور نہ ہو سکے۔ بہر حال یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ آپ ہی سے مفکرین کا فرض ہے کہ اس غلط فکر کا کچھ علاج سوچیں میں نے اجتماع میں یہ بھی محسوس کیا کہ یہ لوگ حضرت جی مولانا محمد پور سعف صاحب سے غلوتی حد تک عقیدت رکھتے ہیں اور ان پر کسی قسم کی تلقید برداشت نہیں کر سکتے بلکہ تشدید پر اتراتے ہیں۔ میرے خود کے ساتھ ایک ایسا واقعہ دور آن اجتماع میں یہ آچکھا ہے۔ بہر حال یہاں اس کی تفصیل ضروری نہیں۔ ایک دوسرے واقعہ ضرور پیش کرتا ہوں جو ایک لطیفہ کے ساتھ ساختہ باعثِ عبرت بھی ہے۔

تبیغی جماعت کے طریقہ کار میں یہ بھی ہے کہ حصوصِ حلقوں میا کر جماعت کے مختلف علیما اور اکابر انتہائی جوشیں تقریر کے بعد لوگوں کو چلے کئے جوور کرتے ہیں۔ ہمارے حلقوں میں مولانا کرنل (جو کہ پوروں کا دورہ جماعت کے ساتھ فرمائچے ہیں) تقریر فرمائے تھے۔ تقریر کے بعد اکھنوں نے ہر شخص سے کم از کم ایک چلے کا مطالسه پیش کیا اور نہ مکمل کورس چار چلے کا ہوتا ہے اور ایک چلے جاتیں ہوں کا ہوتا ہے) مولانا میرے پاس بھی آتے اور جو سے بھی ایک چلے کا مطالبه کیا۔ پہلے تو میں نے طالنا چاہا۔ مکر جب ان کا مطالبه ہوت شدت اختیار کر گیا تو میں نے ایک صورت پیش کی کہ اگر مولانا میری مشکل فقہ و مفت کی روشنی میں حل کر دیں گے تو یہ ضرور ایک چلے کے لئے وقف ہو جاؤں گا۔ میں نے عرض کیا کہ میرا ایک کاش پیدا کرے اور میرے علاوہ اس کا کوئی دیکھ بھال کرے والا بھی نہیں ہے (سچ تو یہ کہ یہ حقیقت بھی تھی) اور دوسرا طرف آیکا جاں سر دن کا مطالبه ہے۔ بتائیے شرعاً کی روشنی میں کس کو

فلکر کیا ہے۔ میرا ایسا نہ انتیجہ مفکر یہ ہے کہ تبلیغی جماعت مسلمانوں میں "فراریت" اور "رہبنا نیت" کے جرأتیں پیدا کر رہی ہے۔ تین روز تک حضرت تھی اور دیگر مقررین کا موضوع تقریر صرف دنیا سے قطعی ہے تعلقی اور بے روایتی تھا۔

اس اجتماع کے حالات اور اپنے تاثرات اختصار کے صاف پیش کرتا ہوں یہ

حضرت جی معاشر جدو جہاد کو خیر ضروری اور دنیاداری سمجھتے ہیں مسلمانوں کی تمام مشکلات کا واحد حل صرف نماز، ذکر و درود اور دعا میں ہے۔ اگر مسلمان اپنی نمازیں درست کر لیں اور اس کے بعد اپنا و قوت دکر و درد میں لذاریں تو ایسے مسلمانوں کی دعاؤں سے انسان کے تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔ ہمارا نیک کے ایڈم اور ہائیڈ روجن جم تک ہٹھے اور تب اُنہوں کے تمام انبیاء کے کرام کا طریقہ کار بھی ہی تھا۔ انبیاء نے کرام کے طریقہ کار کا حکیمت، اقتدار اور سیاست سے دور کا بھی تعلق نہیں تھا۔ دین میں سیاست اور حکومت شجھ مسوند ہیں اور جو لوگ دین میں سیاست اور حکومت شامل کرتے ہیں وہ ہرگز آخرت پنڈ نہیں ہیں۔ دین کا واحد مقصد نماز پڑھنا اور پڑھانا ہے اور اس مقصد کے لئے چلے وغیرہ دنیا سب سے بڑی قربانی اور سیگر ان طریقہ کار ہے۔ میں یہی کچھ تام اکابر کی تقریروں کا موضوع اور مقصد تھا۔

میرا ایک خیال یہ بھی ہے کہ یہ لوگ شعوری یا غیر شعوری طور پر جماعت اسلامی کے خلاف ذہن تیار کر رہے ہیں۔ وہ لوگ غلط سمجھتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ تبلیغی جماعت تمام اسلامی کیلئے حالات ساز کر رہی ہے میری دلنشت میں پا ایک بہت بڑی غلط بھی ہے جس کا بروقت تدارک ضروری ہے۔ میں کافی غور و فکر کے بعد یہ بات کہتے ہیں تامل محسوس نہیں کرتا کہ تبلیغی جماعت ایک ایسا خطرا ک ذہن بماری ہے جو دین کو صرف

نہیں ہوتی۔  
یر تو تھے بھوال کے اجتماع کے حالات۔ اب کچھ ہمارے  
بھساول کے حالات سنئے!  
(۱) اس رمضان میں یوں تو آئے دن ہماسے یہاں تبلیغی  
جماعتیں آتی رہی ہیں مگر ایک واقع غاص طور پر قابل  
ذکر ہے:-

جناب موسیٰ بھائی جو کہ تبلیغی کے رہنے والے ہیں اور  
تبلیغی جماعت کے ساتھ انگلینڈ تک ہوا تھے ہیں تبلیغی  
جماعت کے طبقے سرگرم کارکن ہیں۔ دورانِ مقام  
یہاں اُن کا قیام بھساول ہی ہے رہا۔ میرے اور اُن کے  
مراسم کافی بڑھ چکے تھے۔ تجھے اعزت اُتھے کہ موسیٰ بھائی  
نہایت سادہ اور فلکس آدمی ہیں۔ مگر ان کی ایک بات  
میری سمجھ سے قطعی بالاتر ہے۔ جناب موسیٰ بھائی  
نے ایک سچی لفٹنگ کے دوران ہمیں بتایا کہ انھیں اخضوع  
صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں بتارت دی اور حلم دیا  
کہ خوراً ایک جماعت لیکر انڈو نیشیا جاؤ اور جو دادا می  
حمالک یعنی ملایا اور انڈو نیشیا میں تازع ہے اُسے ختم  
کر کے مصافت کراؤ۔ موسیٰ بھائی نے مزید انکشاف  
فرمایا کہ حسب حکم انھوں نے اور اُن کے خندتا تھیوں نے  
”حضرت جی“ کی اجازت بعد انڈو نیشیا کے پسپورٹ  
کے لئے درخواست دیدی تھی مگر زیر میادا کی مشکلات  
کی بنا پر پاسپورٹ نہیں سکا۔ اس واقعہ کے بعد  
میرے ذمہ ہیں کہی انھیں مسدا ہو رہی ہیں۔

”جنگ حین“ اور ”جنگ صفين“ تاریخ کی زندہ  
مثالیں ہیں۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام  
کو کہیں نہ بتارت دی کہ وہ ہرگز آپس میں جنگ نہ کریں  
اور اپنے تازعات فرما ختم کر دیں۔ مگر تاریخ ہمیں  
 بتاتی ہے کہ ان آپس کی جنگوں میں تقریباً یہیں ہزاری  
 صحابہ کرام شہید ہوتے۔ کیا انڈو نیشیا اور ملایا کے اخلاق  
 کی اہمیت صحابہ کرام کے خون سے بھی زیادہ ہے؟  
 براہ کرم اس شسلے پر بھی ضرور روشنی دالیں۔

ترجمہ جدی جلسے۔ یہاں یہ بات واضح کر دوں کہ میرے  
دوست جو کہ تبلیغی جماعت سے متاثر ہیں میرے اس  
سوال یہ چھپ بہت بہم ہوئے اور ظفر و تقیہ کپ پر اُن  
آتے کیوں نہ کہ مولانا میرے اس سوال پر غلبیں جھانکنے لگے  
تھے۔ بہر حال مولانا نے فرمایا۔ ”سم ہماں کوئی فتویٰ  
دینے کے لئے نہیں جمع ہوئے ہیں بلکہ عملی کام کے لئے  
جمع ہوئے ہیں“ اور اپنی بات کو بختاتے ہوئے فوراً اپنا  
ایک ذاتی واقعہ سنایا۔ قصہ یوں شروع ہوتا ہے:-  
”ایک دفعہ وہ خود چالیس دن کے جلے پر روانہ  
ہونے والے تھے اور اُن کا لفڑ کا شدید سار تھا۔ اُن کو  
کا منافق فیصلہ چکا کہ لڑکے کو ”ہرنیا“ کی شکایت ہے۔  
اور بغیر آپریشن کے ہرگز صحت یا بہت نہیں ہو گا۔ اُن  
حالات سے باوجود مولانا جلے کے لئے روانہ ہو گئے اور  
لڑکے کی مطلق پرواہیں کی۔ اُن کے بعد لڑکے کو آپریشن  
کے لئے سپتائیے جایا گیا۔ آپریشن میں برسوں سرجن  
کے خصوصی معانیہ تیر یہ راز حل کر لڑکا بالکل تدریس  
ہے۔ اور اسے کسی قسم کا ہر تیار وغیرہ نہیں تھا۔“  
آخریں مولانا نے فرمایا کہ ”یہی واقعہ آپ کے سوال  
کا جواب ہے۔“

آپے خصوصی لگزارش ہے کہ اس واقعہ پر ضرور  
انہمار اتنے فرمائیں۔

بھوپال میں عرب حمالک کے ونڈ بھی مشریک اجتماع  
تھے۔ خاص طور پر مصر، مراقب، الجزاير اور سعودی عرب  
تاہل ذکر ہیں۔ یہ لوگ عربی میں بہت ہی وہوں دھار  
تفاریر کرتے تھے جس کا ترجمہ بھی فوراً سنایا جاتا تھا۔ تبلیغی  
جماعت والے یہ متاثر ہوئے کی کوشش کرتے ہیں کہ تبلیغی  
جماعت کا کام ہندوستان سے بہت زیادہ عرب حمالک  
میں ہو رہا ہے۔ میں نے خود بیکھا ہے کہ بھوپال سے ایک  
جماعت فرانس اور ایک جماعت جایاں کے لئے روانہ  
ہوئی تھی۔ یہ بات سمجھوں ہیں آتی کہ آخر یوگ کس طرح  
تبلیغ کرتے ہوں گے جیکہ مقامی زبان سے کوئی واقعیت

کو بھی اپنی معاشری جدوجہد سے قطعی بے نیاز ہو کر تبلیغ کے لئے وقف ہو جانا چاہئے۔ یہاں سوال یہ ہے کہ کیا حقیقت ہے کہ آنحضرت نے بتوت پرس فراز ہوئے کیے بعد کسی قسم کی معاشری جدوجہد نہیں کی۔ براہ کرم ان دو مسائل پر تنابخ کی روشنی میں تبصرہ فرمائیں۔

میں اور یہ ذکر کر جھکا ہوں کہ مولانا منظور نعماقی کا ایک انترو یو روز نامہ "آشکار" بمدینی میں شائع ہو چکا ہے۔ میں نے کوشش کی تھی کہ مطلوب بر تاریخ کا اخبار مل جائتے تاکہ میں اس اخبار کو آپ کی خدمت میں برائے تبصرہ بھی روں مگر اصول کو کوشش بعد بھی مطلوب بر اخبار مل سکتا۔ اب یہی صورت باقی ہے کہ ذفر آنٹکار بمدینی سے مطلوب بر اخبار حاصل کیا جائے۔ بہر حال انترو یو میں کئی ایک انجمنیں ہیں میں خصوصاً صرف دو پانیں آپ کے سامنے پیش کرنا ہوں۔

(۱) مولانا منظور نعماقی نے تبلیغی جماعت کا تقصیر اور طریقہ کارکی و تھاہت کرتے ہوئے فرمایا کہ تبلیغی جماعت موجودہ اصطلاح میں کوئی جماعت یا تنظیم نہیں ہے۔ یہ ایسی ہی ایک جماعت ہے جس طرح کہ نماز کے لئے جماعت بن جاتی ہے مگر نماز کے بعد لوگ منتشر ہو جاتے ہیں۔

مولانا نعماقی سے جب تبلیغی جماعت کے تقصیر اور تضییب العین کی تفصیل نکلے ہے میں پوچھا گیا تو آپ نے تفصیل میں جانے سے انکار کیا اور فرمایا کہ اگر آپ تبلیغی جماعت کو تفصیل سے سمجھنا ہے تو ایک چلادے کر دیجئے تو۔

یہ جماعت صرف عمل کے لئے ہے۔ نظریاتی بحث کے لئے نہیں ہے۔ اس طرح ایک سوال پوچھا گیا کہ کہاں نہستان مسلمانوں کے مسائل حل کرنے کے لئے کوئی تنظیم یا جماعت کی ضرورت ہے تو مولانا نے اصرار کے باوجود بھی تکشیل خاموشی اختیار کی۔ اپنی ذاتی رائے بتاتے سے بھی انکار کیا۔

(۲) ایک اور سوال کے حوالے میں مولانا نعماقی نے تبلیغی جماعت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا کا کوئی بھی قابل ذکر مذہب مثل عیسائیت یا صدر مذہب اور

(۳) پچھلے سبقتہ ہمارا تبلیغی جماعت کا ۲۲ گھنٹے کا زمانہ ہے جس میں تقریباً دیڑھ دس سو برسی میں حضرات نے شرکت کی۔ یونان کے امیر تبلیغ مولانا یونس صاحب نے اجتماع کو خطاب فرمایا، یونس تو مولانا کی تقریبہ بہت طویل تھی، مگر تقریبہ کا خود صرف یہ تھا کہ فقط "اللہ اللہ" ہی سب پچھتے ہے۔ بطور بیوت مولانا کا ایک ہی جملہ کافی ہے۔

مولانا تصریح کرتے ہیں "دین میں نہ سیاست ہے نہ حکومت۔ نہ تجارت یہ زراعت سے مر غلط ہیں۔ دین کی تبلیغ کے لئے ان دنیاوی جاہ دشمن سے قطعی ہے نیاز ہے تو کہ اپنے آپ کو بالکل وقف کر دو۔ اسی میں آخرت کی کامیابی ہے۔"

مولانا نے دوران تقریبیں چند بائیں ایسی بھی کہیں جو ابھی تک میرے مطالعہ میں نہیں آئی ہیں۔ مجھے یمنہ نکار آپ کے مطالعہ میکسل اعتماد ہے۔ اس تھے گزارش ہے کہ ان اسکالات کو بھی دور فرمائیں، یمنہ طبیعت میں شک، تذبذب اور یہ چیز میدا ہو گئی ہے۔ (۱) مولانا یونس صاحب فرماتے ہیں "حضرت ابوالمریم صدیقؓ کے خلاف پیر فائز ہونے کے بعد آں حضیرؓ کی ایک اہم سنگت کا اتباع کرتے ہوئے حضرت اسلامؓ بن زید کو ملک شام کے لئے اور ان کے علاوہ مدینہ کے تمام صحابہؓ کرامؓ کی جماعتیں بناؤ کر مختلف مقامات پر تبلیغ کے لئے روانہ فرمائیں اور اس کے بعد خود بھی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ سے باہر تبلیغ کیلئے چل دیئے مدینہ منورہ میں ایک بھی مرد باقی نہیں کھا۔ ہمارا شک کہ مسجد نبوی میں یعنی روز تک اذان نہیں ہوتی تھی صرف یہ بلکہ ازاد ارجمند مظہرات میں سے کسی کا انتقال ہوا تو دفن کرنے کے لئے مدینہ منورہ میں کوئی مرد نہ مل سکا۔" (ب) مولانا نے دوسری ناقابل فہم بات یہ فرمائی کہ "آنحضرت نے بتوت پرس فراز ہونے کے بعد ہر قسم کی معاشری جدوجہد ترک کر دی تھی اور نہ ہی کسی قسم کا کام کیا اسلئے مسلمانوں

خلافت آتے ہی بڑے پمانے پر جو اقدامات فرمائے تھے وہ چلہ کشی والی تبلیغ سے کوئی تعزیز نہیں رکھتے بلکہ خالصہ عسکری اور سیاسی اقدامات تھے۔ مرتضیٰ بن سے اور بزرگ کا قتل ایک ایسا نارنجی دادعہ ہے جس سے کوئی مغفل بھی تایید ہی بے خبر ہو۔ جس نوع کی باتیں آپ نے مولانا یونس صاحب سے مسوب فرمائی ہیں ہم تو قع نہیں کہ فتویٰ عقل کے بغیر کوئی پیشہ ایسی باتیں کرے گا۔ یہ باتیں اتنی لغو ہیں کہ ان کی تردید میں تاریخی حوالے میں کرنا ہمیں علمی سنجیدگی سے فرد تر خوسوس ہوتا ہے۔ حضرت ابو تکریبؓ کی کوئی بھی سوانح اٹھا کر دیکھ لیجئے آپ خود فرمادے کہیں گے کہ تفاصیل کیا ہیں۔

اور موسمی بھائی والے خواستے متعلق عرض ہے کہ یہ بھی ایسے ہی امور میں ہے جن بعقل و حکمت کے رُخ سے گفتگو کرنا وقت برداشت ناہے۔ ہر سکتا ہے موسمی بھائی کسی میںے خدا پر ایمان رکھتے ہوں جس کا علم اور اختیار ناقص ہو۔ ہمیں جس خدا ایہ ایمان ہے وہ تو اتنا بخوبی ہیں ہے کہ اپنے آخری پیغمبر کو یہ احاظت تودیے کہ موسمی بھائی کے خواب میں سفر اندر نیشا کا حکم دینے تشریف نے جاتیں لیکن یہ اس کے علم میں نہ ہو کہ جنہیں حکم سفر دیا جا رہا ہے وہ پا سپورٹ عامل نہ کر سکیں گے۔

عقل و شعور کی سطح کا اسی سے انداز کیجئے مگر پا سپورٹ نہ ملے پر بھی موسمی بھائی کو یہ تنبیہ نہ ہو اگر یہ خواب شاید خرابی متعده یا کیدشیطانی کا کوشش ہو۔ آخر سوچتے تو یہ خواب اپنے مضرات کے لحاظ سے حضورؐ فداہ امی دابی کے علم و اختیار پر اور اصلًا اللہ جل شانہ کے علم و قدرت پر کیسا بھروسہ اظرز ہے۔ ہمیں تو قع نہیں کہ کوئی سلیم الطبع مون اس طرح کے خواب بیان کرنے کی جیارت کر سکے گا۔ یہ موسمی بھائی کی سادہ لوحی ہے اور یہی سادہ لوحی تبلیغی جماعت کے اکثر پیشتر ہم سفروں کا طریقہ انتیاز ہے۔

معلوم ہوتا ہے موسمی بھائی نے یہ حدیث سن لی ہے کہ شیطان حضورؐ کی شکل میں ہمیں آسکتا۔ ہم اسی لئے وہ مطمئن ہو گئے ہیں کہ خواب میں حکم سفر دینے والے حضورؐ ہی

اسلام کو بغیر کسی تنظیم اور فنڈ کے چھپا رہے اور معمراں نے طریقہ کار بھی بھی بھی ہے کہ وہ اپنا کام کسی تنظیم اور فنڈ کے بغیر کرتے ہیں۔ اسی طرح تبلیغی جماعت بھی اپنا کام بغیر کسی تنظیم اور فنڈ کے کرتی ہے۔ براہ کرم اس انٹرو یو پر بھی ضرور تبصرہ فرمائیں۔

## تجھی

ہمارا نقطہ نظر ہمیشہ یہ رہا ہے۔ اور آج بھی ہے کہ جماعت تبلیغی اور جماعت اسلامی کو ایک دوسرے سے ابھے بغیر اپنا کام بخاری رکھنا چاہتی ہے۔ دونوں ہی جماعتوں صرف پندگان اسلام کی جا عین ہیں بلکہ اپنے اپنے طرز پر دین و ملت کی مخلصانہ خدمت ہی ان کا صوب العین ہے اور دونوں میں سے کسی کے باسے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اسکے وجود سے دین و ملت کا کوئی فائدہ نہیں۔

جب دونوں ہی خلص اور ایماندار ہیں تو کیا ضروری ہے کہ ان کی توانائی اس ایک دوسرے سے بچھنے اور بچشیں کرنے میں خدائی ہوں۔ زمانہ بہترین نجح ہے اور زمانے کی بآگ ڈور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے۔ جس فرد یا گروہ کے لئے جو اجر اور عروج دروازی کے جواہر اصل اور کامیابی نہ کامی کے مراد اس نے مقدمہ رکھا ہے اس وہ بہر حال سامنے آتے ہیں لہذا کیوں ہم یہ ضروری جھیں کہ ایک ہی جماعت کا برسر حرث پر بدھ جائے اور دوسری جماعت کے تمام فلسفہ فکر و نظر کی مکمل تردد ہو جائے۔

آپ کام اسلام جس وقت آیا تھا مولانا محمد یوسف حسنا طاب اللہ سراہ کا انتقال ہیں ہوا تھا۔ ہم نے ارادہ کیا تھا کہ ہر اصل میں قابل تبصرہ کریں گے لیکن مولانا مرحوم کی اچانک رحلت کے فوراً بعد ہماری طبیعت اس گفتگو کو طول دینے پر آمادہ نہیں نظر آتی۔

البتہ تاریخ کے رُخ سے آپ نے جو سوال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ امامہ بن زید کسی تبلیغی دوست کے امیر نہیں تھے بلکہ فوجی گانڈرے تھے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیس

# لَا لَوْلَا عَلَى مُؤْمِنِي كَي چند لَتَابِينَ

جو اپنی کامل اور اضافو شدہ شکل میں وسیعی  
قاریین کیلئے ایک نیا تخفیف ہیں

سنت کی ایمنی چیزیت | منصب رسالت نبیر نظر ثانی  
کے بعد کتابی شکل میں عکسی  
طباعت۔ سارٹھے آٹھ روپے۔

تفسیر سورہ احزاب | تفسیر سورہ نور کا اعلان تو جملہ ہی

رہا ہے قمی چار روپے۔ اب تفسیر  
سورہ احزاب بھی یعنی۔ اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی کا نام  
حسین ترین گرد پوش۔ اعلیٰ ایڈیشن۔ سارٹھے چار روپے۔

اسلامی نظام زندگی | سارٹھے صفات روپے

اسلامی ریاست | بارہ روپے

مسئلہ نبیر و قادر | ایک روپیہ اتنی پیسے۔

سود (آخری اضافو شدہ ایڈیشن مطبوعہ پاکستان)

سارٹھے پانچ روپے

حقوق الزوجین (آخری پاکستانی ایڈیشن) ہوا درود روپے

بنا و بگار | چھاسن پیسے

رسائل و مسائل : نوع بہ نوع مسائل کے مدار اور سیر

حاصل جوابات۔ حصہ اول (ہندوستانی) پانچ روپے۔

حصہ دوم (پاکستانی) پانچ روپے ۲۵ پیسے۔

تھے۔ حالانکہ اہل علم خوب جانتے ہیں کہ اس حدیث کا  
مدعا اور محل کیا ہے۔ بے شک شیطان حضور کی شکل میں نہیں آ  
سکتا، لیکن یہ یقین ممکن ہے۔ بلکہ باہرہا واقع ہوتا رہا ہے کہ  
شیطان ایک مقدسی شکل میں آتے اور باور کرنے کے معاذ  
اللہ میں رسول خدا ہیں۔ جن حضرات نے شمال کی سندھ ترین  
کٹ بوس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہہ مبارک کو ڈھنیں میں  
متہور کر لیا ہے وہ توبے شک اندازہ کر سکتے ہیں کہ خواہ میں  
نظر آنے والی تھیہت حضور کی یا کسی اور کی۔ لیکن جن لوگوں  
کا ذہن حضور کی حقیقی شبیہہ سے غالی ہے وہ کیا جان سکتے ہیں  
کہ خواب میں نظر آنے والا مقدس پیکر واقعہ حضور کا ہے  
یا شیطان نے مقدس قسم کی بہیت بناؤ کر ایک سادہ لوح کو  
فریب دینا چاہا ہے۔

حضرت نبیر کے شبیہہ جماعت جو کام جس انداز میں کرو رہی ہے،  
اس کا فکری دھار احتجاب و غرام۔ اور کشفت رویا اور اور  
تحیل پرستی کی طرف بہنے کا اور پرستی بہنے کا۔ غلو وہ چیز ہے جس سے  
بیخ کر چلتا نبوار کی دھار پر چلنے سے کم خشکل ہیں۔

ویسے جماعت تبلیغی کا کام بعض اخبار سے کافی لا اتنی  
محسین ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ اس کا دائرہ  
کار نہایت وسیع ہو جاتا ہے۔ اس کے مشرکاء میں کتنی ہی ہستی  
بڑی مقدس اور معزز ہیں۔ اس کے بعض اکابر مسرووف  
معنوں میں اہل اللہ کہلانے کے بھی بجا طور پر تحقیق ہیں وہ عین  
محکم ہے کہ سماست و حکومت کو تبلیغی جماعت کے ارباب  
حل و عقد فکری سطح پر شجر متوعد قرار دتے ہوں بلکہ حالات  
کے پیش نظر بطور مصلحت اس عنوان کو تھر کر کے رکھیا ہو۔  
لبس اس سے زیادہ اس وقت ہمیں کچھ کہنا نہیں۔

**فہمائیں صحاہیہ و اہل بیت** | حضرت شاہ عبدالعزیز  
حدیث دہلویؒ کے بعض

نادر رسائل کا اور دو ترجمہ۔ شاہ صاحب اور شاہ رفع الدین  
کے مکتبیات بھی شامل کتاب ہیں۔ مجلد چھ روپے ۳۰  
ملکیتیہ جملی۔ (لیونڈ (لوپی))

## ایک تھیہ نام پڑھ کر

بہر حال ان کا نامہ گرامی لفظ پر لفظ درج ذیل ہے

### خط مولوی سالم صاحب

۱۔ ۲۵ محرم مولانا امام صاحب عثمانی  
پیدا سلام مسٹرین - سفر سے وہی پر "تجھلی" نظر سے  
گذرنا۔ راقم الحروف کی اصلاح کے پیش فراز نے جو اعلان  
فرمایا ہے وہ باعث شکر گزاری ہے۔ عرض صرف اتنا کہ ریا ہے  
کہ ہم وطنی کے رشتے سے آں محرم کے لئے اقر کے حقیقی معاملہ  
معاصلی سے واقعیت حوال کر لینا کوئی دشوار نہ تھا اور ان کی  
فہرست ہی اتنی طویل ہے کہ تجھلی کی عمر اس کو کافی نہ کہ پاتی  
اور آپ کو احقر کے تاکر دہ لتا ہوں پر سریش نکر صداق نہ کرنا  
پڑتا۔ بہر حال اطلاع اصرفت اتنا عرض ہے کہ نیر و بی کے چار  
سفروں میں کبھی "انترویو" کی نوبت ہی نہیں آئی۔ اس لئے کسی  
تفصیل آئی میز رکھ لئے کما کوئی سوال بھی نہیں پیدا ہوا، آپ کو یہ  
اطلاع "کفر را ہم کی گئی ہے تو غلط ہے اور اس کی کوئی اصلاحیت  
نہیں ہے۔

اس عرصینہ کا مقصد صرف آپ کے علم کی تصحیح ہے وادی  
ذوق و قلم پر کسی پابندی کی درخواست نہیں۔ آپ چاہیں  
تو اس عرصینہ کو بلطفہ شائع بھی فرمائے ہیں۔ والسلام

محترم مالم قاسمی

### بزرگی صاحب کا وضاحت نامہ

عزیزی مالم صاحب کے اس خط پر ہمیں حیرت ہوئی تھی

گذشتہ شمارے میں "مسجد میقانے تک" کے صفحات میں  
حضرت مولانا قاری محمد طیب ختم، مفتیم دارالعلوم دیوبند کے  
خلف الرشید عزیزیم مولوی سالم قاسمی کے نام جو کھلا خط شائع  
ہو چکا ہے اس کا کوئی جواب تاہم تحریر نہ تو تجھلی کو موصول  
ہوا نہ میقات میں چھپا۔ اس طرح اس قصے کو ختم ہو جانا چاہیے  
تھا۔ لیکن بقیتی سے یہ ختم نہیں ہوا۔

ختم اس لئے نہیں ہوا اک اس خط کی اشاعت متعلق  
جو مختصر سا اعلان "تفقید نیر" میں شائع ہوا تھا اسے دیکھ کر  
عزیزی موصول نے خاکسار کے نام ایک خط ارسال فرمایا تھا۔  
وس خط کا لیٹ لیا ہے تیرو بی کا کھر کر بھیج دیا تا اب بعد جمل  
بزرگی صاحب ذمہ دار اس جواب غایبات فرمائیں۔

وہاں سے جواب آگیا ہے اور اب ہم ضروری سمجھتے ہیں  
کہ یہ سب بھی ناظرین تجھلی کے سامنے رکھدیں۔ عزیزی موصول نے  
چونکہ پس خطاکی اشاعت کا اذن بھی اسی خط میں عنایت فرمادیا  
تھا اس لئے یہ نہیں کیا جا سکتا کہ ہم ایک بھی خط کو شائع کر کے  
اخلاقی بھروسی کے مرتبہ ہو رہے ہیں۔ نیز اس اذن ہی کی  
وجہ سے ہم نے پدر عیمر ڈاک اٹھیں جواب ارسال نہیں کیا،  
بلکہ اب پیش کرتے ہیں۔

خط اخنوں نے اپریل ۱۹۶۵ء کو لکھا تھا۔ گویا  
اپریل کا تجھلی اس وقت تک منتظر عام پر نہیں آیا تھا۔ ہمارا  
حیال ہے وہ اگر اپریل کے تجھلی کا انتظار کر لیتے اور ملا خط  
فرمایتے کہ خط لکھنے والا کون ہے تو اتعات سے صاف  
انکار کی جرأت نہ کرتے۔

ہم سمجھتے ہیں بزرگی صاحب کے اس جواب پر کسی تبصرے کی ضرورت نہیں۔ البتہ سالم صاحب کے خط کا جواب چون کہ ہم نے ڈاکتے نہیں دیا تھا اس لئے یہ فرض اب ادا کرنے ہیں۔

عربی مکرم سلام منون

آپ کے عنایت نامے کا شکرگزار ہوں۔ جواب ہیں تاخیر اس لئے ہوئی کہ تعمیہ نامرضیہ کی جڑیں تو افریقیت میں تھیں۔ افریقی خط لکھ کر بزرگی صاحب کا جواب حاصل کرنے سے پہلے میرا کچھ عرض کرنا غضون ہوتا۔ اب یہ جواب حاصل ہو گیا ہے اور آجنا ب الجھی اسے ملاحظہ فرمائی چکے ہیں تو میں اپنے آپ کو اس پوزیشن میں پاتا ہوں کہ پورے اطمینان اور تيقن کے ساتھ جواب عرض کر سکوں۔

اپنے خط کی ابتدائی سطروں میں آپ نے طنز کا جو اسلوب اختصار فرمایا ہے وہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اصل صورت حال کو سمجھنے کی کوشش نہیں فرمائے ہیں۔

نتیجہ اور جو شفاعة و نظریہ شک میری عادت ثابت ہے جسکے لئے میں بے حد دنیا میں بھی ہوں اور نیک نام بھی! — تجلیٰ نبی تقریباً سترہ سالہ زندگی کا دامن نقد و نظر ہی کے پھولوں اور کانٹوں سے بھرا ہوا ہے۔ لیکن کوئی یہ ثابت نہیں کہ سکتا کہ میری نتیجات کا مجرور لوگوں کے ذاتی محاسن و معافیت ہے ہوں نہ یہ ثابت کہ سکتا ہے کہ میری جانب سے چارچیت کا آغاز ہوا ہے۔ میں نے بے شک ناکے لئے کم نتیجیں کر ہیں اور جو یہ روشن بھی رخوب نہیں رہی کہ ناموں کے عرض گو ٹبلے لفظوں پر الگفا کر جاؤں۔ مگر میری نتیجیوں کا بیانی تعلق آپ ہمیشہ اصول و انکار سے پائیں گے۔ حق کہ جن حضرات کے فرمودات پر نتیجہ کرتے ہوئے میں سخت جوش اور اشتعال کی کیفیات سے دوچار رہا ہوں ان پر بھی ذاتی کردام اور غیر متعلق احوال افعال کے درج سے پیس نئے بھی لے دے نہیں کی۔ حالانکہ ایسا بارہ بارہ ہے کہ ایک شخص جماعت اسلامی اور مولانا مودودی پر انتہائی روکیٹ اور اشتعال انگریز طرز میں منگ باری کر رہا ہے اور میں اس شخص کی متعدد سیاہ کاریوں اور مکروہیوں سے پری طرح واقف بھی ہوں، لیکن اس منگ باری کا جواب دیتے ہوئے

حیرت کیسے نہ ہوئی جب کہ یہ تصویر گمراہ مکن ہی نہیں تھا کہ شرودی کے بزرگی صاحب نے ایک بے بنیاد اور سراسر غلط ہبائی گھر کر بھیج دی یہاں گی۔ جھوٹ، افتراء و رذگ آمیزی اتھک جنسی عالمی سی۔ لیکن گھٹے خط میں اس کا امکان دس فیصد بھی نہیں۔ پھر بزرگی صاحب نے تو انگریزی روز نامے کا جو لہجہ بھی دیا تھا۔ جو الہ بھلاکیسے دیا جا سکتا اگر بات ہی بے اصل ہوئی۔

چھر بھی ہم نے ضروری سمجھا کہ سالم صاحب کے خط کا سفہ بزرگی صاحب کو لکھ کر بھیجیں۔ ملاحظہ فرمائیے بزرگی صاحب نے ہمارا اعلیٰ پاک کر کیا جواب عنایت فرمایا ہے۔

”سالم صاحب کا یہ لکھنا کہ“ بزرگی کے چاروں سفروں میں کسی اثر دیوبی کی ذہن بھی نہیں آئی“ یہ صحیح نہیں ہے۔

میرے خطوط پر ہد کر انھیں اصل واقعات یاد آئے ہوں گے۔ میں نے دونوں خطوط پوری احتیاط اور بلوٹے احساس ذمہ داری کے ساتھ لکھے ہیں کسی بات تین ذرا بھی شک گدر اکہ ٹھیک یاد نہیں رہی تو اسے چھوڑ دیا گیا۔ لہذا سالم کو اگر نہ کوہہ واقعات سے اپنی انکار ہو تو میں ستمبر ۱۹۳۷ء کے دوران کا اخبار ۲۸۱

NATION کا پرچہ حاصل کر کے اوسال کو سکتا ہوں جس میں قاری صاحب کی تصویریاً اور اثر دیوبی چھا تھا۔ علاوه ازیں خوار کے دفتر میں جو تھا ویراثتی گئی تھیں ان کی صورت فرمائیا جائیں۔ مزید برائی وہ تھا ویر بھی پیش کی جا سکتی ہیں جو سالم صاحب نے فود مجھ دی تھیں۔

آپ اگر سالم صاحب کا خط تجھی میں شائع خرمائیں تو براہ کم میری یہ توصیحات بھی ساتھ ہی شائع فرمادیں۔ اس سلسلے میں میقات میں الگچھ جواب وغیرہ نکلے تو براہ کم وہ بھی بذریعہ ہوائی ڈاک بھجوادیں تاکہ اس سلسلہ میں آپ کو ہر وقت صحیح معلومات روانہ کی جا سکیں۔

دالسلام۔ نیاز آگیں عبد الرحمن بزرگی۔

اداریوں پر ناق اتہ نظر میں ڈالیں۔ اپنے اندازِ تحریر کا گھٹیاں تو شاید محسوس نہ کر سکیں کیونکہ محسوس کر سکتے تو گھٹیا لکھنے اور چھانپنے کی نوبت ہی کیوں آتی۔ تاہم ان اداریوں کے مندرجات میں سے دو یا تین ضروری خود راستے سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ مس فاطمہ جناح کی حمایت کے مسلسل میں آپ

"ان کے انکار پر عورت ہے سوار"

والا مصروف سپر قلم فرماتے ہیں۔ یہ انتہائی مشتعل گیر، مشتعل کن اور بازاری ریکارک کیا اس کے لئے کافی نہ تھا کہ عامر غمانی کا لیکھ خون کر دیتا!؟

دوسرے یہ کہ آپ حساب آخرت اور لفہاکی تقدروں سے یکسرے نیاز ہو کر جماعتِ اسلامی پر توہین صاحبہ کا الزام دہرا ہیں۔ یہ الزام پہلے جن لوگوں نے اچھالا ان کا معاملہ خدا کے پرورد یتکن آپ اگر اسے نازگی بخشی تو آخر کیا وجد ہے کہ عامر غمانی کے دل پر چوٹ ز لگتی۔ آجناہ اپنے اگر واقعات کی طرح سمجھدی کے ساقہ ثابت کیا ہوتا کہ جماعتِ اسلامی انسٹش سے بھی برشے جنم۔ توہین صاحبہ کی مرتبہ، توجہاب واقعات ہی کی طرح پر دیا جاتا اور نیروں کی والے خطوط کی اشاعت ضروری نہ ہوتی یتکن جب آپ بلا حالت، بلادیں اہتمام و افتخار کا ارتکاب کرتے ہیں تو عامر غمانی کے فعل کو خالما نہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے اپنے پرچے میں ایسے خطوط چھانپ کی اجازت دیدی جن سے آپکے قلب نازک پر بھی حسومی سی چوٹ لگے۔

اللہ کا شکر ہے کہ آپکے سیوفی صدری جبوٹِ الزام اور بہتان طرازی کے جواب میں میں نے کسی چوٹ اور اہتمام کا سہارا نہیں لیا بلکہ سچے واقعات کا آئینہ سامنے رکھ دیا۔ آپ ان واقعات سے انکار کرتے ہیں یتکن بزری صاحب کے فرمودات کی روشنی میں یہ انکار کوئی قیمت نہیں رکھتا۔ پھر بھی اگر آجناہ اپنے انکار پر قائم ہے اور اصرار کیا کہ بزری صاحب کی بیان کردہ ساری کہانی من گھرست ہے تو میں بزری صاحب سے آپ کی تصویریں اور انٹر ویڈوں اور اخبار ملک اگرمان کا فلوچھل پنے کی در درسری بھی ضرور مولیں ہیں گا۔

میں نے ایک لفظ بھی ایسا نہیں لکھا ہے جسے پر بعد میں سے تعبیر کیا جاسکے یا جس پر "ذاتیات" کا عنوان چلتا ہوا ہو۔ آجناہ اپنے ذاتی محاسن و معافی بے شک میرے علم میں اس حد تک ضرور ہیں کہ اگر خدا نو استہ آپ میں ایامت اور رسولی ہی بیڑا نظر ہو تو قلم چلاتے کے لئے مجھے اڑیقی یا مصر یا بیکھر ریا میرا اس کے کسی خط کا استطلاع کرنا نہیں پڑے گا۔ لیکن خدا ملیم ہے کہ آپ کی بآپکے والدِ مکرم کی ایامت اور تخفیف میرے لئے ہرگز ہرگز کوئی خوبشگوار چیز نہیں رکھی ادنیٰ درجے میں بھی یہ وحیا نہ خیال میرے قلب میں گزرتا ہے کہ آپ حضرت کسی بھی حلقوں میں رسول ہوں۔

پھر کس چیز نے آمادہ کیا کہ بزری صاحب کے خطوط تجھی میں چھاپ دیئے جائیں ہے۔ یہ بالآخر سامنے کی بات تھی۔ تجھی تو آپ کی خدمت میں حاضری دیتا ہی رہتا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ جماعتِ اسلامی کی دعوتِ دینی اور تحریکی فلسفے کو میں تہیہ دل سے عذریز رکھتا ہوں۔ میری نظر میں دین کی اقا اور احیاء کے لئے مولانا مودودی کا براپا کیا ہے اُنہوں نے دوڑی صدایت کی ایک قیمتی متعاق ہے۔ میں مولانا مودودی کو اپنے وقت کا امام تصویر کرتا ہوں۔ میرا خیال ہے وہ دنیا کے عقری انسانوں کی فہرست میں شامل ہیں۔ میں ان کی ذات سے نہیں ان کی صفات اور بنیادی تغیرتیں اتنی بھی محبت رکھتا ہوں جتنی بیٹھا اپنے باپ سے اور مردیا اپنے مرشد سے رکھتا ہے۔

میرے یہ خیالات آپ کی نگاہ میں خواہ کتنے ہی بغایب اور بالآخر ہوں یتکن ان کے وجود اور علم سے آپ انکار نہیں کر سکتے۔ اپنیں میں نے تجھی میں بار بار رنگارنگ انداز میں نہایت و اشکان طور پر پیش کیا ہے، اہذا یہ بات آپ سے فہم پر پوشیدہ نہیں رہنگا چاہیئے تھی کہ آپ کی رسولی کا سامان یہم پہنچانے والے خطوط میں نے صرف اس لئے شائع کئے ہیں کہ آپ مولانا مودودی اور جماعتِ اسلامی پر ناروا جعلے کر رہے ہیں۔ مذاں نے کہ آپ کے عیب و مہر اور گناہ و ثواب سے مجھے کوئی تجھی ہے۔ مہربانی کر کے آپ اپنے دو نوں



گرسیوں کا بہترین سخف  
تازے پھلوں کے رس  
پھلوں کے جوہر اور  
قیمتی دواں سے  
ستاد کیا جاتا ہے۔



۲۷۴۔ اپریل ۱۹۷۶ء  
محترم شیرخ سلام منون  
مشروط استعمال کیا واقعی بوختر  
دریخت اس تعلال کیتی ایک اور ششی  
بیس سلس اس تعلال کیتے ایک اور ششی  
بیس نہیں چارشیاں اپنے دیگر نقائی  
کی خاطر مٹکانے پر محبوبر کیا۔ بہر بانی  
چارشیاں ایک تولید والی بذریعہ  
اوسال فراہم کیا جاتے۔ چارشیاں  
جست کی اعلیٰ سلامیاں ہی اوسال  
فراہم ہیں۔ پتہ یہ ہے۔ عبد الحسین  
پٹیاں شد رہ گا اسلامی پارہ والا شیر

دار الفیض رحمانی دیوبند

خاتمة کلام پر یہ بات پھر من لمحے کہ آپ کے ذاتی حسن  
ورذائل سے مجھے کوئی دھمپی نہیں۔ آپ کی ذات سے مجھے  
کوئی بیرون نہیں۔ لیکن جماعت اسلامی پر جب بھی آپ طلب  
فرمائیں گے عامر عثمانی دفاع ضرور کرنے کا۔ دفاع صرف  
یہی نہیں ہوتا کہ تو پکے پہلے توپ اور گن کے پہلے گن  
چلا دی جاتے۔ دفاع مگر بہتست اسلوب اور گوشہ  
ہے۔ مقصود تو نلام کو ظلم سے روکنا ہے چاہئے تنک پچھے  
بھی ہو۔

اگر آجناہ اب بھی بزری حسنا کی تعلیط پر طعن  
چاہتے ہوں تو تخلی کے صفات حاضر ہیں۔ اسے دلائل  
شوہد آپ پیش فرمائیں ہم انھیں بھی چھاپیں گے۔ لیکن  
اگر اپنا انکار آپ نے واپس لے لیا ہے تو اس قصہ کو ختم  
سمجھیے۔ والبتہ آئندہ جماعت اسلامی پر سچھڑا اچھائے  
بے پرہیز کریں۔ نظر (۱۹۷۶) کے گھانا ہضم نہ ہوتا ہو تو عامر  
عثمانی کو بر احلا لکھیتے۔ اس کی سیاہ کاریاں دنیا کو  
دھکلائیں اس پر ہم جوش نہیں آئے گا بلکہ عین ممکن ہے  
کہ اس بد نہاد کے پیچے آپ کے ساتھ ہم بھی تالیماں بجائے  
میں شریک ہو جائیں۔ فقط واللہ  
آپ کا تخلص عامر عثمانی

۱۹۔ اپریل ۱۹۷۶ء  
محترم اسلام علیکم  
میں آپ کا سرہنگہ دکھنے  
یعنی سال سے استعمال کر رہا ہوں  
اگر دشک اس سے پایا آتا ہے  
ہو گیا ہے اور اٹھوں کی اوشنی  
قامی ہے۔ اس سے تماز ہو کر  
آپ اپنی دوسری دو احتی تریخ  
معده جس کا انتہار جلگی میں کھا جائے  
از ماچا چاہتا ہوں۔ پتھر۔ سید  
عبدی خدا اید و کیت۔ خلائق ہمارے

تازہ  
تازہ

ادب خلیفہ میاں مدد کر رہے تھے مالی راستے عائد کو پہنچنے کے لیے  
دلی کا جو نصیر دیا تھا اسے خود ہی بھکتے ہیں اور دینا فتح کا سودا  
ہے۔ خصوصاً صاحب چین اور پاکستان کے مقام پر میں اپنے حق  
میں زیادہ سے زیادہ عالمی آراء اور پہنچ دیاں حکایت کرنے لیے تھا  
اور حرفی دونوں اعتبار سے اہم ترین سٹولہ بن گیا ہو تو کسی  
اتدراست و عمل کے ساتھ اس پہلو کو خصوصیت سے لمحظہ رکھنا  
اندر زیادہ ہمدردی ہوتی جاتا ہے۔

حضرت پیر کاش نازان یار ارج گو پال اچاریہ جسے  
ملک تخلیق ترین حقائق سے دوچار ہے ہمارے حکمران پیش  
پا افتادہ صلحوں کو مخصوص تدبیر اور دروس حکمتوں پر تمریز  
دے رہے ہیں۔ فراست و تحمل کی حکایت حذیبات کی کارنڑی  
ہے اور بچے پر کاش نازان یار ارج گو پال اچاریہ جسے  
بعض برداشت اور حقیقت انڈیش رہنمایا گرتو کہ ہیں تو عمل  
غناٹہ چایا جاتا ہے کہ انھیں گرفت رکر لیا جائے۔ یہ آثار  
بہت بڑے ہیں۔ خدا ہی جانتا ہے کہ ہمارے ملک کا سفید  
کن ساحلوں تک پہنچنے والا ہے۔

## ترکیب نفس

مولانا ایں احسن اصلاحی کی ایک عظیم کتاب جو  
تذکرہ نفس کے شرعی طریقوں اور ترکیب  
کی گوناگوں قسموں اور شرک و بدعت کے خفی و  
جل خطروں سے آگاہ کرنی ہے۔

محلہ چھروپی

مکتبہ تحریقی - دیوبند - یو، پی۔

## مولانا اشرف علی تھانوی کی کتابیں

۸	-	بہشتی نبیو اطہری غیر مدل مکمل مجلہ
۱۲	-	بہشتی نبیو مکمل مدل غیر مجلہ
۷	-	نشریعت اور طریقت مجلہ
۳	-	دین اور آخرت " "
۵	۴۵	شرف الاجاب ہر صورتہ " "
۱	-	طرق الققدر " "
۲	-	ذکر الرسول (مواعظ کا جموجہ) غیر مجلہ
۲	-	خیرالمال للرجال ( " ) " "
۱	۲۵	اعمال قرآنی (عملیات کا جموجہ) مجلہ
۱	۵۰	تسلیم الدین مناجات مقبول ترجمہ { درس سائل کے احتجاج کیسا تھا }
۲	۵۰	کرامات صحابیہ اغراض العوام (نیا ایڈیشن) غیر مجلہ
۱	۵۰	تسلیم الاسلام ( " ) " "
-	۳۰	محاسن الاسلام اصلاح الخیال عکسی " "
۱	۵۰	فضائل استغفار اشراف المواعظ کامل درجہ رحتہ
-	۶۲	مناجات مقبول (اردو مع عربی) خطبات الاخکام " "
۱	۳۰	چانت لسلیمین " "
۱	۷۵	اصلاح الرسم طریقہ میلاد مشریف (نیا ایڈیشن) " "
۱	۵۰	حفظ الایمان

مکتبہ تحریقی - دیوبند - یو، پی۔

ماہنامہ اسلامی دنیا دینی اور ادی نصف ایں کا دلکش مکمل ستہ جوہ رہا

ایسے ناظرین کی خدمت میں وچکپ اور ضمید مواد لیکر حاضر ہوتا ہے۔ نہونہ مفت طلب فرمائیے۔

سالانہ پانچ روپے۔ فی پرچہ ۵۰ پیسے۔ پہنچ۔ ماہنامہ اسلامی دنیا۔ دیوبند۔ یو، پی (انٹیلیا)

## انہمہ اور اکابر کی سیر و سوانح

## تاریخ و حقیق

پیغمبر روپیہ

۲	۲۵	جبلہ	کیا ہم مسلمان ہیں؟
۱	۲۵	غیر جبلہ	خورت کیا کچھ کر سکتی ہے؟
-	۵۰	"	بیٹھے زندگی اسلامی نقطہ نظر سے " "
۱	۱۲	"	تحریک اسلامی دوسری تحریکوں کے مقابلے میں
-	۹۳	"	اسلام اور اسلامی قانون
۱	۳۰	"	اسلام اور اجتماعیت
۲	۲۵	"	آلات جدیدہ کے شرعی احکامات
-	۳۲	تحقیق اسلام قطب	سجدہ شنس (علامہ شیراحمد عثمانی)
-	۳۲	"	معجزہ کیا ہے؟ (مولانا حماد طیب صاحب)
۱	۵۰	"	در دشی کیا ہے؟ (مولوی مقبول سعید بارودی)
۲	-	"	وہجت اللعالمین خور (دوسرے کی نظر میں)
-	۱۹	"	تحقیق سید و سادات (محمد احمد عباسی)
۸	-	"	تحقیق زیریں سلسلہ خفت معاویہ و زید (محمد احمد عباسی)
۸	-	"	اسباب زوال امت (شکیب رسولان ہصری)
۱	-	"	تو ہیز بیر (فاران کریمی)
۲	۵۰	"	تاریخ اسلام کے حیرت انگیز لمحات جبلہ
۳	-	"	تاریخ اسلام مکمل (مولانا اکبر شاہ)
۳۶	-	"	تاریخ فتوح البلدان (علامہ بلاذری)
۱۵	-	"	تاریخ فتوحہ فرشاہی شمس سراج عضیف
۸	۲۵	"	ہزار سال پہلے (مولانا مناظر حسن گلابی)
۳	۲۵	"	سنت خیر الانام
۳	۵۰	"	تو اونچ جیب (عرف کالایانی)
۲	۵۰	"	فسر عرب و یکم کی داستان کشمکش
-	۲۲	"	کیا پرورہ ملک کی راہ میں رکارٹ ہے؟
-	۱۹	"	نظام اسلام مشاہیر اسلام کی نظر میں
۶	۵۰	"	کیا ہندوستان ترقی کر رہا ہے؟
-	۵۰	"	کیا دن قائم ہے؟
-	۳۱	"	آداؤں کا تحقیقی جائزہ
۱	۷۵	"	مفصل مجموعہ - قیمت دو روپیہ

پیغمبر روپیہ

۱۲	-	جبلہ
۳	-	غیر جبلہ
-	۲۵	غیر جبلہ
-	۷۵	"
-	۵۰	"
۱۲	-	"
۹	-	"
۳۱	-	"
۱۲	-	"
۱	-	"
-	۷۵	"
۱	۵۰	"
۱	۲۵	"
۲	۷۵	"
۳	-	"
۱۲	-	"
۶	۷۵	"
۲	۵۰	"
۱۲	۹۰	"
۳	۵۰	"

شیخ عبد القادر جیلانی

اسلام کا ابک بطل جلیل ہے  
بے شمار مسلمانوں نے "بت"

بنالیاء - قیمت سوار و پیہ -

معراج المؤمنین

قرآن و حدیث کی روشنی میں نہاد

مفصل مجموعہ - قیمت دو روپیہ -

# مسکون سے شام تک

مگر اب اس مکان کی جگہ نظر بیاً اتنی ہزار روپے کی لالگت سے بنی ہوئی شاندار حیلی ہے جس کی پہلی منزل پر بیٹھ کر وہ صبح سے شام تک بہت معنوی شرح سود پر غرام کو روپیہ تقسیم کرتے ہیں۔

”تشریف رکھنے والہ جاتی“ صوفی علیگین نے یہ سلام کا جواب دیکھ لیا۔ میں ہونڈھ پر بیٹھ گیا۔ حاجی صاحب کو میری آمد شاید ناگورگز رہی تھی۔ ان کا چہرہ یہی بتارہا تھا۔ ”آپ بھی تو اخبار دیکھ رہتے ہیں ملا جاتی۔“ صوفی صاحب نے دفعتاً پوچھا تھا۔

”جی ہاں۔ کیوں۔“

”کیا آپ نے بھی یہ خبر طریقہ ہے کہ کلیہ شریعت کے تحداد صاحب عبدالتووی سے مقدمہ ہارکتے اور ادب و قفت کلیکا انتظام یوپی و قفت بورڈ کے پرداز ہو گیا ہے؟“

”آن۔۔۔ ہاں شاید پڑھی تو تھی۔۔۔ مگر جمل دوسری خبریں اتنی اہم اور ہی ہیں کہ اس طرح کی معنوی خبروں پر وجہ دینا آسان نہیں۔“

”آپ کی تعریف؟“ حاجی صاحب نے میرے بالے میں صوفی صاحب سے سوال کیا۔

”اے آپ انھیں نہیں جانتے؟ یہ اپنے علمکی حساب ہیں۔ ابن العرب کی۔“

”ابن العرب کی۔۔۔ یہ کیسا نام ہے۔۔۔ کبھی شاید خلص پوچھا۔“

حاجی صاحب کے ہجے اور اسٹائی میں بڑا ہجول پن تھا۔

## اپنی اینی دنیا

میاں مشتمل اسے سائے سال تو ڈینے بجائے تھے مگر ان کی والدہ ماجدہ کہہ رہی تھیں کہ امتحان میں پاس ہونے کا تعویذ لادو۔

”کیا فائدہ ہو گا خالہ جان،“ اگر وہ تعویذ کے زور سے پاس بھی ہو گیا۔۔۔ میں نے سمجھا یا ”اگلی کلاس میں بالکل نہ چل سکے گا۔۔۔“

”آسے کو بھی اللہ مجھ پر کچھ انتظام کراہی دے گا۔۔۔“

تم غرب خالہ کا یہ کام کر دو تو زندگی بھر تھیں دعائیں دیتی رہیں گے۔۔۔“

میں نے بھر کر مغدرت کرنی چاہی مگر ملاں پول ٹری

”آپ بے فکر ہو کر ٹھہر جائیے اماں جان تعویذ آجائیگا۔“

اور ”اماں جان“ دعائیں دیتیں رخصت ہوئیں بھر اگلی صبح مجھے صوفی علیگین کے طرح جانا ہی پڑا۔

وہ اس وقت ایکلے ہیں تھے بلکہ حاجی گلبدن سیست بیٹھ کر تشریف فرماتھے۔ حاجی گلبدن مجھ سے واقف ہیں مگر میں انھیں اس حد تک ضرور جانتا ہوں کہ شہر میں ان کی صفت کے قاروں میں دوچار ہی ہوں گے۔ پسند رہ سال پہلے وہ ایک شکستہ اور زنگ مکان میں رہتے تھے جس کی جعلی چھوٹ پر پرسات میں ہی دلو نا بھی ان کی معاشی حیثیت کے لئے اک مستقل مکان بن جاتا تھا اور پھر کسی نہ کسی طرح پانچ سال گرفتے ہی کا انتظام کر کے وہ خود ہی اسے چھوٹوں پر پھیلا لیا کرتے تھے۔

ترتی کرے گا۔ ہذب اور مادھن قسم کی زمان عاشقان  
اویا۔ بھی ادھر کا رخ کر سکیں گی۔ ”  
دونوں حضرات کے چہرے مل گئے۔ انہوں نے دو معنی  
انداز میں ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں اور  
مسکرائے۔

”آپ کے ہنہ میں گھی شکرے“ حاجی صاحب پڑے  
پر مشوق ہو گئے میں بولے ”معاف کیجئے کامیں آج سے پہلے  
آپ کو نہ ہانتے کا اصول ہے۔ آپ ہمارے یہاں تشریف  
لایا جیئے بھی جھی۔“

”ضرور حاضری دیا کروں گا۔“ مگر حاجی صاحب  
میں بہت غریب ادمی ہیں۔ دو قیصری سے زیادہ سود  
لا ادا کر سکوں گا۔“

حاجی صاحب اللہ اچھلے جیسے چھوٹے ڈاک مارا ہو۔  
ان کے ہمراۓ کا ایسا طبقاً تو میں تمدیل ہو گیا۔  
”جیسی باتیں کرتے ہیں صاحب۔ سودی کا دوبار  
تو ہم نے چھوڑ دیا ہے۔ آپ آیا تو کہجے ہم سو سے ہزار روپ  
آپ کو بلا سود دیں گے۔“

”بہت بہت شکریہ۔“ لیکن میرے فرانچن کیا  
ہوں گے؟“

”فرانچن کیسے حضرت جی۔ ارے آپ تو آج سے  
ہمارے دوست ہیں۔“

یہ کہتے ہوئے انہوں نے میرا ہاتھا نے ہاتھیں لیکر  
گرجوشی سے دبایا اور بھر صوفی صاحب کو ایسا چھوٹا شارہ کیا  
جسے آنکھ مادر ہے ہیں۔ صوفی صاحب گردن ہلاتے ہوتے  
مسکراتے۔

”اب ہم جلتے ہیں۔“ حاجی صاحب بولے۔  
پھر وہ چل کے تو میں نے صوفی صاحب کی آنکھوں

میں گھوڑا ہاں رہو زور معاافی کی ایک دنیا آمد ہی۔  
”قصہ کیا ہے دیر صوفی علیکم!“ میں نے ان کے شانے  
پر تھیلی جا کر سوال کیا۔

”وہی پرانا قصر۔“ یہ ہمارے حاجی گلبدن سجادے

صوفی صاحب نے ساختہ سنس پڑے۔ میری طبیعت ہری  
ہو گئی۔ ”کمی نہیں حاجی جی۔“ مگر ”صوفی صاحب نے تصحیح کی  
میں سوچ رہا تھا کہ یہ کاف کوئے کھے“ سے پہلے کی ریڈی ہیڈ  
حرکت قصر اگی گئی ہے یا شخص ساعت کا ہر چھپر ہے۔ حاجی  
صاحب کے چہرے کی لیکیت تو بھی بتا رہی تھی کہ ان کی نیت  
ضھونکہ اڑائی کی نہیں ہر سکتی۔ ویسے بھی دولت کی فراواں  
یہ تحریر۔ آخر کسی دھلا ملکتی ہے کہ ایک جاہل قصہ نہیں بلکہ  
ضھونکہ اڑائے کی صلاحیت پیدا ہو جاتے۔ پھر بھی چوتھے میری  
کھوپڑی پر کاری پڑی تھی۔

”بہت بہت شکریہ حاجی صاحب۔“ میں عرصہ دراز  
سے سوچ رہا تھا کہ کوئی نیسا تخلص مل جلتے تو شاعر بن جاؤں  
گر جب بھی کسی نے تخلص کو اچھتا سمجھ کر گرم میں باز ہا چھپی  
دونوں میں اطلاع مل گئی کہ اس تخلص کے شاعر صاحب تو فلاں  
شہر میں تشریف فرمائیں۔ یہ لکھی یقیناً نیا ہو گا۔“

”اس وقت مذاق کا موقع نہیں ہے ملا جھائی۔“  
لوگ کافی پرستیاں ہیں۔ ”صوفی صاحب نے لمحے میں تشویش تھی۔  
”ضیب اعسواء۔ کیوں؟“

”سجادے صاحب نے عرس کلیر کی چوشان بان قائم کی  
تھی وہ اب کہاں باقی رہ سکے گی۔ میں نے کسی سعید تلقی  
کوئی الحال چاہیج ملا ہے۔ وہ وہی قسم کے ادمی ہیں۔“

”آپ انھیں حللتے ہیں کیا؟“ میں نے سوال کیا۔  
”جانتے تو نہیں لیکن سنلتے وہ زنان عاشقان اولیاء  
کی آمد پر پاہی لکانے کا ارادہ کر رہے ہیں۔“

”کمی نے یوہی اڑدی ہوگی۔ بندے کا ترخیال ہے کہ  
وہ اگر وہاں بھی ہرستے تو ان کی وہ بیت سے خاندہ ہی کا بھجنا  
لے فھسان کچھ نہیں۔“

”فانہہ!“ صوفی اور حاجی دونوں چنک پڑے۔  
”ہاں ہاں۔ وہ ذرا اصفہانی کا انتظام ہبہز کرد تھے  
پہ سکتا ہے دکانداروں کے لئے نفاست اور حفاظان صحت  
کے کچھ ضمایر مقرر فرمادیں۔ اس صورت میں عرس مزید

وقت شتر کے پیٹے میں تھپر وہ ہوں گے۔ اگر داڑھی مونچھ  
اور بیر سینیت سر کے بال صاف کرنے کا اہتمام نہ رکھتے تو  
سفید بالوں کے چکل میں ایک بھی سیاہ بال ظفر نہ آتا۔

”میرا خیال ہے ڈیر صوفی آپ کو غلط بھی ہوتی ہے جائی  
صاحب تو نہایت تحریفی نظر آتے ہیں۔“  
”یقیناً شریعت ہیں لیکن محبت اور مشرافت میں تھفا تو  
نہیں۔“

”میں نہیں مانتا۔ یہ عین جنک ہے کہ کسی پلچھڑی پیگم کا  
محاسنکروہ جوانی کا زمانہ یاد کر لیتے ہوں لیکن۔۔۔  
”خیر یار حبڑو۔۔۔ میرا خیال ہے اب تک تم بھی ملکر  
چلے چلو۔ قیام کا انتظام ہم کر دیں گے۔“

”جی تو بہت چاہتا ہے غمپن صاحب۔ لیکن فلامی کی  
زخیریں گوشت پرست میں پیوسٹ ہو چکی ہیں۔۔۔ نہیں جا  
سکوں گا۔“

”کیسی غلامی۔۔۔ وہ تحریر ہے۔۔۔“

”وہابن بیوی نے اپنی ایم دے رکھا ہے کہ جس دن بھی پلیر  
میں قدم رکھو گے طلاق دیوں گی۔“

”ڈوبکے مر رہو۔۔۔ ارسے گیوں باتیں بناتے ہو۔۔۔  
یوں کہو کہ عقیدے بدلتے ہیں۔“

”کیسے عقیدے۔۔۔ عقیدہ تواب بھی یہی چنگیں رانگ  
کہ وہیں پلکر کا سفر سفر جسے کم نہیں۔۔۔ وہاں جیسے جیسے ہجے  
اور قوایساں سننے میں آتی ہیں ان کی روحاںی افادیت سے  
کس کا فرکر مجاہل انکار ہو سکتی ہے۔“

”تم ترشا یا سن ستادوں کے بعد سے نہیں گئے۔“

”نہیں۔۔۔ میں نے سرداہ پیچی“ منا ہے اب بڑی ترقی  
ہو گئی ہے۔۔۔

”یقیناً ہو گئی ہے۔۔۔  
”کس نوحت کی؟“

”پہلے فقط مشتری پیگم اور چین چھری ٹائپ کی بلبلیں  
آتی تھیں اب کثر جیں اور نکوت یا سین جیسی قیامتیں بھی آئے  
لگی ہیں۔ دو تین سال سے تو ان کے لباس بھی بڑے دیدہ زیب

صاحب کے خواص میں سے ہیں۔۔۔ یہی توہین جھوٹوں نے ہزاروں  
روپیہ خرچ کر کے سن تریٹھ میں ایسی صورت پیدا کر دی تھی  
کہ باوجود تمام قانونی فیصلوں کے سجادے صاحب کی معزوں والی

گنجی تھی۔ اب دو سال بعد پھر وہ مخوس گھر تھی آہی پیچی تو ظاہر  
ہے انھیں حقنا صورت ہو رہا ہو گی ہے۔۔۔“

”مگر یہ تو تھیتی آدھی ہیں۔۔۔ ان کا کیا بگٹے گا اگر  
آمدی کی یہ قسم پیدا ہو گئی۔۔۔“

”کیا چھوٹوں باتیں کرتے ہو۔۔۔ پیارے آمدی کی اخیر  
کیا پرداز ہے۔۔۔“

”چھرسو؟“  
”چھار اسر۔۔۔ ایسے جھولے بن رہے ہو جیسے عروس  
کلکر بھی دیکھا ہی نہ ہو۔۔۔“

”دیکھنے کی سعادت تو بے شک حصے میں آچکی ہے۔۔۔  
مگر مجھے تو زنان عاشقان اولیا مرنے فرستہ ہی نہیں دی  
کہ درگاہ کے اندر دنی اسرار و روز بہ تو جردے سکوں۔۔۔“

”سجادے صاحب کے عادات و اطوار کا چرچا تو  
ستاہوں کا۔۔۔“ صبوحی صاحب رئے خاص انداز میں سبسم فرمایا۔

”ضرور سنا ہے۔۔۔ مگر کوئی ایسی خاص بات نہیں  
صیحہ جوڑ ہیں جیسی۔۔۔ آپ کیا کہا چاہتے ہیں؟“

”خاہیں مار فانہ برستے ہو پیارے کیا یہ نہیں ستاکر سجادے  
صاحب مژراب کے دھنی ہیں۔۔۔“

”ہاں سنا تھا۔۔۔ مگر یہ کوئی خاص بات نہیں۔ آج کل  
کشتنی سجادے ہو گئے ہیں۔۔۔“

”اوہ کیا یہ نہیں ستاکر عروس کی بھرپور بھاطر میں جو بھی عورت  
گم ہوتی ہے وہ بالآخر جعلے صاحب ہی کی کوششوں باریافت  
بھی ہو جاتی ہے ا۔۔۔“

”ہاں یہ بھا سٹا ہے۔۔۔ مگر اسیں بھی کوئی ندرت نہیں۔۔۔  
شمربک ساخت عورت کا جوڑ تو سملات میں جھگاڑا ہے۔۔۔“

”چھر تو آپ حاجی گلبن سے دستی ضرور کا نھلیں  
وہ شمراب اور عورت کے معاملہ میں کسی سجادے سے کہ نہیں ہیں۔۔۔  
میری آنکھیں حیرت سے بھیل گئیں۔ حاجی گلبن اس

"چچاں نہیں میں تو سو وصول کر لیتا مگر خالی پیسی کوں دیتا ہے۔ انھوں نے کہا تھا کہ جہاں اُر اُر انے الگ ان سے بات کرنی گوارا کر لی تو نظر ایک روپیہ کی شرح سے حساب چکایں گے۔"

"بعد کا کچھ اختبا نہیں۔ تعویذ کی زکوٰۃ تو انھوں باتھ ملنا چاہیے ورنہ تعویذ بیکار ہو جاتا ہے۔"

"یعنی سوار و پیہ میں نے دل پر تحریر کر جیب ہلکی کھجور دی اور انھوں نے گھر میں سے تعویذ لا کر دیا۔ خیال تھا کہ سوار و پیہ خالہ سے وصول کر لیوں گا مگر ملائی کہتی تھے کہ خشم کرو۔ سوار و پیہ وصول کر کے ہم راجہ نہیں بن جائیں گے۔"

میں کہتا ہوں کہ راجہ کی ایسی تھی۔ یہ سوار و پیہ میں نے ڈائر کر طبع جا گلائی تازہ ترین فلم چھکر ویٹیم دیکھنے کے لئے رکھ رکھا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ قریٰ جھنپتی کے مضمون پر اس سے بہتر فلم بھی نہیں بنی۔ والدرا علم بالصواب۔

### جانے کی بارات

تذکرہ علی گڑھ کی سلم یونیورسٹی کا ہزار بھا۔ پھر مشری چھا گلائا کہ ذکر خیر کیسے ہے آتا۔ خواجه برآن علی برادریت ظاہر کر رہے تھے کہ سابق نجی ہونے کے باوجود دشمنی چھا گلائا کام موجود روپیہ سمجھیں ہیں آتا۔ آخر کسی مسئلے سے وہ تھقین و تھقین سے قبل ہی سلم یونیورسٹی کے بارے میں ٹھیک وہی روایت اختیار فرمائے ہیں جو بد سے بدتر فرقہ پرست اختیار کر سکتا ہے۔ "یار خواجہ صاحب۔" دفعتاً میر بدر الحسن نے لے کا۔

"ہم میں سے کسی کو یہ حقیقت بھی ہے کہ مشری چھا گلائی نجی نجی ہے ہیں یا کہیں بار بار گوئے ہے یہ نہیں افسانہ گھوڑ کر رہا ہیلا دیا ہے۔"

مولوی نقشبندی کا تقدیمہ بلند پڑا

"آپ بھی ہیرو صاحب اپنا جواب ہیں رکھتے شمری چھا گلائے صرف عام شم کے نجی نجی ہیں بلکہ ان کا شمارہ متاز جگہ ہیں رہا ہے بھلایہ افسانہ گھوڑتے کا بچکا درخیال آپ کوئی پیدا نہ ہو؟"

ہرگز ہیں۔ بالکل چیت۔ جیسے دن پر چیکا دیتے گئے ہوں۔"

"پھر تو وہ حادثت بھی بڑے عردج پر ہو گی۔" "تم سا بے شاید طنز کر رہے ہو۔" صوفی چھا۔ گزرن پلکر مسکراتے۔ مگر میں ہم اپنے ماں کا تم جیسے اڑی پیسوں کی قسمت میں فقط جو روں کے وعدہ فردا پر جینا کھلائے۔ وہاں بھی دیکھ لینا انشاء اللہ ہیں ایک منزل اور پرہی پاؤ گے۔" میرے دل سے معلو سا ہٹا۔

"میں کیجیے ڈالنک غلکیں۔" میں اس سال ضرور آپ کے ساتھ جاؤں گا۔ ہاں۔ آں۔ وہ ایک تعویذ تو دلوں تیے۔ اپنی خالہ تھقین کے برابر دار المحتفان دینے جا رہے ہیں۔"

"ابھی لو۔ مگر پہلے سوار و پیہ تعویذ کی زکوٰۃ کا داد ہے۔ باتھ سے ہیاں دھر دو۔" تم پہلے بھی ہمارے سو میں کر کر کھائے۔" ختاب دہ تعویذ تو بے کار ہی کیا تھا۔ بلکہ بڑا صہما۔ تو آپ کی مدد کا حق کرنے کی تکریں ہیں۔"

"ایسی تھی اس کی۔ اور بخماری بھی۔ بھلا کیا ہے اسکا؟"

انھیں نے آپ کی بہایت کے مطابق نائی کے ذریعے وہ تعویذ مقرہ جگہ گڑوار دیا تھا۔ پھر میرے روزانہوں نے اسکوں تک میں جہاں اُر اُر کا تھا کیا میرا اس کے تجھے میں پیش آئی ہو گئی۔ حالانکہ آپ کی تصریح کے مطابق میں نے انھیں بتا دیا تھا تیسرے دن سے جہاں اُر اُر کے دل میں عشق کا بچ پھوٹنا مژروع ہو جائے گا۔"

"بڑے بدمash ہی یار۔" یہ میں نے کہا تھا کہ غندوں کی طرح تعاقب مژروع کر دیا جائے۔"

"محبت اور خندہ گردی کا باریک فرق بھلا عشق کے جزو ہیں کون کر سکتا ہے صوفی ذیر۔" تعویذ متوڑ پہنچا۔"

"میرا ترکہاں سے ہوتا۔" تم نے سوا پاچ بیوی پر زکوٰۃ کے تو دیئے ہی نہیں تھے حالانکہ مجھے تھقین ہے مرزا سے پیاس وصول کرنے ہوں گے۔"

"کیا؟" صوفی گفت نے مخفی پھارڈ کر کوچھا۔

"کسی جو کا ایک طویل مدت مدت تک الفدا کرتے رہنا اس بات کی ضمانت نہیں کرو طبعاً بھی انصاف پسند ہیں ہے۔ طبیعت بدلنا نہیں کر سکتی۔ اگر تم پھاس سال تک انصاف بھی انصاف کرتے رہنے کے باوجود دعویٰ ظلم اور عدل دشمنی پر اُتر آئے ہیں تو ثابت ہو گا کہ ہمارے گذشتہ مجاز اُس کی کوئی حرکتی جوڑیں ہائے ضمیر میں نہیں تھیں بلکہ کچھا اور عقلی حرکات تھے جنہوں نے ہمیں انصاف کرتے رہنے کا عادی بنایا تھا۔ کیا شری چھا گلا کے باسے میں ہم خود کر کے ایسے حرکات کا سارے نہیں لگا سکتے؟"

میر صاحب کا ہمیشہ سوال ایسا تھا۔ مگر جو بے کے آثار بتائے تھے کہ یہ استفہاً افرادی ہے۔ وہ یقیناً ایک تینجے پر پہنچ گئے تھے۔

"یہ توجیہ بے شک خوبی ہے" مولوی قفضل نے کہا۔ "گر ایسے نفسیاتی نکتوں پر ازالۃ حیثیت عرفی کا قانون بھی حرکت میں آسکتا ہے۔"

"بات تو بھی صاف ہی نہیں ہوئی" صوفی گفت، مہنگا تھے۔

"آپ چونچ بند رکھیئے۔" مسٹر منہاج نے جھوٹ کرنے کا لذہ میں کھسا۔

"سو بہتر ہے۔ آپ صوفی صاحب کی توہین مدت کیجیے ہو سکتا ہے بات ابھی آپ کے ذہن میں بھی صاف نہ ہوئی ہوئے۔" میر صاحب نے الفاظ لفڑھے۔

مسٹر منہاج کو تواریخ سامانیا۔

"مجھے آپ کیا گا اُدی تھوڑا کرتے ہیں۔" سنتے۔

مسٹر چھا گلا کے زمانہ بھی کی عدل گستربی کا بنیادی محک میں آپ کو مستبلاتا ہوں۔ وہ جانتے تھے کہ ایک جو کی پہنچن شہرت اور تفوق کا راز اس کی عدل گستربی میں ہے۔ قانون دائی کی جواہرت کے مقاباہرے میں ہے۔ جرأت کی نمائش میں ہے۔ عمل کا تعلق ضمیر سے نہیں دماغ اور دل سے تھا۔ عمل اور جذبہ الگ الگ چیزیں ہیں۔ انہوں نے انصاف اسلئے نہیں

"آخر منطقی توجیہہ کیا لی جائے ان کے موجودہ طرزِ عمل کی۔ اگر واقعۃ دہ اعلیٰ پاٹ کے جو نہیں ہیں تو۔ تو۔

ذر اٹھیریئے ایک اور توجیہہ سمجھیں آتی ہے۔" حاضرین انھیں تشریانہ نظروں سے گھوڑنے لگے۔

انہوں نے ڈبیا سے ایک پان بکال کر مٹھیں رکھا اور گویا یا یا گوئی بھی اسٹاک لٹنا ہی بڑا ہو وہ مسئلہ خرچ کئے جائے۔

پر ختم بھی ہو سکتا ہے۔ ہے نا؟"

وہ ایک لمحة تائیں بطلب نظروں سے حاضرین کے چہرے مٹو لئے رہے۔ حاضرین ابھی تک ان کی بات کا سراہ نہیں پا سکے تھے جس بیویتی مشیت اندائزیں گردیں ہل گیئیں۔ وہ بولے۔

"النصاف بھی ایک عجس ہے۔ کیا تجوہ ہے کہ اپنی جوی کے زمانے میں شری ہو صوف نے اس جس کو اتنی دریادی اور افراط کے ساتھ خرچ کر ڈالا ہے کہ اب کوئی دانہ اسٹاک میں بچا ہی نہ ہو۔ ایسی صورت میں اب وہ انصاف کسی کو کہاں سددے سکتے ہیں۔"

حاضرین نے ایک دوسرا بے کی طرف دیکھا۔ ہر ایک شاید اندزادہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ دوسروں کا ناشراس اونکھی توجیہہ کے باسے میں کیا ہے۔

"یہ توجیہہ نہیں ہے میر صاحب۔ صرف مسخرہ میں ہے۔ مولوی قفضل کی اور ازلہ ہوئی" انصاف کسی خارجی تھے کا نام نہیں۔ وہ تو ایک جزو ہے جو انسانی خمیر کی صین سخت میں پیوست ہوا کرتا ہے۔ ایک سچا منصف زندگی کے ہر انتیجہ اور مسائل و معاملات کے ہمراحل میں منصف تباہ نہ ہو تو اس کی انصاف پسندی حifen" سیاست کا کھیل" بھی جائے گی۔"

بات باریک تھی۔ صوفی غفران اکتا کر لے۔ "یار بکلے ماسنوں ای زبان میں بات کرو۔ یہ نفسکے درمیان گاہ تو نہیں ہے۔"

"ایک منٹ صوفی صاحب" میر صاحب نے ملتحیان اندزادہ میں کہا۔ "ماں تو بات واقعی مولانا آپنے پتے کی کہی۔ اس سے ایک دوسرا توجیہہ بھر کر صاف میں آتی ہے۔"

اسے نہ صرف قبرستان تک پہنچا دے گی، بلکہ نہ از جا زہ بھی مشوّع، خفتوں کے ساتھ پڑھ دے گی۔ امام شری چھاگلانہ بن سکے تو محترم نائب صدر جمہوریہ ضرور بن سکیں گے، یکوئے با جود اتنے بڑے چھوٹے کے وہ ابھی تک خدا کے آگے سر جھکانے میں عار محسوس نہیں کرتے۔

”ہاں صاحب - نماز پڑھتے ہوئے ان کے فوٹو تو ہم نے بھی دیکھے ہیں۔“ صوفی گلک قدمے کہا ”مگر یہاں سے مشری خود علی کریم تو شاید عیید کی نماز بھی نہیں پڑھتے۔ کم سے کم ہم نے تو فوٹو دیکھا نہیں۔“

”ہو سکتا ہے ان کی نماز کی تصویریں امریکا اور دس کے اخباروں میں چھپتی ہوں۔“ یہ خواجہ صاحب کا خالی تھا۔

”نہیں چھپتیں“ میر صاحب بولے ”بیچارے مولانا عبید الدین یادی تو ہمیوں برسوں سے دوسریں لگائے میٹھے ہیں کہیں تو دزیر تعلیم کی نماز کا خوٹو نظر کرتے مل جائیں تک، انھیں اسی جلوے سے حرم ہیں۔“

”اس کی بھی نقشیاتی وجہ ہے۔“ منہاج صاحب نے کہا۔

”مشری چھاگلانے نزدیک بھر صرف دوسروں ہی کو ملنے والوں کے ٹھہرے میں کھڑا دیکھا ہے خود ہمیشہ نج کی کرسی پر رونق افراد رہے ہیں۔ ان کے حاشیہ خیال میں بھی یہ بات ہیں اور ہی ہو گی کہ مرٹے کے بعد وہ خود بھی ملنے والوں کے ٹھہرے میں کھڑے کئے جائیں ہیں۔“

”مرتکے بعد زندہ کئے جانے کا انھیں لیکن ہی کب ہوگا۔“ میر صاحب نے کہا۔

”بس یا رخت ہی کرو۔“ یہ نے اس طالوں پر گھونسہ مارا ”تصویر محل میں ڈائرکٹر گول ہوں چوڑا کی فلم“ انہیں نگری چوپٹ راج ”لگی ہے۔ فلم میتی سے بہتر کوئی مشغل نہیں۔ صافے غم پانی ہو کر بہہ جاتے ہیں۔“

”اب تو قلبیں بھی بڑی بو راہر ہیں ملا صاحب“ منہاج صاحب نے مسخنہ بن کر کہا ”لگی بندھی اسٹوری۔ گھسے پیٹھوں پوتا۔ پھر بچ نج نیں انسانیت و اخلاق پر بھی بو رکرتے ہیں یہ بی ماش۔“

”اوہ ہو۔ تو انسانیت و اخلاق سے اپنکی بڑھتی ہے۔“

کیا کہ الفہاد انجینیوں محبوب تھا۔ محبوب تو وہ ثرات تھے جو اس عدل گسترشی سے محاصلہ ہونے والے تھے۔ اور ہم تھے اب وہ نج نہیں ہیں۔ وزیر تعلیم ہیں۔ ایک ایسی حکومت کے ذریعہ میں کی پوری سیاست بے لاک عاری اور حق پریزی کے حمور پر نہیں مادی منفعت اور جارحانہ قوم پرستی کے مرکز پر گردش کرتی ہے۔ ایک ایسی حکومت جو علم سطح پر اتفاقات کی قائل نہیں بلکہ اخلاقی متروں اور اصولوں کو قوم وطن کی مذم میں بازہ کر مادی ترقیوں کا آسمان جھوٹیتی کی فکریں ہے۔ اس طرح کی حکومت کا ذریعہ تعلیم یا کوئی بھی وزیر گزیر جاہ و مصبب کا تحفظ اور منافع کی تحسیل انصاف کا راگ الائپ کر نہیں کر سکتا بلکہ جارحانہ قوم پرستی کا خادم بن کر ہی کر سکتا ہے۔ وہی ثرات جو کل شری چھاگلانے ایک حلیل القید منفعت کا پارٹ ادا کر کے حاصل کئے تھے اب انھات کا خون کر کے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔۔۔۔۔

”بس یا رخت ہم جانتے ہیں کہ آپ اس طواور براط کے والد صاحب ہیں۔ یہ پوریت اب ختم کیجئے۔“ یہ نے حاجز اکر کہا۔

”تھیں ملاد وست۔“ مسلم یونیورسٹی کا معاملہ ایسا ویسا معاملہ نہیں۔ ”مولوی تفضل بولے“ یہ بھی الگ عثمانیہ یونیورسٹی کی طرح جارحانہ قوم پرستی کا قصر بن گئی تو ہم بھارتی مسلمانوں کو تاریخ ہیجڑوں کے نام سے یاد کرے گی۔ ہم ارباب اقتدار کی چیرہ دستیوں پر روک نہیں لگا سکتے تو کیا اپنے ہیجڑے بن کا تام بھی نہ کریں۔“

”میں لگڑا شکر کروں گا کہ آپ سب آخر بیچارے چھاگل صاحب ہی کے تیچھے کیوں پڑ گئے۔ خدا نظر بد سے بچائے ہمارے محترم ذاکر حسین صاحب۔ آج کل نائب صدر جمہوریہ ہیں۔ وہ ضرور کوئی انھات کی راہ نکالتے اگر مشری چھاگل کا موقف ظلم کا موقف ہوتا۔ شکر کی جا ہے کہ مسلم یونیورسٹی کا جائزہ اگر اٹھا بھی تو اسے کاندھا دینے کے لئے مشری گلو الکر جیسے غیر مسلموں کو زحمت دینی نہیں پڑے گی، بلکہ شری خود علی کریم چھاگل اُجنا بڈا کرڈا ذاکر حسین اور مسلمان میراں پارلیمنٹ کی پوری برات

”ہمیں تو بھائی صاحب عرب میں جانے ہے“ صوفی گفت  
دفعتاً کھڑے ہو گئے ”دیکھنا ہے تو آخری خود بیکھے۔ ہم  
بیکھے تک فاتح ہو کر آجایں گے۔“  
ان کے اٹھتے ہی مغل برخاست ہو گئی۔  
(ملاذندہ صحبت باقی)

”شوچ ہے ہمارے بیچ کرنے والے تو اسے اپ کیا  
ہمیں گے۔ یہ لوگ عفت و اخلاق کے سب سے بڑے دشمن  
ہیں۔ ان کی زبان پر جب عفت و اخلاق کا نام آتا ہے تو  
باکل ایسا حسوس ہوتا ہے جیسے طوائفوں کا کوئی دلال اسراز  
کی بوقتی بغیر میں دیا گئے شہزادی کے حق میں پورا جھاؤڑا ہو یہو۔“

## اور گنے پر عالمگیر کے روز و شب

رہیت پر یا تیغوا کا ازدحام ہوتا اور وہ اپنی شکایات کی درخواست  
پیش کرتے تھے یا بھی فوج مجع ہوتی جگہ کرت اور قوجی مشن کیجانی  
بائیکی لڑائے جاتے اور تیراندازی ہوتی تھی۔  
درشن جھروکہ میں بیٹھے کا طریقہ شاد چھاؤ نے جاری کیا تھا  
اور عالمگیر نے بھی جاری رکھا ہی شاہی شکر کی ترمیت کیلئے ضروری  
تھا۔ جھروکہ کے بیچ وہ اپنے اپنے خدم و خدم کے ساتھ حاضر ہوتے  
تھے جو جمع کی نماز باجماعت جامع شاہ بھائی میں ادا کرتے  
وخت شاہ بھائی کے ہمراکاب ہوتے تھے۔

پھر شہنشاہ سی انو بچے دیوان عام میں تشریف لاتے  
جہاں چالیس ستوں کے شہنشین میں مرکے تخت پر بیٹھ کر  
کار و بار سلطنت کا سب سے بڑا حصہ انجام دیتے تھے  
۲۰۱ فرط لہبہ اور ۲۰۷ فرط چڑا دیوان عام دبار پریوں سے بھرا  
ہوتا تھا۔ بڑے بڑے امراء قریب ہی دست بستہ کھڑے  
رہتے سب سے پہلے میر عخشی (وزیر خزانہ) فوجی سپہی الارون اور  
امیروں کی درخواستیں پیش کر کے تھیں اور اک انلغوں کی  
مرمت اور سپاہیوں کی تجوہوں کے حسابات ہر صوبے کے  
الگ الگ سنگر منظوری لیتتا اور بہادر سپاہیوں اور  
افسروں کو ترقی انعام اور بہت افزائی کے لئے خدمت دینے  
کے حکم بھی حاصل کرتا جو عہدیدار ایں شاہی مختلف صوبوں سے  
ہوتے تھے ان کو پیش کیا جاتا۔ پھر میر آتش (توب خانے کا سربراہ  
اویس احمدی (محفوظ فوج کا سربراہ) اپنے اپنے محلے کی ہمدردی  
پیش کر کے منظوری حاصل کرتے تھے۔ ان کے اہل اور لائیں ماتحت

شہنشاہ اور انگ زیب عالمگیر کے چیس ٹھنڈوں کی  
صریفیت یہ ظاہر کرنے کے لئے بہت کافی ہے کہ وہ آہی  
اور باخبری کی تحریک میں سفر فراز تھے اور سلطنت انکی بگاہ  
میں راحت و آرام کا ذریعہ ہی بایک انتہائی عظیم اشان  
اور جان لیو افریضے کی مسلسل ادا میں۔ تبقیلات ”عالمگیر“  
سے ناخوش ہیں یہ کتاب عہد جہاں عالمگیری میں لکھی گئی تھی اور اس  
دور کی مستند تاریخ ہے۔

طلوخ صبح سے پہلے شہنشاہ بیدار ہو کر غسل کرتے یا  
وضو سے فراخت پاکر دیوان خاص سے ملی ہوئی مسجد میں  
جا کر قبڑ رُخ بیٹھ جاتے اور نماز فجر کے وقت تک بیٹھ رہتے  
پھر قلعے کے عام ملازموں کے شانہ بشانہ نماز ادا کر کے جرم میں  
تشریف لاتے اور کتب خانے میں جا کر تلاوت قرآن کیا رہتے  
تھے۔ اس کے بعد احادیث اور فوائد کی کتابوں کا مطالعہ  
ساری سے سات بجے تک جاری رہتا تھا ساری سے سات بجے  
جلہ گر ہوتے جہاں صرف چند تابل اعتماد امراء اور ذاتی ملازموں  
کو باریابی کی اجازت تھی۔ یہاں داد خواہی کا کام انجام پاتا  
اور میر عدل ہر فریادی کو باری پیش کرتا۔ ہر فریاد اور  
شکایت پر شہنشاہ ذاتی تحقیق سے فیصلہ صادر کر کر تھے اسی  
موقع پر مقلص اور ضرورت مند افراد کو شاہی خزانے سے  
عطیات دیتے جاتے تھے۔

ساری سے آٹھ بجے لال قلعہ کی مخربی نصیل پر جنمائے  
سامنے درشن جھروکہ پر تشریف یافتے تھے۔ جنمائے کے کنارے

مرصع زبان ہیں قرطاس پر لکھ کر ہر شاہی کے لئے پیش کرتے تھے اگر وہ شیر ہر شاہی کے سوا فریادوں پر شہنشاہ اپنے دست خاص سے چند مطریں تحریر کرتے تھے۔ وہ پر کے وقت شہنشاہ دیوان خاص برخاست کرنے کے حرم ہیں جاتے تھا ان کا کہانے اور پھر تھکے ہوتے جسم کو ٹھہر بھر کئے آرام سے لیٹنے یا سونے کا موقع دیتے پھر ناز خاطر ادا کر کے اپنی خلیت گاہ میں تشریف یافتے۔ خلینگاہ میں زیادہ وقت قرآن مجید کی کتابت میں لگزتا تھا کچھ وقت نفستہ کی کتابوں، بزرگان دین کے ملفوظات و رسائل کا مطالعہ کرتے۔ اسی عرصہ میں درباری امراء کے توسل سے خاص کیا ت کی ساخت کر کے ان بخیرات و عطیات کا حکم دیتے اور بھر حصہ کی ناز کا وقت آ جاتا، عصر سے غرب تک شاہی قلعے کے حافظوں کا معاشرہ ہوتا اور سرکاری کاغذات کا مطالعہ جاری رہتا تھا۔ غرب کی اذان سننکری ٹھٹھے اور طازہ ہوں کے شانزہ شناہ سجیوں فرض ادا کرتے صفت اور فضل کے بعد چند خاص و ظائف کا درد کرتے تھے۔ غرب ہوتے ہی دیوان خاص میں کافروں میں جل جاتیں اور شہنشاہ عالمگیر مسجد سے سرحد پر ادھر آتے تھے۔ ہاتھیں تجھ لئے ہوتے وہ عشارے وقت تک مکملہ مال، عدل اور فوج کے بائے میں عرضہ استوں کی ساخت کرتے رہتے تھے۔

عشامی کی اذان پر دیوان خاص کا یہ اجلاس برخاست ہو جاتا تھا اور ناز کے بعد شہنشاہ اوزنگ زیب عالمگیر حرم یعنی امام شعب اور استراتج کے لئے چلے جاتے تھے جہاں دریان خوب کو وہ تھجیر کے لئے اٹھ کر خود ہی وضو کرتے تھے اور خواہ گاہ خاص میں چپ چاپ اپنے معمود ہتھی کے سامنے روتے اور گرد فڑاتے تھے۔

**تفسیرہ احزاب** | مولانا محمد دی کی تفہیم القرآن کا ایک اہم حصہ نفس کتابت اور بہترین علمی

چھائی - قیمت مجلد ساڑھے چار روپے۔

**طبقات الاولیاء** | اولیاء و مشائخ کا ایک قدیمی تذکرہ جو مفہوم بھی ہے اور مقبول بھی ہے۔

قیمت بارہ روپے نوپے پیسے۔

مکتبہ تجلی - دیوبند (دیوبند)

کو غلغلت، زیور، ٹھوڑے یا ہتھیا ابطور العالم دیجئے جانے کا حکم صادر ہوتا۔ ان کے بعد شہنشاہ کی بھی زمین و حاصلدار کے نگران میر سامان اور قلعہ حرم، شاہی قلعوں اور محلوں کے نگران میر پیشہ کی بازی آتی تھی وہ شہنشاہ کے متعلقین، شاہی خاندان، ان کے ملازموں اور متولیوں کے باشہ میں احکام حاصل کرتے تھے اور میر سامان روزانگی آمدی اور زانگی آمدی اور میر پیشہ کی روزانگی کے خرچ کی منظوری لیتا تھا ب خاص اور سربراہ آنکے طبقہ کر ہر بند خریطہ توڑتے اور صوبے کے گورنرزوں پر مسالاروں، شہزادوں اور حکمہ مال کے سربراہوں کی وہ عرضہ اشتین پیش کرتے جس کو گذشتہ رات سے لیکر صبح تک ہر کارے لیکر آتے ہوتے۔ شہنشاہ خود ان کا مطالعہ سرہنیں کرتے تھے، بلکہ ان کا خلاصہ سنکری خواب ارشاد کرتے پھر صدر کی باری آتی جو تمام ہندوستان کے تاخیبوں مخفیوں اور صوبوں کے سربراہ کا عہدہ تھا وہ ہر صوبے کے میر صدر کی ربورٹ پیش کرتے اور جن علماء، شیوخ و مشائخ، سادات، زیاد، کی پروردش منظور کرائی ہوتی ان کی فہرست حاضر کرتے تھا اسی کے ساتھ جائیگی و مذاہب دینے کے احکام پھر تصدیق کے لئے پیش ہوتے اور ان بھی کے ساتھ علماء و مشائخ کو مدد معاشر (مالکزادی، معانی زمین) دینے کے احکام صادر ہوتے۔ داروں غیر عرض کر کا فرض تھا کہ وہ داد دہش اور بخیرات کے معاملوں پر شہنشاہ کو بار بار متوجہ کرتا ہے۔ دیوان عام میں اجلاس کے خاتمہ سے پہلے فیل خانہ سے جنگی ہاتھی، ٹھوڑے اور شاہی ہر کاروں کی ساندھیوں کے راتب کا حساب پیش ہوتا تھا اور کبھی شہنشاہ کے سامنے یہ جیوان معاشرے کے لئے لائے جاتے تھے۔ گیارہ بجے دیوان حامی سے دیوان خاص میں تشریف یافتے جہاں حرمان راز کے سوا کسی کو پرمارنے کی جگہ اس تھی سب سے پہلے سلطنت کے مختلف شعبوں اور حاکموں کی بارت پر جو زمینوں کی خفیہ رپورٹیں پیش ہوتیں۔ پھر گورنرزوں کے ناگزیرمان شاہی کے مفہوم ارشاد ہوتے تھے۔ ان کا مفہوم تباہ ہوتا اور ملحوظہ مالی میں پیش کیا جاتا شہنشاہ خود اس میں ترمیم اور صحت فراہم کر امیر الامراء کے حوالے کرتے اب ان کو خطاط

# قابل مطالعہ کتابیں

**فتاویٰ دارالعلوم دیوبند** "دارالعلوم" دیوبند کے مستند فتاویٰ جو ہر طرح کے سائلین

آپ کی دینی رہنمائی کرتے ہیں۔ یہ بجوعہ گھر میں رہے تو خود روت کے وقت کسی بھی مسئلے کے متعلق شرعی حکم وہدایت کا علم حاصل کرنا اسان ہو جاتا ہے۔ تازہ ایڈیشن عمدہ ترتیب اور اچھی طباعت کیا ہے۔ مکمل آٹھ حصوں کی قیمت اکیس روپے (محلہ دو جلدیں روپے) صاحبہ علم اور مشائخ و صوفیار میں ارشاد روح تصوف کی روشنی میں تصوف کے جو ہر اور حقیقت کی شاندیہ۔ دلچسپ اور فکر انگریز۔ محلہ تین روپے چھپن پڑے۔

**ابو بکر** مصر کے شہرہ آفاق صنف حجت حسین مکمل کی معترکہ الاراء کتاب کا اردو ترجمہ۔ قیمت پانچ روپے۔

(محلہ سات روپے)

**عن عظیم** یہ بھی حجت حسین مکمل ہی کی تالیف ہے۔ ترجمہ کامیاب۔ صفحات ۴۷۵ دش روپے (محلہ بارہ روپے)

**حضرت عثمان غنی** آپ کی پوری سیرت، حالات، شہادت، تمام اعتراضات والذات کے مدلل جوابات۔ اعلیٰ درجے کی جیز۔ دو جلدیں مکمل۔ دش روپے۔

**حال دلیف اللہ** مؤلفہ:- ابو زید شبلی۔ ترجمہ:- شیخ محمد احمد پانچی تی۔ ڈھانی

**دش برمے مسلمان** شیخ محمد سعیل پانچی تی کی مشہور تالیف جو آپ کے مطالعہ کی خاص چیزیں

(محلہ چھ روپے)

**فلسفہ دعاء** دعاء کے موضوع پر اپنی نویں کی واحد کتاب فضیلتی، روحانی، اخلاقی امنطقی تحریک۔ قیمت محلہ چار روپے

مولانا مودودی کے چند قسمی مضمایں  
قیمت طبیعت روپیہ

**تفسیر حقانی** قرآن کی تفسیریں بہت ہیں لیکن مولانا عبد الحق حقانی کی تفسیر اپنا ایک خاص اندراز اور امتیازی شان رکھتی ہے۔ قرآن کے قاموس معانی کی سیر کے لئے آپ اس سیوط، منفصل، مستند اور معلومات سے بزرگ تفسیر کو ضرور مطالعہ میں رکھیں۔ کامل کا بڑیہ ساٹھی روپے۔ بطور نمونہ جن کا جی چاہے کوئی سا ایک یا چند پارے بھی طلب کر سکتا ہے تی پارہ دو روپے

**البيان في علوم القرآن** یہ تفسیر حقانی کا مقدمہ سمجھیتے

و معارف اور سیر حاصل مباحثت کی وجہ سے مستقل کتاب کی جیشیت رکھتا ہے اس کے مطالعہ سے آپ قیمتی تفسیر اور علم قرآنی کے لطیف و دفین اسرار اور اصول و مبانی سے واقع ہوں گے اگر تفسیر حقانی کے علاوہ کوئی تفسیر اپکے زیر مطالعہ ہے تب بھی یہ مقدمہ "اس کی تیزی میں مار دیگا۔ چھ روپے۔

**عقائد اسلام (حقانی)** متعدد کتابیں ہیں مگر مولانا

عبدالحق حقانی کی کتاب "عقائد اسلام" صرف اول کی جیز بھی گئی ہے ہر مسلمان کو اس سے ضرور باخبر ہونا چاہتے کہ عقائد کی وہ نہ رست کیں ہیں جو ضروری عقائد اسلامیہ کی جامع ہے۔ ایسا نہ ہو ہم بے خبری ہیں کسی ایسے عقیدے سے ہی دامن رہ جائیں جس کے بغیر ایمان و اسلام کا اعتبار ہی بارہ شریعت میں نہ ہو۔ قیمت چار روپے۔

**کیا ہم مسلمان ہیں؟** نہیں تو یہ سے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ شہر پاروں کا جو عہد۔

سو زو گداز، اخلاقی اور دل کشی کا صحیحہ۔ محلہ سو ایڈ روپے۔

**مکتبہ جعلی** - (دیوبند (بی۔ پی۔ گی))

# کھڑے کھوئے

## تبصرے کیلئے ہر کتاب کے دو نئے آنے لئے ضروری ہیں

آج کئی ما بعد اس عنوان کو چھوٹے کی ذہبت آرہی ہے کہ اتنی بارہ تو ارادہ ہوا کہ اس عنوان کو مندرجہ کر دیا جائے آج مطلاع میں کی فرضت اور توفیق ہی تصیب نہ ہو تو تھرے کون کر کے اوارڈ کیسے کرے یعنی پھر اس خیال لئے دامن پکڑیا کر مایوسی تو کفر ہے، تھیمارہت ڈالو۔ برا کھلا کام چلتا ہی رہے گا۔

صد باتیں کی حضرات کو۔ جن کی شکایت یقیناً بحق ہے فرداً فرداً مذکورت کے خط لکھنا جوئے شیرانے سے کم نہیں۔ اتنی فراغت نصیب ہوتی تبصیرہ ہی تکھدیا جاتا۔ یہیں چند معدود تی الفاظ ان سب کی خدمت میں علی الحساب عرصہ ہیں۔ عرصہ فقط اتنی ہی نہیں کہ ان کی مرسد کتب پر تبصیرہ نہیں ہو سکا۔ یہ تو پلا عرض بھی ظاہر ہے۔ ہے نہ اس سے اس پر ہے کہ یہ ساری کتابیں محفوظ بھی نہیں رہ گئی ہیں لیکن لگکہ تصور و طلب کتابوں کے لئے الگ الماری ہے اور اس وقت بھی اس میں سالمہ ستر کے قریب کتابیں موجود نظر آ رہی ہیں۔ یعنی پہلے ہے کہ کم دیش اتنی ہی ادھر ادھر یعنی فردو پوچھی ہوں گے۔

کتابوں کے پیر نہیں ہوتے کہ خود سے چل کر ہیں، روپوش ہو جائیں مگر ہم جیسے یہ سلیقہ اور مرادت زدہ لوگوں کے لیے کچھ اچاپ داعزادہ لازماً ہوتے ہیں جو کتابیں لے جاتے کاشوق تو رکھتے ہیں مگر واپس کرنے کے شرقوں نہیں ہوتے ایسا نہیں کہ ان کی نیت خراب ہو۔ خرائی خالیا ان کی قوت یاد داشت میں ہوتی ہے۔

دوسری طرفی آفت یہ ہے کہ کتاب منتخب کرتے وقت سارا اینڈرالٹ بلڈنگ ڈاٹے ہیں جس کے بعد یہ کسی بھی وقت یہ فیصلہ کر ہی نہیں سکتے کہ کوئی کتاب پہلے آئی تھی اور کوئی بعد میں۔ اس آفت کے لیلن سعیہ تیری آفت خود بخود برآمد ہو جاتی ہے کہ جس وقت بھی محفوظی فرہت میسر آئے پہلے کوئی کتاب اٹھا یہیں۔ تبصیرے کی زمانی ترتیب ظاہر ہے کہ کتابوں کی آمد کی ترتیب پر مبتنی ہوئی چاہیئے وہ احباب کی یہ شکایت بجا ہو گئی کہ ہم نے اتنی مدت ہوئی کتاب بھیجی تھی اس پر تو تبصیر کیا نہیں اور بہت بیدلی کتاب کے تبصرے کے تقدم دیدیا گیا۔

المجنون لی اس ہمانی کا کوئی انت نہیں۔ کفر جنت پا ہو کر آغاز کار بھر کرتے ہیں۔ استقلال اور پابندی اللہ کے ہاتھ ہے اردو ڈائچسٹ لاہور اس وقوع اور ہیں جو پرے پر تبصیر شاید پہلے یعنی ہو چکا ہے شہر کے اعتبار سے یہ اس منزل میں ہے کہ تبصیرے کی کوئی خاص صورت بھی نہیں۔ لیکن پیدتاولہ آنے والے نئے کے علاوہ جب دو مزید نئے برائے تباولہ بھیج ہوادیتیے گئے ہوں تو تبصیرے کے

دینے بغیر ذرہ سکیں کہ حکومت کا یہ اقدام غیر ایتی اور فیض متفق نہ ہے۔ اس فیصلہ کے ساتھ ہی جیل کے دروازے کھل گئے۔ اور پا کے استیادوں کے کچل ہوئی جماعت میں پھر سکھ جائیں گے۔ یہ کتاب اسی قوس مہینے کے زمانہ اسی کی سرداری کے زمانہ میں سرداری کیا ہے جسے اسد گیلانی نے اپنے مخصوص انداز میں سرداری کیا ہے وہ بھی زندانیوں میں تھے سب کچھ خلوط کی شکل میں بیان کیا گا ہے۔

فید خاتم کے شب دروز کی تفصیلات، ذاتی تاثرات، تقدیر نظر اور داقعات کی تقویر کشی کے علاوہ اسد صاحب نے اپنے ساتھ نیدی ساختیوں کا تعارف بھی خلاصہ صین اور اثر انگلیز اسلوب میں کرایا ہے۔ کتاب ہر لحاظ سے پڑھنے کے لائق ہے اسد صاحب کے طرز تحریر کا تکمیل ہاں اور ان کے دیدہ و دل کی اسلامیت محتاج بیان نہیں۔ وہ اچھا لکھتے ہیں اور کافی لکھتے ہیں۔

کہیں کہیں کچھ تشنگی بھی محسوس ہوئی۔ مثلاً حکیم اقبال حسین کے تعارف میں وہ جب کہتے ہیں کہ

«لطفیہ گوئی میں اپنا صاحب کو کمال حاصل ہے وہ  
لطیفہ نہیں کہتے بلکہ لطفیہ کا عملی منظاہرہ کرتے ہیں۔»

تو یے اختیار بھی چاہتا ہے کہ رخونہ نہ چند لطفیہ بھی پڑھنے کو ملیں مگر چند کیا ایک بھی لطفیہ دھونڈے سے نہ سکا۔ ”فاعلت کا دریا“ جیسے الفاظ بھی ان کے بیان مل جاتے ہیں۔ جو بھی طور پر کتاب بڑی وقیع اور اثر انگیز ہے جسکا مطالعہ اربابِ ذوق آنکھیں نہ کئے بغیر شاید ہی کر سکیں۔

**فوائد حامہ بر عالہ نافع** [ مؤلف: شاہ عبدالغفار مدد ہبھی ]

محمد عبدالحکیم چشتی۔

ناشر: نور محمد۔ کارخانہ تجارت کتب۔ آرام باغ۔ کراچی۔

سائز: متوسط۔ صفات: مع صفت نامہ ۵۹۶۔ قیمت: قسم

اول ر سفیلہ (عذ) مجلد پندرہ روپے۔ قسم دوم (رف کائف) محدث پارہ روپے۔

خاندان ولی اللہی کے چشم بچانے خضرت شاہ

سمسے کام بیا جاتا ہے۔ یہ پہلو خاص طور پر تھیں کے قابل ہے کہ منتخب کرنے والوں کو عوامی ادبی پسپی اور لٹریچری معيار کے ساتھ ساختہ اخلاقی تلقا صنوں کا بھی لحاظ ہے۔ وہ عوامی توجیہات حاصل کرنے کے لئے ستا جنسی چارہ نہیں ڈالے تھے الفاظ ہی کی نہیں معامل و مطالب کی پاکیزگی بھی ان کی نگاہ انتخاب کے زادیوں میں شامل ہے جو نے جب بھی اس دلچسپی کے کسی شمارے سے کچھ پڑھا سے میعادی اور پاکیزہ پایا۔ اس کے مدیر مسٹر جناب الطاف ترشی کے انتزاع یو تو آس جو یہ سے میں ایک شانِ امتیاز کی رکھتے ہیں۔ فرانگیز، خیال افراد اور تیکھے، محض پرہ کہ جذبات ساندھ کو مشتعل کرنے والے لڑاکھر کے اس اداد و رنا مسعود میں اردد ڈلچسپ جیسا جریدہ نہ صرف مختبات میں سے ہے بلکہ اردو صحافت بجا طور پر اسے نایا انتخاب کہہ سکتی ہے اساعت غالباً ستر ہزار کے تقریب سے محلیں ادارت نیں جو حضرات پر مشتمل ہے (۱) داکٹر عباس حسین ترشی (۱۲) الطاف حسن ترشی۔ (۳)

لفڑا شرخان۔ سالانہ پندرہ روپے پیشہ شما ہی آٹھ روپے

فی کالی ڈریٹھ روپیہ۔ پتہ:۔ اردد ڈلچسپ۔ ۵۔ میں روڈ سن آباد۔ لاہور۔ سہندوستانی خریداروں کے لئے ترسیل

کا پتہ:۔ مکتبہ الحسنات۔ رام پور ریویویں) (۴)

**قابلہ سخت جال** [ لمحانی چھپائی بس کام چلاو۔ اعلیٰ ایڈیشن چور، پلے۔ ستا ایڈیشن چار روپے۔

ناشر:۔ ادارہ ادب اسلامی ۱۷۳۷ سٹیلائٹ ٹاؤن۔

سرگودھار پاکستان) (۵)

اسد حکیلی اسلام اپنے ایڈیشن میں ایک معروف شخصیت

کے نامک بیان کے قلم میں رعنائی ہے روانی اور چاؤ ہے

اپنی جزوی سلسلہ سے اکتوبر ۱۹۷۴ء تک پاکستان حکومت نے

جماعت اسلامی پاکستان کے اعیان و اکابر کو جلی میں ڈالا۔

تمہاریں کے خلاف مو لانا ابوالا علی مودودی نے اپنے نامک

کے اوپر عدالتون سے قانونی چارہ جوں کی اور بعد ازاں ایک

بھروسہ تھا آمریت کے زیر گلگل ہوئے کے باوجود یہ فیصلہ

صلیقی چھپا ہے جس سے معموکا ہوتا ہے کہ  
موصوف ہی صاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین  
تیریزی سے راوی ہیں۔ حالانکہ شیخ جرہی  
کے شیخ اور صاحب مشکوٰۃ کے شاگرد اور  
ان سے مشکوٰۃ کے راوی علی بن مبارک  
شاہ ہیں۔ مبارک شاہ ہیں ہیں اس قسم کی  
اور بھی غلطیاں بھیں جن کی ہم نے تصحیح کر دی  
ہے۔

نہ ہر طلباء بلکہ اساتذہ کے لئے بھی یہ "فوانیجامع"  
بہت ہی مفید اور قیمتی تخفہ ہے۔ عوام اسی کا مطالعہ  
فرمائیں تو بھیں اندزادہ ہو گا کہ فتن حدیث لکھنا و سیع،  
کیسا مہم بالاثان اور کس قدر بہت آزمافن ہے معاویات  
پڑھواتے اور اپنے علوم دینی کی قدر و منزالت پھیلتے  
کے لئے باذن خواں کو ایسی انویں کتابوں کا مطالعہ  
ضرور کرنا چاہئے۔

شارح کی خدمت میں ہدیہ شکر اور ناشر کے لئے  
دعا تے خیر حاضر ہے۔ ہنایت خوشی کی بات یہ ہے کہ  
کارخانہ تجارت کتب حسن کتابت پر بھی خاص تو جدیتا  
ہے۔ کاش طباعت بھی چھکا اور معياری ہو سکے۔ تصحیح  
کا استظام بھی زیادہ بہتر ہوتا چاہئے کتاب کے ساتھ  
لیما چورا تصحیح نامہ جوڑ دینا ضا سطہ کی تلافی مافات تو  
ضرور ہے لیکن قابل فخر ہرگز نہیں کہا جا سکتا۔

## فاتحہ کا صحیح طریقہ

ایک قیمتی کتاب جس کے مطالوں سے فاتحہ کے صحیح شرح  
طریقے کا پتہ چلتا ہے اور آپ بدعوت کے خطبرے سے  
محفوظ ہو جاتے ہیں۔ قیمت ساٹھ ہے

ملکیتی تحریٰ دیوبند

شہزادہ علی بن اعریف نے کس پاتے کے عالم دین تھے اس کا ندانہ  
کچھ دہی لوگ کر سکتے ہیں جنہوں نے ان کی تمام ہی کتابوں میں  
پاتے جاتے، اسے علم کا مادہ پر نگاہ غور ڈالی ہے موصوف علم حدیث  
کا سمندر تھے ان کی تصنیفات کی شان یہ ہے کہ شاپدھی کوئی  
صفحہ ایسا نکلے جان کے، سوت معلومات اور علمی تحریکاً ماند تھے  
یہ "فوانیجامع"۔ جان کا مختصر سفارس اسی رسالہ  
ہے اسی کی شان یہ ہے کہ یہ شمارالیٰ معلومات اور نکات  
و معارف اس کے ہر ہر صفحہ پر بکھرے ہوئے ہیں جن سے  
حضرت مؤلف کی وحدت مطاوعہ، کثرت معاویات فی ہمار  
اور علمی دراست کا حرارتناک احساس ہوتا ہے بڑی خوشی  
کی بات ہے کہ تاریخ کے اس بیش بہار سماں کو مولانا  
عبدالحیم حنفی نے شرح اور حاشی سے مزین کر کے اور محض  
ناشر نے اسے سلیمانی کے ساتھ زیور طبع سے آراستہ کر کے  
منابع ہونے کے پجا لیا ہے۔ شرح اتنی مفضل ہے کہ  
۲۳ صفحات کا رسالہ صفحہ کتاب بن گیا ہے لیکن یہ تعلیل  
معنی "خامہ فرسانی" ہیں بلکہ فاضل شارح کی عقیریز  
مجہن، عالمانہ کا وشن و تحقیق اور غیر معمول دراست و تفکر کا  
سنگھر ہے۔ شارح نے اصل رسالہ کے قیمتی نکات و معارف  
کو ضاہت کی روشنی میں لائے کا حق ادا کر دیا ہے اور ان  
کی شرح "فوانیجامع" بجائے خود ایک جلیل القدر علی  
کارنامہ کہلانے کی بیجا طور پر مستحق ہو گئی ہے۔

شارح کی دیدہ ریزی اور جہد کا وشن کا نہ اڑا  
اس سے کچھی کوہ نکتہ ہیں

"اس اہم صحت کے باوجود اس مطبوعہ  
رسالہ میں بعض غلطیاں رہ گئی ہیں اور وہ  
غایباً اس وقت تک نہیں بھل کر کی تھیں  
جب تک سلسلہ سند کے تمام راویوں کے  
سنین کو طاکر نہیں دیکھا جاتا جیسے  
مشکوٰۃ کی سند میں محدث شرف الدین  
عبدالرحمٰن جرہی کے شیخ اور صاحب مشکوٰۃ  
کے شاگرد کا نام امام الدین مبارک سادجی

ممبر بنتیہ اور عربی کی فتحیم کتابیوں کے تراجم و شروح معمولی قیمتوں میں قسط وار لجھتے

## تفاسیر و شروحات

ناظرین تجلی کی سہولت کے بغیر نظر اب ہم نے درج ذیل تفاسیر و شروحات کی قسطیں سلسلہ ممبری بھیجنے کا انتظام کر لیا ہے۔ اہذا جو حضرات ممبر بن کریم چیزیں ٹھال کرنا چاہیں گرستے ہیں۔

**شروع اکٹھ ممدوی** — ① فیں ممبری ایک روپیہ جو قبل از وقت آئی ضروری ہے۔ بحضورت دیگر پہلے وی پی میں یہ روپیہ بڑھادیا جائے گا ② نبی قسطیں ہر دنہ بعد تیار ہوتی ہیں اور تیاری پر بذریعہ وی پی درود نہ کر دیتے ہیں ③ ممبران سے تحصیل ڈاک جو ہر قسط پر تقریباً ایک روپیہ لکھتا ہے، نہیں لیا جائے گا، بلکہ قسط کی اصل قیمت سے ہی وی پی ہو گا ④ فیں ممبری والا روپیہ ایک ہی وی پی واپس آنے کی صورت میں عتم ہو جاتا ہے۔ البتہ کوئی وی پی واپس نہ ہوتا آخری قسطیں وضع کر دیا جاتا ہے۔

**۵ پاکستانی حضورات**:- دس پانچ روپے علی الحساب یا ہر قسط کے لئے ہر راہ پوری رقم مکتبہ عثمانیہ ۲۲۵۰ میانا بازار پیراللہی بخش کالونی کراچی کو بذریعہ منی اور درخیلیا اور رسید منی اور زیوریاں بھیجتے ہوئے آزادروں کی تقسیم خوبیکریں۔ اطلاع ملنے پر ہیاں سے قسطیں بذریعہ حاضری انھیں بھجوئی جائیں گی۔

**تفسیر حقاتی اور دو مع عربی**۔ حکل ۷۳ قسطیں میں مکمل ہو گئی۔ فی قسط ۲ روپے (مکمل سٹ کے بیک وقت خریدنے پر رعایتی قیمت ساٹھ روپے ہو گی (مبران کے لئے تحصیل ڈاک بھی معاف)

**تفسیر بیان القرآن**۔ یہ تفسیر ۳۳ قسطیں میں مکمل ہو گئی ہے۔ فی قسط دو روپے۔ مکمل سٹ ۶ روپے کا۔

مبران کو بیک وقت مکمل سٹ خوبی کرنے پر ۵۵ روپے میں دین گے اور تحصیل عجمی فری ہو گا۔

درس قرآن اور دو مع عربی۔ ترجیح کے ساتھ ہی آسان ترین تفسیر عام فہم لیکن مستند۔ ابھی سات قسطیں تیار ہوئی ہیں۔ فی قسط دو روپے۔ ہر دوسرے ماہ تھی قسط تیار ہو رہی ہے۔

**نووار الباری اور شرح بخاری** خاتم الحدیثین علامہ افروشاہ کاشمیری کے درس بخاری کا شہرہ جمازو میں دیکھتے۔ ان کے شاگرد رشد مولانا احمد رضا صاحب نہایت محنت اور قابلیت سے اس قیمتی ذخیرے کو مدوان کر رہے ہیں۔ اعلیٰ۔ مدلل و مفصل اور فکر اگیز۔ ہر دوسرے ہفتے ایک جلد چھپ رہی ہے۔ حضرت تھا مسیہ دو جلدیوں میں ہے۔ جلد اول سارے حصے تین روپے۔ جلد دوم سارے حصے چار روپے۔ اس کے بعد اصل کتاب کی تین جلدیں بھی ہیں۔ ہر جلد سارے حصے تین روپے۔ مقدار میریت گویا پایا جائیں تیار ہو چکی ہیں۔

**الیخاخ الباری** (اوردو مع عربی) یہ بھی بخاری کی شرح ہے اپنا خاص اندیز لئے ہوئے۔ اسے مولانا ناصر الدین صاحب مرتب فرمائے ہیں۔ اب تک آٹھ قسطیں تیار ہوئی ہیں۔ ہر قسط کی قیمت دو روپے ہے۔

**معارف المشکوہ** (اوردو مع عربی) مشکوہ شریف کی عمدہ شرح جو مولانا عبد الرحمن حبیث دہلویؒ کی شرح مشکوہ "ظاہر حق" کا نیا پیرا ہے۔ ابھی تک سات قسطیں تیار ہوئی ہیں۔ ہر قسط کی قیمت دو روپے۔

- منظاہر حق جدید (آردو مع عربی) مشکلہ مشریف کی مشہور شرح جسے مولانا عبد اللہ جاودا صاحب اضافات کے ساتھ ایڈٹ فرمائے ہیں۔ ابھی تک سولہ تسلیں تیار ہوئی ہیں۔ ہر قسط کی قیمت دو روپے ہے۔
- فتاویٰ عالمگیری (مُردود) یہ فتاویٰ قطعاً نایاب ہو گئی تھا۔ اب اسے ہر لحاظ سے معیاری بنانے کا پیش کیا جا رہا ہے ابھی تک تین تسلیں آچکی ہیں۔ چوتھی آخر اربعوہ تسلیم آنے کی امید ہے۔ ہر قسط کی قیمت ہے سو اڑو روپے۔
- نور الدلیر ایہ - فقہ حنفی کی مشہور کتاب ھدایۃ کا ترجمہ اور شرح۔ ہزار ہام سال کا بہترین مجموعہ۔ ابھی تک سات تسلیں تیار ہوئی ہیں۔ ہر قسط کی قیمت دو روپے۔
- تفسیر ابن حجر عسکر (آردو مع عربی) ابو جعفر محمد بن جعفر رحمہ کی مشہور تفسیر حجیبی پاہ آردو میں آرہی ہے۔ ابھی چار تسلیں تیار ہوئی ہیں۔ فی قسط دو روپے۔
- تفسیر مدارک (آردو مع عربی) عبد اللہ بن احمدؓ کی مشہور تفسیر۔ پہلی بار آردو زبان میں۔ اب تک چار تسلیں تیار ہوئی ہیں۔ فی قسط دو روپے۔
- **نکتہ:** - لمحظہ رہے کہ آپ چند سلسلوں کے ممبر بنا چاہیں گے اتنے ہی روپے فیں ممبری کے ادا کرنے ہوں گے۔ ایک روپیہ نقطہ ایک ہی سلسلے کی فیں ممبری کے لئے کافی ہوتا ہے۔

### تعلیمی و فضایلی کتب

نام	نمبر	نام	نمبر	نام	نمبر	نام	نمبر
اخلاقی کہانیاں	-	اول	-	رہنمائے عربی (مولوی ہلال عثمانی)	-	آسان ریاضتی (قابل نصاب)	حصہ دوم
ہماری کتاب	۶۲	(قابل نصاب)	۲۰	حصہ دوم	"	حصہ اول	"
"	۸۰	"	۳۰	"	"	"	"
"	۸۰	"	۴۰	"	"	"	"
چہارم	-	"	۵۰	چہارم	-	چہارم	-
چشم	۱۲	"	۶۰	چشم	-	چشم	-
ہماری دنیا	۴۰	"	۷۰	ہماری دنیا	-	ہماری دنیا	-
"	۸۰	"	۴۰	دوم	-	دوم	-
سیم	۵۰	"	۸۰	سیم	-	سیم	-
اُردو فارسی طاکشیری	۷۵	"	۳۰	اُردو فارسی طاکشیری پاکٹ سائز جلد	-	اُردو فارسی طاکشیری	حصہ دوم
اُردو کی پہلی (ابن حمایت اسلام) گلزار	۱۹	"	۳۰	اُردو کی پہلی (ابن حمایت اسلام) گلزار	-	اُردو کی پہلی	حصہ چہارم
عام معلومات	۳۷	"	۳۰	اول	-	اول	-
دوسری	۷۲	"	۳۰	دوسری	-	دوسری	-
تیسری	۷۲	"	۳۰	تیسری	-	تیسری	-
چوتھی	۷۵	"	۸۰	چوتھی	-	چوتھی	حصہ سوم
اُردو زبان کا قاعدہ (اسلیل والا)	۱۲	"	۳۰	اُردو زبان کا قاعدہ (اسلیل والا)	-	اُردو زبان کا قاعدہ	حصہ چہارم
کی پہلی	۱۹	"	۳۰	کی پہلی	-	کی پہلی	حصہ چشم
دوسری	۳۷	"	۳۰	دوسری	-	دوسری	حصہ چشم
ہماری کتاب	۶۲	"	۲۰	ہماری کتاب	-	ہماری کتاب	حصہ اول
تیسری	۶۲	"	۲۰	تیسری	-	تیسری	-

تعلیمی و تصاہبی کتب

تعلیمی و نصبابی کتب	
۱۰۰	اُردو زبان کی پہچاں ( اس لحاظ سے )
۷۵	اُردو زبان کی پہچاں ( اس لحاظ سے )
۵۰	ہماری پہچاں (ہندی زبان میں قابل نصباب سرت) قاعده
۲۵	" " " " " اول
-	" " " " " دوم
۳۰	" " " " " سوم
-	" " " " " چھٹیں
۶۵	" " " " " پانچ
۴۵	" " " " " شش
۲۵	" " " " " سیم
-	" " " " " چھٹیں
۱۲	مالا بدھ منہ اُردو ( درس کی مشہور کتاب )
-	گلستان مترجم ( ہر لمحاظ سے معیاری )
۸۵	" مع فرنگ " "
-	پوستان مترجم ( " )
۷۵	" مع فرنگ ( " )
-	پند نامہ عطاء فارسی ( " )
۵۰	باقورہ الادب ( درس کی مشہور کتاب )
۵۰	فرنگ بکورۃ اللہ ( " )
-	اسلامی خطوط نویسی ( مبتدی حضرت اور بچوں کیلئے )
۴۰	الدراستہ الحمدہ شیخ القراء الرشیدہ - اُردو مع عربی اول
-	" " " " " دوم
۳۰	" " " " " سوم
۲۰	آستانہ السنن اُردو مع عربی حصہ اول
-	" " " " " دوم
۵۰	اُردو ما سٹر ( ہندی سے اُردو سیکھنے کیلئے )
۵۰	چار منگ پر انگریزی ( انگلش سیکھنے کیلئے )
۷۵	شاپین اُردو - اُردو سیکھنے کیلئے ( قابل نصباب ) اول
-	" " " " " دوم
۴۵	" " " " " سوم
۱۲	" " " " " چھٹیں
۳۲	رحمتِ اسلام " " " " قاعده
۳۰	رحمتِ اسلام " " " " قاعده

مکتبہ جلی - دلویند (یونیورسٹی)

حافظ امام الدین رام نگری کی کتابیں

رجمت اسلام اردو سیکھنے کیلئے (قابلِ نصباب) اول		بیم	رجمت اسلام اردو سیکھنے کیلئے (قابلِ نصباب) اول	بیم
-	-	۳۵	" " "	" "
-	-	۳۰	" " "	" "
-	-	۵۰	" " (چہارم)	" "
-	-	۷۵	اصول فارسی - فارسی سیکھنے کیلئے ( ) اول	" "
-	-	۵۰	" " ( ) دوم	" "
-	-	۲۳	معین فارسی	" " ( ) مکمل
-	-	۵۰	دروس فارسی	" " ( )
-	-	۶۲	نصائح فارسی	" " ( )
-	-	۳۰	تعلیم الاسلام علکسی گلیز کاغذ پر اول	" "
-	-	۲۵	" " دوم	" "
-	-	۵۰	" " سوم	" "
-	-	۲۵	" " چہارم	" "
حافظ امام الدین رام نگری کی کتابیں				
۲	۵۰	محلہ	اویار اور عقیدہ رسالت	محلہ
۱	۷۵	"	اوگون کا تحقیقی جائزہ (اضافہ شدہ)	"
-	۸۰	محلہ	عقیدہ آخرت کے غلط دلائل	غیر محلہ
-	۵۸	محلہ	جزیہ کی حقیقت	دلائل القرآن
-	۸۰	"	حصہ اول	حصہ اول
-	۸۰	"	حصہ دوم	"
۱	-	"	حصہ سوم	"
-	۱۵	"	مسلمان شوہر و بیوی	"
-	۷۵	"	خاصیات خدا کی نماز	"
-	۵۰	"	معلم نماز	"
-	۸۰	"	حضرت عثمان ذ النورین	"
-	۶۰	(میزبان رسول)	حضرت ایوب الفہاری	"
-	۷۲	(موزن اسلام)	حضرت بلال	"
۲	-	(ہندی اندود فقری مراسلات)	ہندی سیکھنے کیلئے	"
-	۵۰	(اردو ماستر)	ہندی سیکھنے کیلئے	"

## الْحَسَنُ وَالْمُحَمَّدُ وَاللّٰہُ عَلٰیہِ الْحَمْدُ کی سیرت پر

زاد المداد (امام حافظ ابن قرم)

سیرت محمدیہ (رسید احمد)

رحمۃ اللہ علیہن جلد (قاضی سلیمان منصور پوری)

حسن انسانیت (انقیم صدقیقی پاکستانی ایڈشنس)

« « ( « « ) پاکستانی اعلیٰ ایڈشنس

« « ( « « ) ہندوستانی ایڈشنس

حیات سرور کتابخانہ مکمل (ملاواحی)

خصالیں بھوئی و شماں ترمذی تحریم اور در مولانا رکیا

اصح التیر (مولانا ابوالبرکات دانابوری)

رسول اکرم کی سیاسی زندگی (ڈاکٹر حیدر اللہ)

معمولات بھوئی (بیوی زندگی کے معمولات)

بزم پیغمبر (مولانا مقبول سیوطاروی)

پیغمبر اسلام نبیر (ماہنامہ نئی راہ)

ہمارے پیغمبر (مولوی محمد میان)

رسول عربی (مولانا فرید الوحدی)

رسول خدا کے اخلاق

پیغمبر انسانیت (مولانا یعقوب الرحمن)

ذکر رسول (مولانا تھاونی)

سیرت رسول (شاہ ولی اللہ)

مجموعہ سیرت رسول (جنوبی کی حیاتیں) مبارکہ

تفصیل حالات عالم

زبانیں - بچے، بچیاں اور غرباً بھی فائدہ اٹھائیں

سلسلہ کتاب ۲۵ حصوں میں باہٹ دی جائی ہے۔

فی حضہ بہانے پیسے (سب حصے کیجا منگلے پر نہ پڑے)

## صحابہ کرام کے حالات ویسٹر پر

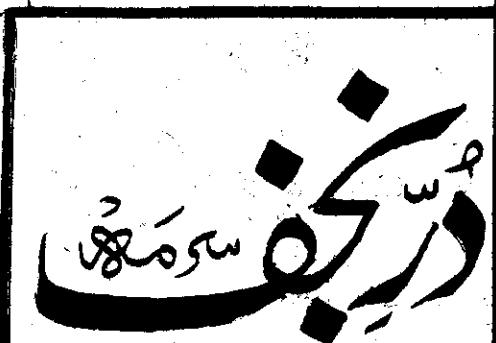
حضرت خدجۃ البری ام

حضرت عائشہ صدیقہ

ناجدا بر مدینہ کی شہزادیاں

تیغہ	لہجہ	تیغہ	لہجہ
۶	-	۷	-
۱۲	-	۲۷	۲۵
۲۵	-	۱۲	-
۲	۲۵	۱۱	-
۱	۵۰	۱۵	-
-	۵۰	۱۲	-
۵	-	۱۱	۲۵
۶	۷۵	۸	-
۱۰	-	۱	-
۱۲	-	۱	۵۰
۴	-	۱	۲۵
-	۸۰	۱	۲۵
-	۵۰	۱	۲۵
-	۹۰	۱	۱۲
-	۳۵	۱	۵۰
-	۳۵	۱	۳۰
-	۷۵	۲	-
۲	۲۵	۱	۲۵
۲	۵۰	۱	۱۲
-	۲۲	۱	-
-	۶۰	۱	-
۱	-	۱	-
۱	۵۰	۱	-
۲	۵۰	۱	-
۱	۲۵	۱	-
۱۲	-	۱	-
مکتبہ تحریکی - دیوبند (دیوبندی)		۱	-

## لیکوئنٹرم کے جملی خدوخان



## حدیث و فتنہ

علوم قرآنیہ و تفاسیر غیرہ	تبلیغ	تبلیغ	حدیث و فتنہ
تفہیم حقانی مکمل غیر مجلد ۶۰ روپے۔ مجلد در چھار جلد	۲۸	-	مشکوہ شریف اردو مع عربی کامل مجلد
تفہیم بیان القرآن مکمل غیر مجلد ۶۰ روپے۔ مجلد در چھار جلد	۱۹	-	" " صرف اردو
مفہوم القرآن پارہ عم (ترجمہ مع تفسیر اور اردو نظم کیا ہے)	۱۴	-	ترمذی شریف " "
" " پارہ الم ( " " )	۳۰	-	سنن نسائی شریف اردو مع عربی "
چھ سورہ منظوم ( " " )	۱۳	-	سنن ابن ماجہ صرف اردو
قرآنی دعائیں منظوم ( " " )	۱۲	-	سنن داری شریف اردو
تفہیم الفقہ ان (مولانا مودودی کی حجۃۃ اول -	۳۰	-	ریاض الصالحین اردو مع عربی "
معركة الاراء تفسیر، پلٹک	۸	-	مسند امام عظیم البخنیفہ اردو مع عربی مکمل مجلد
کی حسین اور ضبط جلدوں میں	۱۲	-	موطا رام مالک "
تفسیر سورہ نور (مولانا مودودی)	۸	-	متوطہ امام محمد
تفسیر سورہ الحزاب ( " " )	۸	-	کتاب الانوار
تفسیر علم مختانی۔ ترجمہ شیخ الہنڈی مجلد	۱۲	-	بلوغ المرام
الافتکان فی علوم القرآن	۲۸	-	مشارق الانوار
البيان فی علوم العترة غیر مجلد	۳۵	-	مسلم شریف اردو مع عربی غیر مجلد
اصول تفسیر اردو مع عربی (مولانا عبد المالک) مجلد	۲	-	صحیفہ ہمام بن بنیۃ " "
" " (امام ابن تیمیہ) مجلد	۱	۵۰	حجیت حدیث (مولانا ادریس کاندھلوی)
قاموس القرآن (قرآنی ذکشڑی) مجلد	۲۷	-	علم العویث (اصول حدیث پیر)
مفردات القرآن اردو (امام راغب) " "	۱۵	-	فتاویٰ دارالعلوم مکمل در آٹھ حصہ مجلد در چھار جلد
فتران نہب (امانہ نہی راہ) " "	۸	-	فتاویٰ عبدالحقی مبوب مکمل مجلد مع طہکور
طبع طبع علماء کے مضمایں -	۱۵	-	بہشتی زیور مدلل د مکمل (مولانا حکاٹنی) " "
	۱۶	۵۰	حجۃۃ درود جلد
	۸	-	علم الفقہ کامل در چھ حصہ (مولانا عبد الشفیع) مجلد
	۷	۵۰	بہشتی زیور اہمی غیر مدلل - مکمل مجلد
			الفوز الکبیر مع فتح القیر ترجمہ مع تن

**درست کتب**

اس قسمی اور شہور ترین سُرے کو بہت سے کتب فروش بھی فروخت کرتے ہیں، لیکن کارخانے انھیں

معقول نفع دیتا ہے — تفصیل خط للہ کر معلوم کریں۔ پیشہ: دار الفیض حماقی دیوبند

جو پی

## دین و اخلاق

پیشہ	دیوبند	پیشہ	دیوبند
احسن الصلوٰۃ نماز کے مسائل آسان انداز میں	(۳۰)	-	-
بہاری تعلیم رکیا ہے اور کیا ہونی چاہتے ہیں	(۷۵)	-	-
نصیحت نامہ (مولانا بابر عالم میر طھی جہاجر مکی)	(۴۰)	-	-
كلمات اکابر (جبرت آموز کلمات کا مجموعہ)	(۱)	۲	۵۰
عقائد اسلام قاسی (مولانا محمد طاہر مردم)	(۲۵)	-	۲۵
طریقہ میلاد شریف (مولانا حافظ احمد حنفی)	(۳۰)	۱	۳۲
فتاویٰ میلاد شریف (مولانا شیداحمد حنفی)	(۳۰)	-	۳۷
رکمات تراویح (مولانا حبیب الرحمن عظی)	(۱)	۱	۲۰
حسن یقین (مولوی ابوالحسن بارہ بیکی) مجلہ	(۵۰)	-	۷۵
انسانیت کے تعلق پڑے (مولوی بلال عثمانی)	(۲)	۱	-
عقتاد (مسائل تصوف بیانہ ایمیل شیکھ علاقہ)	(۱۰)	-	۴۰
تبیغی فہاب مکمل مجلہ ریکیزین	(۶)	-	۴۰
مرثے کے بعد کیا ہرگز؟ غیر مخلص	(۲۵)	-	۵۰
آئینہ ایمان	(۱۲)	۱	۲۵
آئینہ ترائق	(۱)	=	۲۰
آئینہ رسول	(۱)	۱	۲۵
آئینہ نماز	(۱)	۲	۵۰
آئینہ آخرت	(۱)	۲	۵۰
صراط استقیم (حضرت اسماعیل شہزادی)	(۲)	۲	۵۰
كلمات امدادیہ ( حاجی امداد الدین بہاجر مکی)	(۲)	۳	-
ٹھہارت کے مسائل مجلہ	(۶۲)	۳	۵۰
محمدات (آیات قرآنی کی وضاحت)	(۲)	-	۵۰
فرودس کی راہ مکمل	(۲۵)	۱	۵۰
تعمری حیات	(۲)	۱	-
فضائل علم و علماء (ایام این قیم)	(۱)	۲	۵۰
مصیبت کے بعد راحت (مفہی خفیج)	(-)	-	۵۰
موت کا منظر ( " " )	(-)	۱	۲۵
بخاراد فاعی منصوبہ ( سید حامد علی )	(-)	۴	-
چھ کیا ہے؟ ( " " )	(-)	۲	۲۵
قوموں کا عروج و زوال ( " " )	(-)	-	۲۵

ترکیب نفس (مولانا مین احسن اصلاحی)

اسلامی القلب کی راہ

اسلامی زندگی مکمل مجلہ (نصراللہ خاں عوینی)

اسلامی زندگی (مولانا احتشام الحسن)

خود کی دیر ایں حق کی ساتھ ہر دھنہ

رفیق سفر (مفہی محمد شفیع صاحب)

رقیصہ اقامت دین

رہبر حجاج (مولانا حبیب الرحمن)

میری نماز نماز کے جملہ مسائل

روزہ کی فضیلت

مساز کی فضیلت

قرآن کی فضیلت

قرآن اور احادیث

مساز اور احادیث

حنت اور درون رخ (شیخ عبدالقادر جيلانی)

فتح الغیب اندود ( " " )

مطالعہ اسلامیات (اسلام پر ایک لیپچ)

اسلام ایک لیپچ

عورت اسلامی معاشرے میں

اساس دین کی تعمیر

کائنات میں نماں کا مقام (مولانا نقی المینی)

مقالات ایشی (مقالات پاکزہ کا مجموعہ)

مقالات شیخ البیان (تحقیق تاخذاتہ)

تعاریر امام غزالی

تجدد ایجتہاد

تصویر علم و عقل کی روشنی میں (مولانا مودودی اور رولوی)

مسئلہ سود (مفہی محمد شفیع صاحب)

سود مکمل (مولانا مودودی)

مسئلہ فتنہ بوت علم و عقل کی روشنی میں

اسلام طوارے سے نہیں پھیلا

مکتبہ تجلی	ملنے کا پتہ	مکتبہ تجلی - دیوبند (دیوبندی)	-	-
۱	-	خدا ہے؟ ( = )	۳۲	-
۲	-	ل محمدین کے شہادت ( = )	۳۲	-
۳	-	تقویۃ الایمان ریزای ایڈریشن مجلد مع کر ( = )	۶	-
۴	-	خدا کا انکار کیوں؟ ( = )	۳۲	-
۵	-	کیا خدا کی مهزور نہیں؟ ( = )	۳۲	-
۶	-	خدا ہے؟ ( = )	۳۲	-
۷	-	خدا پرستی ملحدین کی نظر میں ( = )	۳۲	-
۸	-	تقویۃ الایمان ایڈریشن کا عہد نامہ عقین ( = )	۲۰	-
۹	-	پیدہ مت اور شرک ( = )	۲۰	-
۱۰	-	شرک کے اثرات انسانی زندگی پر ( = )	۲۰	-
۱۱	-	ہنر و مرمت اور توحید (مولوی حامد علی) غیر مجلد،	۹۰	-
۱۲	-	سکھوت اور توحید (مولوی حامد علی) غیر مجلد،	۱	-
۱۳	-	صحیح معلومات تعطیل اور بدعتون کی اشاندی ( = )	۱	-
۱۴	-	حق صریح اور ردود ( = )	۲	-
۱۵	-	تفویۃ الایمان داشاہ سعیل شہید ( = )	۲	-
۱۶	-	تکالیف ایمان (مولوی راشد حسن عثمانی) ( = )	۳۲	-
۱۷	-	تکالیف الصلوٰۃ ( = )	۲۵	-
۱۸	-	تکالیف الصوم ( = )	۲۵	-
۱۹	-	تکالیف الطهارت ( = )	۲۵	-
۲۰	-	مکتوبات خواجہ معصوم ( = )	۲۵	-
۲۱	-	مکتوبات سید سلیمان ندوی ( = )	۲۵	-
۲۲	-	مکتوبات امام غزالی ( = )	۲۵	-
۲۳	-	مکتوبات امام ابن قیم ( = )	۲۵	-
۲۴	-	ہبائے عاملی مسائل (مولوی تقی صاحب)	۱	-
۲۵	-	قانون و راست (مولوی تقی صاحب)	۲۵	-
۲۶	-	اصلاح معاشرہ میں نماز کا مقام	۱	-
۲۷	-	زبدۃ المناکہ مکمل (مولانا شیدا حمد نگوہی)	۸	-
۲۸	-	معراج الموئین (ایک پاکیزہ تصنیف)	۲	-
۲۹	-	فلسفہ دعاء (دعاء کی حقیقت اور فلسفہ)	۷	-
۳۰	-	اتخاب کتبات امام ربانی اور دو مجلد	۵	-

# کیونزم کے خدوخال نمایاں کرنے والی کتابیں

## ادب میں ترقی پسندی

ترقی پسند عویک کا بے الگ تاریخی اور نظریاتی جائزہ، گوپاں تسلی کے قلم سے۔ اپنے موضوع پر پہلی جاہن کتاب جس کا ترجیح گئی غیر کلی زبانوں میں ہوا۔ صفات قیمت ایک روپہ۔ انگریزی ایڈیشن دو روپہ۔

## سورما کی بار

یمنی اور بدی کی ازی نکشم کی خیالی فروز داشتی موجودہ صدی کا ایک علمی ناول۔ روکی ادب کا شاہکار ترجمہ گوپاں تسلی قیمت دو روپہ۔ ۵ پیسے۔

## لینین

انقلاب روس کے باñی نکولائی لینین کی متعدد ترین سوانح عمری، لینین سے قبیل بسطار کھٹے و لال انقلابی ذوق و شوب کے قلم سے۔ ترجمہ گوپاں تسلی۔ ۲۰۰ صفات قیمت ایک روپہ۔

## عامی سیاست میں جہوریت

بین الاقوامی سیاست میں جہوریت کے کردار اور جہوری اصولوں کی کارروائی کے امکانات کا سیر چالی تحریر۔ موجودہ عامی سیاست کے پرچیز روحانات کو پیچے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ سیدھا ضروری ہے۔ ترجمہ گوپاں تسلی۔ ۱۰۰ صفات۔ قیمت ۵۰ پیسے۔

## امیں سوچواری

بارج آر دیل گانڈیم ناول جس میں تیا گیا ہے کہ اگر نظام جبکہ دو کا گیا تو اسے چل کر یہ کتنا ہمگیر یو جنے گا۔ ۱۹۸۳ء میں دنیا کا وفتہ ہو گئے ہے اس کی جیانک تصور ہے۔ ترجمہ یک ستمہ دو روپہ۔ ۵۰ پیسے۔

کیونزم پر ایمان لانے کے محکم ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اس روحانی کرب کا ذکر کیا ہے جس نے ان کے ایمان میں رخچے ڈال دیتے۔ ترجمہ گوپاں تسلی۔ ۲۰۰ صفات قیمت ایک روپہ۔

## آزادی کی طرف

ایک ممتاز روسی افسر کو کراون شیکلوکی انکشاہ نیکز آپ بیتی۔ یہ تاب جتنی انکشافت انگریز ہے اتنی ہی دل چسپ بھی ہے۔ ایک بار ارشاد کر کے اسے ختم کیے بغیر آپ با تھے سیہیں رکھیں گے۔ ترجمہ یونیورسٹی کا ۲۰۰ صفات۔ قیمت تین روپہ۔

## عثمان بطور

پیش کے عہدہ عثمان بطور اور ان کے ساتھیوں کی دوسری نیجی سرگردانی۔ جن کے بہادرانہ کارناوں نے اسلام کے دراصل کے عہدہ دیا تاہم کروی۔ ان عہدہوں کی سرگردانی جوہوں نے اپنے مدھب اور حاضری کو ایسا کی ختم لیا۔ ترجمہ شاہد احمد بلوی۔ ۲۵۰ صفات۔ قیمت ایک روپہ۔ ۵۰ پیسے۔

## آج کا چین

شوونڈ و تانی مالہ کا نکر ایڈ جنرل پکھ کا سونہدہ کیف چین کی نڈی کے پرہ بڑا کا یہ صلح تحریر۔ ترجمہ سونا نعمت عثمان فی قبیل۔ ۲۰۰ صفات۔ قیمت ایک روپہ۔

## سگز مشت امام

چین کے شہر امام کا ذرا وجاں کی آپ بیتی۔ ہو اسلاہ کی خصت کرنے کا نکسہ سے چین گئے اور خداوت دین کی پاداش رسی کیف مشت مظالم کا سماں کیا۔ ترجمہ محمد حسین صاحب میر روزانہ دھوت۔ دہلی۔ ۲۔ ۳۔ سبقت ۵، پیسے۔

## اور یانگسی ہہتارہا

دو حصوم دلوں کی کہانی جو سیاست کی تریانگا۔ پرسیست چڑھا ہے گئے جن کے سبقت کے چین ہے اپن اور بہتر نہ کی مخصوصاً آنزوں کی کیفیت مکمل ہوں کے تھبات کا بیل اور قصب ناک یا اسی کی طوفانی نہیں پہلے گئیں۔ ترجمہ جلیس عابدی۔ ۲۰۰ صفات۔ قیمت ایک روپہ۔

## چین کے مسلمان

یہ معلومات افراد ایک چینی مسلمانوں کے تاریخی صالت اور ان کی موجودہ حالات پر روشنی داتا ہے۔ پیش نظر عزلہ نامہ عہد عثمان فارقیلہ۔ ۲۰۰ صفات۔ قیمت ۵۰ پیسے۔

## پتھر کے دیوتا

دنیا کے پہ شہر اور یوں کی آپ بیتیاں۔ ان آپ بیتیوں میں انہوں نے ان اسباب پر روشنی ڈال ہے جو اور ناقلوں کی تھب تھوڑی مرتباً گوپاں تسلی قیمتیں دی پڑے۔

## آزادی کا ادب

ہندوستان اور اپکان کے تیرپتو شہروں والہاڑیوں کا اور ناقلوں کی تھب تھوڑی مرتباً گوپاں تسلی قیمتیں دی پڑے۔